مؤلف: مولانا سید مفتی نزاکت حسین کاظمی

ماتم اور ازواجِ نبیؐ

مصنف

مفتی سید نزاکت حسین کاظمی

ایم اے اسلامیات، ایل ایل بی(آزاد کشمیر)
فاضل عربی لاہور، ایم اے عربی،اسلامیات،
فاضل علوم الاسلامیہ جامعۃ المنتظر لاہور

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

جامع ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ، ملتان روڈ، لاہور، فون : 042-35426372

کتاب : ماتم اور ازواجِ نبیؐ

مصنف : مفتی سید زناکت حسین کاظمی

تصحیح : ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : محمد عمران حیدر چودھری

فنی تعاون : زہراء بتول، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : جون، 2011ء

اشاعت دوئم : اکتوبر، 2011ء

ہدیہ : 300 روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ منہاج الصالحین لاہور

الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ فرسٹ فلور

دکان 20 اُردو بازار لاہور

فہرست

باب: دوم
ازواجِ مطہرات کے فضائل قرآنِ حکیم کی روشنی میں

باب: سوم
پاک نبیؐ کی زبانِ اطہر سے ازواجِ مطہرات کا مقام و مرتبہ

باب: ہفتم

پاک نبی کریم کا فرمان: گریہ (رونا) "رحمت ہے سبب نجات ہے۔"

باب: ھشتم

بلند آواز سے گریہ (آہ وبکاء) کرنا سنت یعقوبؑ ہے

شدید گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے

کثرتِ گریہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی گئی

اور کمر بھی خمیدہ ہو گئیں

حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ پر اسی (۸۰) سال تک

جزع وفزع کیا، جبکہ یوسفؑ زندہ تھے، اور آپ کے علم میں تھا

باب:نہم
نوحہ
نبی کریم کا حضرت حمزہؓ پر نوحہ اور گریہ کرنے کا حکم دینا

باب: دھم

ماتم

باب: یازدھم

پیغمبر اسلامؐ کی شدت بیماری اور رحلت پر صحابہ کرام کا عقل و حواس کھو دینا، آہ و بکا اور گریا (ماتم) کرنا

باب: دوازدھم

گریہ اور ماتم کرنے کی اجازت نبی کریمؐ نے

خود گریہ فرمایا: ماتم کا انتظام کرنے کا حکم دیا

باب: سیزدھم

سردار انبیاء پر گریہ اور ندبہ

باب: چہاردہم

صحابہ رسول اللہ، ازواج عثمانؓ، اور صحابیہ کا ماتم

باب: پانزدہم

سرزمین کربلا پر سیدہ زینب بنت فاطمہ زہراء کا اضطراب اور ماتم

باب: شانزدھم

امام الانبیاءؐ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے

آپؐ کا سر اور ریش مبارک مٹی سے اٹی تھی۔

حضرت ابن عباس کا خواب پاک نبی کریم کا اضطراب
اور کربلا کے واقعہ میں عینی گواہ ہونا

باب: هفتدهم
آسمان اور زمین پر خون امام حسین علیہ السلام کے اثرات

باب: نو نزدھم

شعائر الاسلام

باب: بیستم

یزید کا مسلک اور عقائد

عرضِ ناشر

سید نزاکت حسین کاظمی صاحب حوزہ علمیہ جامعۃ المنتظر کے ایک ہونہار اور محنتی طالب علم تھے۔ اسٹوڈنٹ لیڈر تھے۔ فکری مجالس اور مباحث علمی کے روحِ رواں ہوتے تھے۔ زمانۂ طالب علمی میں ہی اپنی پہچان کروا چکے تھے۔ علوم وفنون میں تو ایک عادی طالب علم کی طرح تھے، لیکن حالاتِ حاضرہ پر خاصی توجہ مرکوز رکھتے تھے۔ سیاست ان کا دلچسپ موضوع تھا۔ تجزیہ وتحلیل کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ مکتبی حوالہ سے ایک مضبوط پروگرام رکھتے تھے۔ سیاسی پختگی اس قدر تھی کہ ایک طالب علم کے ناطہ سے اُنہوں نے آزاد کشمیر میں ایک مذہبی تنظیم کی بنیاد رکھی تھی جس کے پلیٹ فارم سے حکومتِ وقت کو مشاورت سے نوازتے رہتے تھے۔ کئی دفعہ وزیراعظم آزاد کشمیر نے اُنہیں مختلف موضوعات کے حوالہ سے ان کی رائے کے لیے انہیں طلب کیا، اور ان سے مشاورت کی۔ اساتذہ کرام کی خصوصی توجہ ان پر مرکوز رہتی تھی، مختلف مکاتبِ فکر کے پلیٹ فارم پر تشریف لے جاتے اور دبنگ انداز میں اپنے نظریہ کا دفاع کرتے۔ استدلال میں اس قدر مضبوطی ہوتی کہ مخالف اَش اَش کر اُٹھتا۔ غرضیکہ طالبِ علمی کے مشاغل ہمارے سامنے ہیں۔ ایک دن اچانک ہمیں معلوم ہوا کہ کاظمی صاحب آزاد کشمیر میں امتحان میں کامیابی حاصل کر کے عہدۂ قضاوت پر متمکن ہو چکے ہیں اور حکومت کو اپنے مکتبی مسائل سے نوازتے رہتے ہیں، چونکہ تحقیق کرنا اور مسائل کی تہہ تک پہنچنا اِن کا پرانا مشغلہ تھا، لہٰذا انہوں نے اپنی اس روایت کو باقی رکھا۔ ایک معلوماتی، تحقیقی، فکری اور تحلیلی و تجزیاتی کتاب "ماتم اور ازواجِ نبیؐ" کے نام سے مرتب کی۔ یہ ایک نہایت ہی استدلالی کتاب ہے جس میں قرآنِ مجید، احادیث پیغمبرؐ، عملِ رسولؐ، ازواجِ نبیؐ اور سیرتِ صحابہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ رونا، پیٹنا اور ماتم وگریہ زاری کرنا ایک مباح اور مستحب عمل

ہے۔ قرآن مجید نے ماتم کرنے اور گریہ وحزن و ملال پر کئی ایک انبیائے کرام کے واقعات بیان کیے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ماتم سنت انبیاء ہے اور یہ ایک فطری عمل ہے جس سے کوئی بھی صاحب دل انسان مفر نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید نے زیادہ رونے پر زور دیا ہے اور زیادہ ہنسنے سے منع کیا ہے۔ رونے سے عقل وشعور میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ ہنسنے سے عقل کے زائل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے کہ عزیز کی جدائی پر، ناگہانی آفات پر اور پھر کسی مظلوم انسان پر گریہ و ماتم کیا جائے۔ اس سے مظلوم سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور ایک انسان ہونے کا ثبوت بھی دیا جاتا ہے۔

محبانِ آلِ محمدؑ اور عزادارانِ امامؑ مظلوم کربلا نے واقعۂ کربلا کو ہمیشہ زندہ جاوید رکھا۔ امام عالی مقامؑ کی شہادت پُرسوز پر کسی قسم کی قربانی دینے سے انکار نہ کیا۔ اس میں بڑے بڑے مصائب برداشت کیے۔ مجالس عزا کی محفلیں برپا کیں، نوحہ خوانیاں کیں اور پھر کربلا والوں کی یاد میں ماتم وعزاداری برپا کی۔ چہ جائیکہ تمام مسلمانانِ عالم نواسۂ رسولؐ کے غم میں برابر کے شریک ہوکر رسولِ اسلام کو پُرسہ دیتے۔ علیؑ و بتولؑ کی دعاؤں کے ثمرات سمیٹتے۔ اور اپنے عمل سے حسینیؑ ہونے کا ثبوت بہم فراہم کرتے الٹا ماتم حسینؑ اور عزاداری امام مظلومؑ پر طرح طرح کے فتوے لگائے۔ اور مراسم عزاداری کو حرام قرار دیا۔ چودہ صدیاں گواہ ہیں کہ اس پاداش میں عزادارانِ حسینؑ کا خون بہانا مباح قرار دیا گیا۔ بچوں کو ماؤں کی گودوں میں قتل کیا گیا، اور نوجوانوں کو تہہ تیغ کیا گیا۔ لیکن محبانِ آلِ محمدؑ نے کسی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا، بہت ساری مشکلات کے باوجود یہ سلسلہ عزاداری روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے اور گھر گھر ماتم حسینؑ برپا ہورہا ہے۔

زیرِ نظر کتاب مفتی سید نزاکت حسین کاظمی کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ آپ کا استدلالِ تحریر علمی اور تحقیقی ہے۔ مخالفین کی کتاب سے حوالہ جات عبارات کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں۔ ہر باب کے آخر میں قانونی نکات بیدار کیے گئے ہیں۔ فریقِ مخالف کی

توہین و تذلیل بالکل نہیں کی گئی۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ مصنف نے عرق ریزی سے کام لیا ہے اور یہ اپنے موضوع پر بے پناہ دلائل وشواہد رکھنے والی کتاب ہے۔ مفتی کاظمی نے انتھک محنت کر کے یہاں پر حوالہ جات اکٹھے کیے ہیں وہاں پر تحقیق کرنے والے کے لیے ایک نیا باب وا کیا ہے کہ فنِ مناظرہ پر بھی شائستگی سے کام لینا ضروری ہے۔ چونکہ مفتی صاحب نے کمپیوٹر کی سکرین کا سہارا لیا ہے، اس لیے الفاظ میں اسقام رہ گئے ہیں۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے، لیکن اصلِ تحریر کو تبدیل کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے قارئین کرام سے پیشگی معذرت خواہ ہیں۔ دعا ہے کہ پروردِگار عالم مفتی صاحب کو بحق محمدؐ وآلِ محمدؐ دینِ مبین کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام مع الاکرام

طالبِ دعا

حجۃ الاسلام

ریاض حسین جعفری

فاضل قم

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

ماتم اور ازواجِ نبیؐ پر
ایک نظر

زیرِ نظر کتاب حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی سید نزاکت حسین کاظمی حفظہ اللہ کی شبانہ روز ریاضتوں وکاوشوں کا ثمرِ شیریں ہے، جو موضوع کے اعتبار سے منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ کتبِ فریقین اور منابع اصلی کے حوالہ جات کی بنا پر مستند بھی ہے۔ ایسی نادر کتاب قبل ازیں کہیں نظر سے نہیں گزری ہے۔ راقم چونکہ گزشتہ سولہ (۱۶) سالوں سے مجالس ومحافل کے حوالہ سے منبر سے مربوط ہے، لہذا علماء واعظین اور ذاکرین کے لیے راقم کی رائے یہ ہے کہ انہیں گریہ وندبہ، نوحہ اور ماتم کے موضوع پر اتنی روایات اس کتاب کے علاوہ اور کہیں بھی شاید مجتمع دستیاب نہ ہوں۔ نیز آئندہ اس موضوع پر لکھاری حضرات کے لیے کتاب ایک مستند حوالہ کا کام دینے کی پوری صلاحیت کی حامل ہے۔

قبلہ مفتی کشمیر نے پوری عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے ازواجِ مطہراتؓ کی سیرت مبارکہ سے پیغمبر گرامی ﷺ کی وفات حسرت آیات پر گریہ وماتم کو کتب فریقین سے پایہ ثبوت تک پہنچانے کے علاوہ سرکار رسالت مآب ﷺ کے اُسوہ حسنہ سے ① قبور کی زیارت ② قبور پر دعا ③ مریض پر رونا ④ مستقبل میں آمدہ مصائب پر زندہ جاوید پر رونا ⑤ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسفؑ پر گریہ کرنا ⑥ حضرت سارہؑ زوجۂ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ماتم ⑦ نبی پاکؐ کا شہید پر آہ وبکا اور نوحہ پڑھنا، خواہش ظاہر فرمانا اور زنانِ انصار کے ذریعے اس کا پایہ تکمیل کو پہنچنا ⑧ محتضر پر رونا ⑨ زندہ پر رونا اور مردہ پر رونا وغیرہ جیسے اہم اعتراضات کو بھی احسن اور مدلل انداز میں ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اہم موضوعات کو انتہائی دلنشین پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ جس

سے قاری کو اول تا آخر کہیں بھی اکتاہٹ کا احساس نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بحق محمد وآل محمد علیہم السلام قبلہ مفتی صاحب کی توفیقات عالیہ میں اضافہ فرمائے اور انہیں طویل عمر عطا فرمائے، تا کہ یہ مزید تصنیفات و تالیفات سے قوم کی علمی خدمت کرتے رہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

انا الاحقر

سید تصور حسین نقوی الجوادی

مظفرآباد

سپاس شکر

گریہ، نوحہ، مرثیہ، ماتم شعائر مذہب کا شرعی نقطہ نظر سے بیان کرنا اشد ضروری تھا چونکہ اس موضوع پر روز مرہ مباحثہ ہوتا رہتا ہے جس پر ایک قاری کا مطالعہ نہ ہونے کی بنا پر کج بحثی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ اصل حقائق یک جانب پوشیدہ رہتے ہیں اور اس موضوع پر مکمل دسترس نہ ہونے کی بنا پر غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لہذا مناسب یہی سمجھا گیا کہ ایک جامع اور مختصر کتاب کا انتظام کیا جائے جو تاریخی اور شرعی نقطہ نظر کو واضح کرتے ہوئے تمام موضوعات پر محیط ہو جائے۔ بندہ اس کاوش میں کس حد تک کامیاب ہوں اس بات کو قارئین و ناظرین حضرات پر چھوڑتا ہوں۔ البتہ ہمارا موضوع قلم، قرآن اور حدیث ہے، اور تحریر زبان اخلاق رسول اللہؐ ہے اور خدمت دین اسلام ہے۔ مقولہ خاموش زبان اور محفوظ تحریر و تحقیق منزل آخرت کی بقا اور حیات ہے۔

یہ کتاب زیر سرپرستی شہنشاہ خطابت مفتی سید کفایت حسین نقوی ممبر اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر تکمیل پائی۔ یہ کتاب اجر و ثواب کے لیے ہدیہ کرتا ہوں جناب مفتی صاحب کے والدین اور سید یاسین شاہ (والد ڈاکٹر سید عابد حسین شاہ ہمدانی پراجیکٹ ڈائریکٹر پیرامیڈکل سکول میرپور) کو جن کی محبت اور نصیحت نے رزق حلال کمانے اور کھانے میں میرے عزم و ارادہ کو پختہ کیا اور جناب ڈاکٹر پروفیسر سید غلام حیدر کاظمی (ایسی علم دوست اور دین شناس شخصیت جن سے وقتاً فوقتاً استفادہ کیا جاتا رہا ہے) کے والدین کو اور والد گرامی جناب ڈاکٹر محسن علی مرزا نائب ناظم امور حیوانات مظفرآباد کو جنہوں نے لکھنے میں میری تکنیکی مدد فرمائی۔ میں وسیلہ محمدؐ و آل محمدؐ اور قائم آل محمدؐ کی سرپرستی کا متمنی ہوں۔ یہ کاوش ان تمام مرحومین کے اجر و ثواب کے لیے ان کے نامۂ اعمال میں درج ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ آخر میں شکر گزار ہوں جناب علامہ تنویر حسین شیرازی خطیب

امامیہ مسجد میر پور کا جنہوں نے میری علمی معاملات میں مشاورت فرمائی۔ ان سب کی صحت وسلامتی کے لیے دعا گو ہوں اور علامہ سید تصور حسین نقوی الجوادی جو سیرت اور صورت کے ساتھ ساتھ خطابت میں بے مثال ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں اور شب وروز اس کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کا بے حد شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تصحیح کرنے کی بھر پور کوشش کی اور ساتھ ساتھ اپنی علمی مشاورت فراہم کرتے ہوئے مزید چند سطور سے کتاب کو مزین کیا۔ میں ان کی اس کاوش پر شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور وہ دینِ محمدؐ آلِ محمدؐ کی ترویج کے لیے خدمت کرتے رہیں۔

قاری حضرات سے پیشگی معذرت خواہ ہوں کہ اگر تصحیح کرنے کے باوجود غلطی رہ گئی ہو اس کو صرف نظر کیجیے۔ اور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستگی کر دی جائے۔

طالبِ دعا
مفتی سید نزاکت حسین کاظمی
مفتی صدر دفتر امور دینیہ مظفر آباد آزاد
کشمیر

آغاز سخن وکلام حزن

یہ کتاب پاک نبی کریمؐ کے وقت وصال پر کیے جانے والے اس ماتم کے نام پر ہے جو آپ کی ازواج مطہرات نے وقت وفات پر آپ نبی (ﷺ) کا روحِ انوار کے قبض ہونے پر گریہ کے ساتھ ساتھ اپنے منہ اور رخسار کو پیٹ لیا تھا اور یہ وہ فطری عمل تھا جس کی بنا پر ہر انسان جب اس کے ہاں کوئی بڑا صدمہ لاحق ہوتا ہے تو انسان خود کو قابو اور ضبط میں رکھنے سے باہر ہو جاتا ہے۔لہذا آپ ﷺ کی ازواج کو بھی وہ غم والم پہنچا تھا جس کے صدمہ سے تنہا آپ ازواج نہ تھیں بلکہ یہ وہ غم اور الم تھا جس میں صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیت اطہارؑ بھی برابر کے شریک تھے۔ازواج مطہرات کو ایک غم جدائی اور بیوہ ہونے کا کافی نہیں تھا بلکہ وحی الٰہی کے منقطع ہونا اور جبرئیلؑ امین کا رک جانا اور رحمت کے دروازے بند ہو جانے کی بھی وجوہ تھیں۔یہ وہ وجوہات تھیں جن کی بنا پر صبر کے تمام پہلو اور پیمانے لبریز ہونے کی صورت میں اپنے چہروں اور سینوں پر بے ساختہ پیٹ لیا گیا تھا۔اِس غم والم میں شہر مدینہ سوگوار اور غم زدہ تھا اور جہاں جہاں آپ کی رحلت کی خبر پہنچی تھی وہاں وہاں بھی غم وحزن کا ماحول تھا۔ایک جانب پیغمبر اسلام کا خاندان بالخصوص سیدہ فاطمہ زہراؑ باپ کے غم میں اتنی نڈھال ہو چکی تھی کہ دنیا کی فکر اور لذت سے بے خبر تھیں جبکہ دوسری جانب صحابہ کرام پر بھی غم والم کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ لذت دنیا سے نفرت کا ماحول بن چکا تھا۔زبانون میں لکنت آ چکی تھی اور ظاہری حواس کھو چکے تھے۔بعض صحابہ کرام ایسے بھی تھے جنہوں نے آپ کی پردہ پوشی پر ترک مدینہ کے لیے رخت سفر کا ارادہ کر لیا تھا۔اگر چہ تمام مدینہ کی فضا سوگوار ہو چکی تھی البتہ آپؐ کی ازواج پر اس لیے زیادہ الم وغم تھا کہ ان کا سہاگ لٹ چکا تھا اور مستقبل کے نئے حالات کا سامنا کرنا دشوار نظر آ رہا تھا۔دوسری جانب وحی الٰہی کا منقطع ہونے کا غم تھا اس لیے ان پر جو فطری کیفیت

تھی وہ زیادہ ہی حساس اور متاثر کن تھی۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب انسان پر کوئی ثقیل خبر آ جائے اور وہ اس کو سننے کے لیے تیار نہ ہو تو کچھ لمحات کے لیے جذبات اور کیفیات کے عمل بدل جاتے ہیں۔ اور انسان اپنے جذبات پر قابو رکھنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال قرآن حکیم نے بیان کی ہے کہ جب انسانی شکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملائکہ حضرت لوطؑ کی قوم کی تباہی کے لیے اُترے تو کچھ لمحات کے لیے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ہاں مہمان ٹھہرے اور جاتے وقت یہ خوش خبری سناتے ہوئے روانہ ہو گئے کہ اے اللہ کے پیغمبر! اللہ تعالیٰ آپ کے ہاں ایک بیٹا عنایت کرنے والا ہے۔ اگرچہ یہ ایک خوش خبری تھی لیکن حضرت ابراھیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت سارہؓ پر یہ خبر بجلی کی طرح گری۔ انہوں نے اپنی جننے والی طبعی عمر گزر جانے کی بنا پر از روئے حیرت یہ کہتے ہوئے منہ پر تھپڑ رسید کر لیے کہ بڑھاپا اور اولاد! یہ کیسے ممکن ہے؟

ایک اور واقعہ جنگ احد میں پیش آیا۔ جب صحابہ کرام کی بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی۔ ان میں ہاشمی خاندان کے پہلوان اور بہادر، اللہ کے شیر، دین کے محافظ حضرت حمزہؓ بھی تھے جن کی شہادت سے آپ نبی کریم ﷺ کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ اس واقعہ میں آپ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت کثرت سے صحابہ شدید زخمی بھی ہوئے تھے۔ جب غزوہ احد سے آپ ﷺ واپس مدینہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ غم زدہ تھا ہر طرف لوگ اپنے اپنے بہادروں اور شہسواروں پر مرثیہ پڑھ رہے تھے۔ انصار کے گھروں سے جب آپ کے کانوں میں مرثیہ اور نوحہ کی آوازیں آئیں تو حسرت بھری نگاہ کے ساتھ یہ کلمہ زبان مبارک سے نکلا کہ کاش کوئی میرے چچا حمزہؓ پر بھی رونے والا ہوتا یہ کلمہ سنتا تھا کہ انصار کے مرد اپنے اپنے گھروں میں گئے اور اپنے گھر والیوں کو پاک نبیؐ کے گھر لائے اور آپ کے چچا کے نام سے مرثیہ اور نوحہ کے ساتھ ماتم کیا۔ جس پر آپ نبی کریم ﷺ نے انصار اور انکی خواتین کا شکریہ ادا کیا اور یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولادوں کو جزائے خیر دے۔ اس سنت کو برقرار رکھتے ہوئے جب آپ کے ایک صحابی جناب ابوبکرؓ کی موت واقع ہوئی تو حضرت بی بی عائشہؓ نے باپ کے فضائل اور مناقب بیان کرنے

کے لیے نوحہ گر خواتین کو طلب کیا اور نوحہ خوانی کروائی۔

اس کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر وہ غم کیا جو ہمہ وقت ہائے ہائے یوسفؑ کے کلمے کو ورد بنالیا، جو اسی (۸۰) سال تک جاری رہا۔ جس سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور کمر کبڑی ہوگئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے چچا حمزہؓ کے لاشہ کو جب مثلہ حالت میں دیکھا تو صبر نہ کرتے ہوئے غش کھا گئے اور صحابہ کو فرمایا: اگر اللہ تعالی نے ہمیں بھی مشرکین پر فتح کا موقعہ فراہم کیا تو بدلے میں ہم بھی ایسا کریں گے۔ اور دوسری جانب امام عالی مقام کی شہادت کی خبر پیدائش کے ساتھ سے سات سال تک جبرائیل امین سناتے رہے اور پھر کربلا کی مٹی لا کر دی اور اس جگہ کا تعارف بھی کرایا جسے کربلا کہتے تھے۔ پھر کیا تھا کہ جب نظر بیٹے حسینؑ پر پڑے تو بس آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے۔ ایک وقت آیا کہ آپ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے شہادتوں کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور ام المومنین ام سلمہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دن کے وقت حالت خواب میں پورے واقع سے مطلع کیا تھا۔ اس واقعہ کی مکمل تفصیل کتاب میں آگے چل کر اپنے مقام پر تحریر ہوگی، علاوہ ازیں اس کتاب میں شریعت کے ان قواعد اور ضوابط پر بحث ہوگی کہ شریعت کی تشریح و تعبیر کے ماخذ اور قرآن حکیم کے مفسر کون ہو سکتے ہیں؟ نیز شریعت کا مفسر ہونے میں صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہلبیت اطہار کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ ان کے اقوال، اعمال اور افعال دین۔ اس کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر بیان ہوگی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

باب اول

امام الانبیاء سرور کائنات
اور
تمام موجودات کے خصائص

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مناقب قرآن کی نگاہیں

اس مقام پر امام الانبیاء علیہ السلام کے ان خصائص کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب نبی ﷺ کا تعارف اور مقام بیان کرنا تھا، کہ میرے محبوب کا میرے نزدیک اور سابقہ انبیاء کرام سے کتنا مختلف ہے، اور مقام عبودیت سے مقام بندگی تک کا سفر کیسا ہے، لہٰذا ذات ذوالجلال نے مخلوق کے سامنے ایسی ذات کا تعارف کرایا کہ توحید کی پہچان اور محمد ﷺ کا تعارف پرودگار عالم خود انتظام فرمایا ہمارا موضوع سخن ایک جہت نہیں ہے بلکہ اس کا حدود اربعہ ہر اس شعبہ زندگی سے ہے، جس کا احاطہ انسان کے روزمرہ زندگی کے علاوہ ہر اس ذات سے بھی ہے جہاں انسان کو اختیار اور ذمہ داری قرار پاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں نبی کو معاشرے کا قیام عدل کے لیے معبوث فرمایا تھا تا کہ معاشرہ صالح قرار پائے اور جو ظلم عدم توازن اور نا انصافی کے ساتھ جوڑا گیا ہے اس کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔ اس کا خاتمہ کیا جا سکے۔ معاشرے کے ظالموں سے کمزور طبقے کو نجات دی جا سکے بشرطیکہ یہ مظلوم اور خدا کے بندے قرار پائے چونکہ شرک خود بھی ایک ظلم ہے جو اصلاح کرنے کے باوجود بھی ان میں تبدیلی نہ آ سکے تو اس میں اس طرح ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ شرک ایک ظلم ہے جو انسان کو نجات کے بجائے جہنم کی دعوت دیتا ہے لہٰذا معاشرے کی نجات اتباع پیغمبر اور اطاعت باری تعالیٰ میں ہے۔ اگر اس پر حضرت انسان چل نکلے تو جو کوئی رکاوٹ اس سفر میں ہوئی ہو وہ نا انصافی اور ظلم پر مبنی ہوگی۔ جس کی اصلاح کے لیے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو معبوث کرتا آیا ہے۔ ظلم کی اگرچہ بہت تعریفیں کی جا سکتی ہیں لیکن یہ معروف طریقہ کہ غیر مستحق کو مستحق قرار دینا، غیر ضرورت مند کو ضروری قرار دے کر نوازنہ آخر اس نا انصافی کو بھی معاشرے سے خارج کرنا بھی ضروری تھا ایک زمانے تک تو انبیاء کرام کو معبوث کیا جاتا رہا لیکن پاک نبیؐ

کی نبوت کو حتمی اور آخری قرار دے کر نبوت کے دروازے بند کر دیے لیکن اس مشن کو رواں دواں رکھنے کے لیے نبوت کی تفسیر و تعبیر کے لیے اپنے نائبین کا انتخاب عمل لایا گیا تاکہ جہاں کہیں دین کی رکاوٹ اور تشریح کی ضرورت محسوس ہو وہاں اس کی تعبیر کر دی جائے اور اس سلسلہ کے لیے نائبین کا انتخاب اور تعارف قیامت تک کے لیے کر دیا گیا تاکہ انسان گمراہی سے بچ سکے اس لیے امامت اعلان فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لے کر امام مہدیؑ کے نام سے متعارف کرائے۔

دوسری جانب یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جس کو ہر انسان کو جاننا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی اگر ایک شخص ریاست کا امیر ہو اور ریاست کے تعمیر و ترقی اور ملکی وسائل کو یکساں بنیادوں پر تصرف نہ کیا جائے تو یہ بھی عدل و انصاف کے خلاف ہے، اور اس طرح ملکی یکجہتی قائم نہیں رکھی جاسکتی، اور وہ عمل اور کردار جو معیار عدل سے گرا دیا جائے تو اس کو ظلم کہتے ہیں، لہٰذا بشری تقاضے پورے کرنے والا انسان ایک حقیقت سے دور ہو جائے اور اپنی پوزیشن پر قائم رہنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے، تو ایسے شخص کو صالح معاشرے میں ناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے بلکہ اس کے کسی قول اور فعل پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ ناانصافی وہ عمل ہے جسے شریعت کی زبان میں ظلم کہتے ہیں۔ اچھے معاشرے میں انصاف تو نظر آتا ہے لیکن عدل کا تقاضہ اس سے مختلف ہے، انصاف تو یکساں عمل کا نام ہے، لیکن عدل ضرورت کی تکمیل کا نام ہے۔ دنیا میں جو افراتفری اور بے چینی کا عالم ہے، وہ انصاف کے فراہمی ہونے کے باوجود امن اور آشتی کا ماحول فراہم کرنے سے قاصر رہا چونکہ معاشرے میں انصاف حقائق کے ساتھ مشروط ہو گیا ہے، جو پسند اور ناپسند کے ساتھ جکڑ گیا ہے لہٰذا دنیا میں امن ناپید ہوتا چلا جا رہا ہے، لیکن دنیا کو عدل سے کام لینا چاہیے تو بدامنی کا فقط خاتمہ ہی نہیں ہوگا، بلکہ ایک سکون اور آشتی کا ماحول پید. ہو جائے گا۔ چونکہ عدل مشروط ترجیحات کے خلاف ایک بلند آواز ہے۔ ایک واقعہ جو تاریخ کے سنہری باب سے ایک ان مٹ نشان ہے، اس کی مثال بیان کرنا مناسب ہوگی، غزوہ حنین میں پاک پیغمبر ﷺ نے طالب دنیا کو مال و دولت سے

مالا مال کر دیا، اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس معرکے میں موجود تھے جب انہیں اس موقعہ پر کچھ نہ دیا گیا تو ان کے دلوں میں ہلکا سا ملال پیدا ہوا لہذا ان کو دور کرنے کے لیے ارشاد گرامی ہوا، کہ آپ کو ایمان کی دولت نصیب ہوگی ہے اور طالب مال کو مال کی دولت سے مالا مال کر دیا گیا ہے، انصاف تو یہ تھا کہ سب کو یکسانیت کے مطابق سلوک کیا جاتا لیکن وحی الہیٰ کے مالک نے دل کے بھید کے مطابق فیصلہ کیا، اور تقسیم دولت کی۔ اس طرح کثرت سے مثالیں موجود ہیں، کہ مولائے کائنات نے مملکت کے وسائل اور دولت کو عوام الناس کی ضرورت کے مطابق تقسیم کرتے ہوئے خزانے کے سٹور کو اپنے ہاتھوں سے جھاڑ دے کر اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کر کے خالی ہاتھوں گھر روانہ ہو جاتے باوجود ضرورت کے اپنے گھر کے لیے کچھ پسند نہ کرتے، لہذا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مخلوق پر عدل اجتماعی کے نظام کے لیے حکومت الہی کے قانون کے نفاذ کے لیے مبعوث فرمایا، اور معاشرے کے مجموعہ ظلم و زیادتی کے خاتمے کے خلاف جہاد کرنے کو نبی اور رسل ارسال کیے، اور ان کو حکم دیا کہ اپنے قول و فعل کے ساتھ معاشرے کے عدم توازن ماحول کو پھر عدل کے ذریعے دوام دی جائے، تاکہ کمزور معاشرہ نشوونما پا سکے، اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے، اور یہی ایک نبی کی غرض خلقت کا باعث بنا، وگرنہ عبادت الہیٰ کے لیے فرشتوں میں کمی نہیں تھی۔ اس مقدمہ کا مقصد خصائص نبی کریم ﷺ اور حجیت بیان کرنا ہے تاکہ قرآن حکیم کے بعد دین کی تشریح و تعبیر کی وضاحت ہو جائے اور آپ کے ہر قول و عمل کی حجیت قائم ہو جائے اور چند خصائص تبرکاً بیان کیے جاتے ہیں۔ جس کی بنا پر ایمان کی تازگی کے ساتھ ساتھ مسئلہ کی وضاحت بھی ہو جائے گی۔

خصائص سید المرسلین ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلام سے

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ (الفتح:۲۹)

''محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ (آل عمران:۱۴۴)

''محمد اللہ کے رسول ہیں۔''

تشریح: اس کلام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خود محمد ﷺ کی وضاحت فرمائی اور کہا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

محمد اللہ کے رسول اور ختم الانبیاء ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

(الاحزاب:۴۰)

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔''

تشریح: حقیقی نسل اور نسب ہی جائز اولاد ہوتی ہے، مگر منسوب کی گی نسبت اولاد حقیقی نہیں ہوتی، اس لیے مربی زید کو اولاد سے خارج کیا، اور یہ قرار دیا کہ پاک نبی ﷺ امت کے کسی فرد کے باپ نہیں البتہ اپنی بیٹی کی اولاد کے باپ ہیں۔ سید المرسلین ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔

اللہ اور ملائکہ کا محمد ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنا

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۝ (الاحزاب:۵۶)

''اللہ اور اس کے فرشتے یقیناً نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے۔''

تشریح: (نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر کی اور فرمایا کہ اس میں سلام اور درود کے مستحق محمد آل محمد علیہم السلام ٹھہرے)۔

محمد ﷺ کو امت پر گواہ، بشیر اور نذیر بنانا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۝

''اے نبیؐ ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' (الاحزاب:۴۵)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان پر تکمیل انسانیت کے لیے، دنیا پر گواہ، آخرت کی بشارت اور گمراہ پر اصلاح کے لیے تنبیہ کی ہے۔

محمد ﷺ نجات کے روشن چراغ ہیں

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۝

(الاحزاب:۴۶،۴۷)

''اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر اور مومنین کو بشارت دیجیے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہوگا۔''

تشریح: محمد ﷺ مومنین کے لیے رحمت آخرت کے لیے روشن چراغ اور اللہ تعالیٰ کی امت پر رحمت ہیں۔

محمد ﷺ امت کے لیے اعلیٰ نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ
يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾

''تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر ہو۔'' (الاحزاب:۲۱)

تشریح: اول ماڈل تخلیق ہوتا ہے پھر اس کی مثال سے ماہر دیگر اشیاء تیار کرتا ہے، ماڈل ہی دیگر اشیاء کی ضمانت ہے، تا کہ اس دیکھا دیکھی عمل کیا جا سکے جو مستقبل کی ضمانت ہے۔

محمد ﷺ عالمین پر رحمت ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

''اور (اے محمد) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے''

تشریح: محمد ﷺ زمانے حال اور مستقبل کے فقط رسول نہیں بلکہ ماضی سے لے کر قیامت تک عالمین کے لیے رحمت ہیں، (اولین اور آخرین انبیاء کی امت کے شافعی ہیں)۔

محمد ﷺ مومنین پر شفیق اور مہربان ہیں

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

(التوبۃ:۱۲۸)

''تحقیق تمہارے پاس خود تم میں سے ایک رسول آیا ہے، تمہیں تکلیف میں دیکھنا اس پر شاق گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا نہایت خواہاں ہے اور مومنین کے لیے نہایت شفیق، مہربان ہے۔''

تشریح: محمد ﷺ عالمین پر نبی ضرور ہیں لیکن ان کی شفقت اور مہربانیاں مومنین کے لیے خاص ہیں۔

محمد ﷺ تمام جہان کے اہل علم پر بشیر اور نذیر ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (سبا:۲۸)

''اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے فقط بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن لوگ نہیں جانتے ہیں۔''

تشریح: محمد ﷺ تمام انسانیت پر بشیر اور نذیر تو ہیں مگر جاہل اور ضدی قوم (گمراہ) کے لیے نہیں ہیں۔

محمد ﷺ پر نبوت کے بھار اتارنے کی آسانیاں

سورۃ الم نشرح:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۝

''کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟''

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ۝

''اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اتارا؟''

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ۝

''جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔''

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۝

''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔''

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۝

''البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔''

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

''یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔''

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝

''لہٰذا جب آپ فارغ ہو جائیں تو نصب کر۔''

وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

''اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔''

تشریح: نبوت کے اعلان سے قبل اور بعد کی مشکلات کے تذکرے میں ان نکات کی وضاحت کی گئی کہ ان مصائب سے نجات کے لیے جناب ابوطالبؑ کو کفالت سے لے کر حفاظت تک اور جناب خدیجہ کبریٰؑ کے مال سے دشمنی سے دوستی تک کام آیا۔ بہر حال ہر مشکل گھڑی میں انتظامات ہوئے۔

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی میں

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (سورۃ الضحیٰ)

''قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب (چھا جائے، آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ آپ سے ناراض ہوا، اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے، (۵ عنقریب آپ کا رب

آپ کو اتنا عطا فرمائے گا، کہ آپ راضی ہو جائے گے، کیا اس نے
آپ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی؟ اور اس نے آپ کو ناواقف پایا تو
راستہ دیکھایا؟ اور آپ کو تنگدست پایا تو مالدار کر دیا۔"

تشریح: اس سورہ میں پاک پیغمبر ﷺ پر ابتدائی ان مشکلات کا تذکرہ کیا ہے، جو انہیں درپیش تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے جن عنایات کا تذکرہ فرمایا وہ انسان کے لیے سبق آموز اور جناب ابوطالبؑ اور جناب خدیجہؑ کبریٰ کی خصوصیات عام کرنا تھا تھیں۔ اس کلام میں ضبط فرمایا گیا۔

محمد ﷺ آسمان اور زمین کے مالک کی جانب رسول ہیں

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(اعراف:۱۵۸)

"اے محمدؐ! ان سب کو جو نسل انسانی کے اندر داخل ہیں، بتادیں
کہ میں تم سب کی طرف اس خدا کا رسول ہوں جو آسمان اور
زمین کا مالک ہے اور اس کے سوائے اور کوئی بھی معبود نہیں۔"

تشریح: اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی وضاحت فرمائی اور جہاں تک اس کی خدائی کا حدود اربعہ ہے، اس پر محمدؐ رسول ہیں۔

محمد ﷺ کوثر کے مالک اور صاحب اولاد ہیں۔

سورۃ الکوثر

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱

"بے شک ہم نے آپؐ کو کوثر عطا فرمائی۔"

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ②

''لہٰذا آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔''

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ③

''یقیناً آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔''

تشریح: انتہائی اور عظیم نعمتیں مقام علیین اور نسب کوثر ہیں، جن کا پاک پیغمبر ﷺ کو مالک قرار دیا ہے لہٰذا یہ مقام و مرتبہ دشمن کے لیے ناگوار ہے۔

محمد ﷺ کو بغیر جنگ کے فتح

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ① لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ② وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ③ (الفتح:۳)

''(اے محمدؐ) ہم نے آپ کو فتح دی، ایک نمایاں فتح، تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی (باتیں جنھیں دشمن آپ کی) خطائیں (شمار کرتے ہیں) دور فرمائے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کرے اور آپ کو سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے اور اللہ آپ کو ایسی نصرت عنایت فرمائے جو بڑی غالب ہے۔''

تشریح: پاک پیغمبر کو دو مرتبہ بغیر جنگ کے نصرت فرمائی۔ ایک مقام حدیبیہ دوسرا مقام مباہلہ، جہاں اسلام کے شیدائیوں کو بغیر کسی نقصان اور خرچ کے فتح دی، اور اس کے مستقبل میں فوائد ظاہر ہوئے۔ اللہ کے رسولؐ کے وہ فیصلے تھے، جو علم غائب سے تعلق رکھتے تھے۔ پاک نبیؐ کو پہلے علم تھا اور اصحاب کرامؓ کو بعد میں قرآنی شکل میں مطلع کیا گیا تھا۔

محمد ﷺ عمل اللہ تعالیٰ کا عمل ہے

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ

رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ (سورہ الانفال)

"(اے محمدؐ) جب آپ کنکریاں پھینک رہے تھے، اس وقت آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے کنکریاں پھینکیں تھیں تاکہ اپنی طرف سے مومنوں کو بہتر آزمائش سے گزارے، بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

تشریح: پاک پیغمبر ﷺ کے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل قرار دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پاک نبی ﷺ کا ہر قول، فعل منشائے ربی اور تابع وحی ہے، جو ایک لحہ بھی جدا نہیں۔

محمد ﷺ مومنین پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہیں جن کے فرائض انسان کا تذکیہ نفس، کتاب اور حکمت کی تعلیم دینا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿﴾ (العمران:۱۶۴)

"ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، اور پاکیزہ کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، جبکہ اس سے پہلے یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔"

تشریح: فرائض نبوت انسان کی داخلی اور خارجی خرابیوں کے دوری کرنے کے علاوہ معاشرے میں تعلیم کی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ صراط مستقیم پر قائم رکھنا ہے، (اس توازن کو قائم رکھنا توحید اور عبادات کا ارتقا ہے)۔

بابِ دوم

ازواجِ مطہرات کے فضائل قرآنِ حکیم کی روشنی میں

ایک خاندان کی تکمیل مرد کے علاوہ اس کی زوجہ اور بچوں سے ہوتی ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا۔ انبیاء کرام جن کے فرائض میں انسانیت کی تکمیل ہے ان کا ظاہر و باطن امت کے لیے حجت ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب تمام جہات سے مکمل ہو اور پھر ایک سے زیادہ ازواج کو اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء کرام کے لیے حلال کی تھیں تا کہ ان کے درمیان عدالت کے قیام میں امت کے لیے بہترین مثال بن سکے۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ان کے تمام عمل کے ترجمان اور ضامن گھر والے قرار پائے تھے تا کہ ان کی تربیت سے لوگ استفادہ کریں، لہذا پاک نبی کریم ﷺ کی زیر تربیت پاک نبی کریم کا مکمل گھرانہ ہے۔ گھر باہر کی زندگی اس میں جو بھی عمل آپ نبی کریم نے فرمایا ان کے ترجمان اہلبیت اطہارؑ کے علاوہ صحابہ کرام تھے اور دین کے داخلی مفسر جو آپ نے عمل فرمایا تھا اس عمل کے عینی گواہان اور ترجمان ازواج نبی ﷺ تھیں۔ اب ازواج مطہرات کے مناقب اور فضائل کے علاوہ جو حقوق و فرائض قرآن حکیم نے بیان کیے ہیں ان کو تحریر کیا جاتا ہے۔

ازواجِ پیغمبرؐ امت کی مائیں ہیں

ازواج نبی کریم کا مقام و مرتبہ کا تعین خود قرآن حکیم نے کیا ہے لیکن امت کی مائیں اس نسبت سے تھیں کہ ان کے احترام و عزت کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ تا قیامت نکاح حرام قرار دیا گیا تھا۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

(الاحزاب:۶)

"یہ نبی (مکرم) مومنوں کے ساتھ اُن کی جانوں سے زیادہ

قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی اَزواج (مطہرات) اُن کی مائیں ہیں۔"

تفسیر ابنِ کثیر للامام العلام، المفسر، المؤرخ الحُجَّةِ الحافِظِ إسْماعيلَ بْنِ عُمَرَ بْنِ ضَوْءِ بْنِ كَثيرٍ القُرَشِيِّ الشَّافِعِيِّ الدِّمَشْقِيِّ، وقوله: [وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ] أي: في الحرمة والاحترام، والإكرام والتوقير والإعظام، ولكن لاتجوز الخلوة بهن، ولا ينتشر التحريم إلى بناتهن وأخواتهن بالإجماع، وقد روي عن أبي بن كعب، وابن عباس أنهما قرآ: "النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وهو أب لهم"، وروي نحو هذا عن معاوية، ومجاهد، وعِكْرِمة، والحسن: وهو أحد الوجهين في مذهب الشافعي.

(حكاه البغوي وغيره، واستأنسوا عليه بالحديث الذي رواه أبو داود)

"حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت، احترام اور اکرام میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود ان کی مائیں، ہاں ماں کے دیگر احکام مثلاً خلوت یا ان کے لڑکیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر اجماع ہے۔ ابی بن کعب اور ابن عباس کی قرأت میں امھاتھم کے بعد یہ لفظ وَ هُوَ أَبٌ لَّهُمْ پیغمبر ﷺ امت کے والد ہیں، مذہب شافعی میں بھی ایک قول یہی ہے، اور تائید احادیث

سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لیے قائم مقام باپ ہوں۔"

تفسیر روح المعانی مفسر علامہ الوسی [وأزواجه أمهاتهم] أي منزلات منزلة أمهاتهم في تحريم النكاح واستحقاق التعظيم وأما فيما عدا ذلك من النظر إليهن والخلوة بهن وارثهن ونحو ذلك فهن كالأجنبيات، وفرع على هذ القسطلاني في المواهب أنه لا يقال لبناتهن أخوات المؤمنين في الأصح.

"ازواج مطہرات کا مقام تحریم نکاح اور استحقاق احترام کی حد تک ماں کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، خلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، علامہ قسطلانی نے المواحب میں لکھا ہے۔ ازواج نبی ﷺ کی بیٹیوں کو مومنین کے بہنیں کہنا صحیح نہیں ہے۔"

تفسیر، "محمد ﷺ ناخوندہ معاشرے پر رسول ہیں۔ جس کے فرائض توحید کی علامات کو جاننے کے لیے داخلی اور خارجی روشنی تعلیم اور دانش کے ساتھ مربوط کیا۔"

البیضاوی، [وأزواجه أمهاتهم] منزلات منزلتهن في التحريم واستحقاق التعظيم وفيما عدا ذلك فكما الأجنبيات، ولذلك قالت عائشة رضي الله عنها : لسنا أمهات النساء.

''ازواجِ مطہرات کا مقام تحریم نکاح اور استحقاقِ احترام کی حد تک ماں کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، خلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ ہم عورتوں کی مائیں نہیں ہیں۔''

تفسیرالخازن قوله تعالى، [وأزواجه أمهاتهم] يعني أمهات المؤمنين في تعظيم الحرمة وتحريم نكاحهن على التأبيد لا في النظر إليهن والخلوة بهن، فإنه حرام في حقهن كما في حق الأجانب ولا يقال لبناتهن هن أخوات المؤمنين ولا لأخوانهن وأخواتهن هن أخوال المؤمنين وخالاتهم النساء.

''ازواجِ مطہرات کا مقام تحریم نکاح اور استحقاقِ احترام کی حد تک ماں کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، خلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، اور یہ کہا نہیں جا سکتا کہ مو ماؤں کی بہنیں اور وہ ماموں اور خالو ٹھہریں۔''

تفسيرالجلالين، [وأزواجه أمهاتهم] في حرمة نكاحهن.

''حرمت نکاح فقط ہے۔''

تفسيرالثعالبي وشَرَّفَ تعالى أزواج نبيه صلى الله عليه وسلم بأن جعلهن أمهاتِ المُؤْمِنِينَ في المَبَرَّةِ وحُرْمَةِ النِّكَاحِ ، وفي مصحف أُبَيّ بن كعب: وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ وقرأ ابن عباس مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ ووافقه أُبَيٌّ على ذلك.

''حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت نکاح (اور احترام اور اکرام میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود ان کی مائیں، ہاں ماں کے دیگر احکام مثلاً خلوت یا ان کی لڑکیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر اجماع ہے)، ابی بن کعب اور ابن عباس کی قرأت میں امھاتھم کے بعد یہ لفظ وھواب لھم پیغمبر ﷺ امت کے والد ہیں پڑھا گیا ہے۔''

تفسيرالكبير فخرالدين الرازى ثم قال تعالى: [وأزواجه أمهاتهم] تقريراً آخر، وذلك لأن زوجة النبي صلى الله عليه وسلم ما جعلها الله تعالى في حكم الأم إلا لقطع نظر الأمة عما تعلق به غرض النبي عليه الصلاة والسلام ، فإذا تعلق خاطره بامرأة شاركت الزوجات في التعلق فحرمت .ثل ما حرمت أزواجه على غيره:

''(وأزواجه أمهاتهم) اس میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر ﷺ کی ازواج کو حکم ماں قرار دیا ہے، اس کے علاوہ دیگر حرمات میں شراکت نہیں۔''

تفسيرطبري مفسر ابن جرير طبريحدثنا ابن وكيع، قال: ثنا حسن بن عليّ، عن أبي

موسى إسرائيل بن موسى، قال: قرأ الحسن هذه الآية (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) قال: قال الحسن: قال النبيّ صلى الله عليه وسلم: "أنا أَوْلى بكُلّ مُؤمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ" قال الحسن: وَفي القراءة الأُولى(أَوْلَى بالمُؤْمنين مِنْ أنْفُسِهِمْ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ). وقوله:(وأَزْوَاجُهُ أُمَّهاتُهُمْ) يقول: وحرمة أزواجه حرمة أمهاتهم عليهم، في أنهن يحرم عليهن نكاحهن من بعد وفاته، كما يحرم عليهم نكاح أمهاتهم.

"الحسن کی قرأت(النَّبِيُّ أَوْلَى بِالمؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهمْ) کے لیےفرمایا کہ میں مومنین کے نفوس سے زیادہ حقدار ہوں جب کہ اول قرأت میں ہے کہ پاک پیغمبر ﷺ امت کے باپ ہیں، ازواج پیغمبر کی رحلت کے بعد امت کی ماں ہیں اوران کے ساتھ نکاح حرام ہے۔"

تفسيرفتح القدير. [وأزواجه أمهاتهم] أي مثل أمهاتهم في الحكم بالتحريم ، ومنزلات منزلتهنّ في استحقاق التعظيم؛ فلا يحلّ لأحد أن يتزوج بواحدة منهنّ كما لا يحلّ له أن يتزوج بأمه ، فهذه الأمومة مختصة بتحريم النكاح لهنّ وبالتعظيم لجنابهنّ ، وتخصيص المؤمنين يدلّ على أنهنّ

لسن أمهات نساء المؤمنين ولا بناتهنّ أخوات المؤمنين ، ولا أخوتهنّ أخوال المؤمنين قوله : [النبي أولى بالمؤمنين مِنْ أَنْفُسِهِمْ] وهذا يشمل الرجال والنساء ضرورة . قال : ثم إن في مصحف أبيّ بن كعب : وأزواجه أمهاتهم ، وهو أب لهم ، وقرأ ابن عباس: أولى بالمؤمنين من أنفسهم وهو أب وأزواجه أمهاتهم (داود)

''حضور ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت احترام اور اکرام میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود ان کی مائیں، ہاں ماں کے دیگر احکام مثلاً خلوت یا ان کی لڑکیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر اجماع ہے، ابی بن کعب اور ابن عباس کی قراءت میں امھاتھم کے بعد یہ لفظ وھو اب لھم پیغمبر ﷺ امت کے والد اور ازواج مائیں ہیں۔''

تفسیر درالمنثور علامہ جلال الدین سیوطی وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة رضي الله عنه في قوله [وأزواجه أمهاتهم] يقول: أمهاتهم في الحرمة ، لا يحل لمؤمن أن ينكح امرأة من نساء النبي صلى الله عليه وسلم في حياته ان طلق ، ولا بعد موته. هي حرام على كل مؤمن مثل حرمة أمه.

''قتادہ کہتے ہیں کہ قول۔ [وأزواجه أمهاتهم] حرمت میں

ماں ہیں، کسی شخص کو پیغمبر ﷺ کے ازواج کے ساتھ حیات میں بھی حرام اگر چہ وہ مطلقہ ہوں اور رحلت کے بعد ہر مومن پر ماں کی طرح (نکاح) حرام ہیں۔"

وأخرج ابن سعد وابن المنذر والبيهقي في سننه عن عائشة أن امرأة قالت لها : يا أمي فقالت : أنا أم رجالكم ولست أم نسائكم .وأخرج ابن سعد عن أم سلمة قالت : أنا أم الرجال منكم والنساء

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم مردوں کی مائیں ہیں لیکن عورتوں کی نہیں ہیں، جبکہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں، کہ ہم مرد اور عورتوں کی مائیں ہیں۔"

وأخرج عبد الرزاق وسعيد بن منصور وإسحاق بن راهويه وابن المنذر والبيهقي عن بجالة قال : مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه بغلام وهو يقرأ في المصحف النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وهو أب لهم فقال : يا غلام حكها فقال : هذا مصحف أبي.

"حضرت عمرؓ ایک لڑکے کے پاس سے گزرے وہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا، (النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وهو أب لهم) پیغمبر امت کے باپ ہیں، اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ ابی کعب کے قرآن کی قرأت ہے۔"

الزمخشری" وفي قراءة ابن مسعود : النبيّ أولى بالمؤمنين من أنفسهم وهو أب لهم . وقال مجاهد : كل نبيّ فهو أبو أمّته . ولذلك صار المؤمنون إخوة؛ لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم أبوهم في الدين [وأزواجه أمهاتهم] تشبيه لهنّ بالأمهات في بعض الأحكام، وهو وجوب تعظيمهنّ واحترامهن، وتحريم نكاحهن : قال الله تعالى : وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۔ (الأحزاب:٥٣)

"قرأت ابن مسعود میں: (النبيّ أولى بالمؤمنين من أنفسهم وهو أب لهم) محمد ﷺ امت کے باپ ہیں، مجاہد کہتے ہیں کہ ہر نبی امت کا باپ ہوتا ہے، اس طرح تمام مومنین اخوۃ ہیں، پیغمبر ﷺ دین میں باپ ہیں اس طرح ازواج بھی ماں کی مانند بعض احکام میں مائیں ہیں، وہ تعظیم، احترام، حرمت نکاح میں وجوب ہے، اور حرمت نکاح ہمیشہ کے لیے ہے۔ یہی قرآن میں نص ہے۔"

ازواجِ نبیؐ پر پردہ لازم تھا

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (الاحزاب:٥٩)

"اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی

عورتوں سے فرما دیں کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے
اوپر اوڑھ لیا کریں، یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پہچان لی
جائیں (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں) پھر انہیں (آوارہ
باندیاں سمجھ کر غلطی سے) ایذاء نہ دی جائے، اور اللہ بڑا بخشنے
والا بڑا رحم فرمانے والا ہے۔"

آزادی اور اختیار

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ
سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ (الاحزاب:۲۸)

"اے نبی (مکرّم!) اپنی اَزواج سے فرما دیں کہ اگر تم دنیا اور
اس کی زینت و آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں مال و
متاع دے دوں اور تمہیں حسنِ سلوک کے ساتھ رخصت کر
دوں۔"

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ
اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

"اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طلب گار ہو تو
بیشک اللہ نے تم میں نیکوکار بیبیوں کے لئے بہت بڑا اَجر تیار فرما
رکھا ہے۔" (الاحزاب:۲۸)

ازواج النبیؐ کا مقام و مرتبہ عام عورت کی طرح نہیں

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ
يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾ (الاحزاب:۳۰)

''اے اَزواجِ نبی (مکرم!) تم میں سے کوئی ظاہری معصیت کی مرتکب ہو تو اس کے لئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا، اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔''

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝

(االاحزاب:۳۰)

''اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزار رہیں اور نیک اعمال کرتی رہیں تو ہم ان کا ثواب (بھی) انہیں دوگنا دیں گے اور ہم نے اُن کے لئے (جنّت میں) باعزّت رزق تیار کر رکھا ہے۔''

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (الحزاب:۳۲)

''اے اَزواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مِثل نہیں ہو، اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (مَردوں سے حسبِ ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نِفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لچک سے محفوظ بات کرنا۔''

ازواج النبیؐ کی عظمت اور شان گھر میں ہی قیام ہے

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ (الاحزاب:۳۳)

''اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار مت کرنا، اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزاری میں رہنا۔''

پاک نبیؐ کا گھر وحی جبرائیلؑ ہے

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ (الاحزاب:۳۴)

''اور تم اللہ کی آیتوں کو اور (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) سنت وحکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے یاد رکھا کرو، بیشک اللہ (اپنے اولیاء کے لئے) صاحبِ لُطف (اور ساری مخلوق کے لئے) خبردار ہے۔''

پاک نبی کریمؐ کے حرم میں پہلی زوجہ کا شرف

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضؓ

کو حاصل تھا ان کے مقام و مرتبہ

قرآن حکیم کی روشنی میں

سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کی شادی نزولِ قرآن سے پندرہ سال قبل ہوئی تھی۔ آپ کا عرب میں تجارت کا وسیع کاروبار تھا اور تاجروں میں آپ کا ممتاز مقام تھا۔ ایک امیر خاندان کی شہزادی ہونے کے ناطے آپ نے پیغمبر اسلام کا انتخاب کیا۔ شادی کے بعد تمام مال و دولت اسلام کی ترویج، غربا اور مسکین پر خرچ کر ڈالی۔ اس سخاوت کا تذکرہ قرآن حکیم نے کیا ہے۔

سورہ وَالضُّحیٰ

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾

''آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔''

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴿٨﴾

''اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو آپ کو (جناب خدیجہ الکبریٰؓ کے مال سے) (مالا مال) کر دیا۔

اُتری (اس طرح اس بی بی کا تذکرہ قرآن نے کیا جو علم شناس خاتون تھی۔)"

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝۳

"آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔"

تفسیر الدرمنثور علامہ جلال لادین سیوطی سورہ الضحی، وأخرج ابن جرير وابن المنذر عن عروة رضي الله عنه قال : أبطأ جبريل عن النبي صلى الله عليه وسلم فجزع جزعاً شديداً فقالت خديجة : أرى ربك قد قلاك مما يرى من جزعك ، فنزلت [والضحى] إلى آخرها.

وأخرج الحاكم وابن مردويه والبيهقي في الدلائل من طريق عروة عن خديجة قالت: لما أبطأ على رسول الله صلى الله عليه وسلم الوحي جزع من ذلك فقلت له مما رأيت من جزعه : لقد قلاك ربك مما يرى من جزعك ، فأنزل الله [مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۳].

"حضرت خدیجہؓ نے (جب وحی کی آمد میں تاخیر محسوس ہوئی) وجہ جاننا۔ چاہی تو آپ سے کہا کیا کوئی تاخیر کی وجہ رب کی ناراضگی تو نہیں؟ تو یہ آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب

سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔"

''روایت میں ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی۔ حضور ﷺ کو تاخیر وحی کا تجسس ہوا۔ اس کا سبب سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے دریافت فرمایا تو آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔"

تفسير ابن كثير سوره الضحى حدثنا ابن أبي الشوارب، حدثنا عبد الواحد بن زياد، حدثنا سليمان الشيباني، عن عبد الله ابن شداد: أن خديجة قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: ما أرى ربك إلا قد قلاك. فأنزل الله: [وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾]

وقال أيضا: حدثنا أبو كُرَيب، حدثنا وَكِيع، عن هشام بن عُرْوَة، عن أبيه قال: أبطأ جبريل على النبي صلى الله عليه وسلم، فجزع جزعًا شديدًا، فقالت خديجة: إني أرى ربك قد قلاك مما نرى من جزعك. قال: فنزلت: [وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾] إلى آخرها

''حضرت خدیجہؓ نے (جب وحی کی آمد میں تاخیر ہوئی) وجہ جاننا چاہی تو آپ سے کہا کیا کوئی تاخیر کی وجہ رب کی ناراضگی تو

نہیں؟ تو یہ آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔"

روایت میں ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی حضور ﷺ کو تاخیر وحی کا تجسس ہوا۔ اس کا سبب سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے دریافت فرمایا تو آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔"

حدثنا ابن أبي الشوارب، قال: ثنا عبد الواحد بن زياد، قال: ثنا سليمان الشيباني، عن عبد الله بن شدّاد أن خديجة قالت للنبيّ صلى الله عليه وسلم ما أرى ربك إلا قد قلاك، فأنزل الله:(وَالضُّحَى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)، وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿٣﴾

(ترجمہ مذکور ایضاً)

تفسير روح المعانى الوسى سوره أخرج ابن جرير وابن المنذر عن عروة قال ابطأ جبريل عليه السلام عن النبي صلى الله عليه وسلم فجزع جزعاً شديداً فقالت خدجية أرى ربك قد قلاك مما أرى من جزعك فنزلت [وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ] إلى آخرها.

ترجمہ مذکور ایضاً

آیت (۲) سورہ الضحیٰ۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى ﴿۸﴾

''اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو اس نے (اپنی لذت دید سے نواز کر ہمیشہ کے لئے ہر طلب سے) بے نیاز کر دیا۔ (یا: اور اس نے آپ کو (جوادو کریم) پایا تو اس نے (آپ کے ذریعے) محتاجوں کو غنی کر دیا۔''

ان تینوں تراجم میں یَتِیمًا کو فَاٰوٰی کا، ضَآلًّا کو فَھَدٰی کا اور عَآئِلًا کو فَاَغْنٰی کا مفعول مقدم قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر، القرطبی، البحر المحیط، روح البیان، الشفاء اور شرح خفاجی)

تفسير الكبير علامہ فخر الدين الرازى
سألة الأولى : العائل هو ذو العيلة ، وذكرنا ذلك عند قوله : [أَلَّا تَعُولُوا ﴿۳﴾](النساء:۳) ويدل عليه قوله تعالى:[وَإِنْ خِفْتُمْ] (لتوبة : ۲۸) ثم أطلق العائل على الفقير ، وإن لم يكن له عيال ، وههنا في تفسير العائل قولان وجوه الأول: أن الله تعالى أغناه بتربية أبي طالب، ولما اختلت أحوال أبي طالب أغناه (الله) . بمال خديجة:

''دو قول ہیں ان میں وجہ یہ ہے کہ جب حفاظت اور کفالت کی ضرورت تھی تو ابو طالب کی سرپرستی سے اللہ تعالیٰ نے مستفید کیا اور جب مال کی ضرورت تھی تو حضرت خدیجہؓ کے مال سے مستغنی ہو گئے۔''

تفسير فتح القدير سوره الضحى وقيل:

فأغنى بما فتح لك من الفتوح . وفيه نظر؛ لأن السورة مكية. وقيل: بمال خديجة بنت خويلد.

''اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو فتوحات کے ذریعے سے بھی مستغنی کیا اس پر قیاس ہے۔ چونکہ آیت مکی ہے البتہ یہ کہا گیا کہ حضرت خدیجہؓ کے مال سے مالا مال کر دیا تھا۔''

تفسير الظلال ولقد كنت فقيراً فأغنى الله نفسك بالقناعة ، كما أغناك بكسبك ومال أهل بيتك (خديجة رضي الله عنها).

''اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کے پاس مال کی کمی تھی تب آپ کے نفس کو قناعت سے مستغنی کر دیا اور جیسا کہ مال کے لیے آپ کے گھر سے حضرت خدیجہؓ کے مال سے مالا مال کر دیا تھا۔''

تفسير نيشاپوری أغناه الله بتربية أبي طالب أوّلاً، ولما اختلت أحوال أبي طالب أغناه بمال خديجه.

''جب حفاظت اور کفالت کی ضرورت تھی تو ابوطالب کی سرپرستی سے اللہ تعالیٰ نے مستفید کیا اور جب مال کی ضرورت تھی تو حضرت خدیجہؓ کے مال سے مستغنی ہو گے۔''

تفسير روح المعا نی الوسی، [وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى﴿۸﴾] على نمط سابقه والعائل المفتقر من عال يعيل عيلاً وعيلة وعيولاً ومعيلاً

افتقر أي وجدك عديم المقتنيات فأغناك
بما حصل لك من ربح التجارة وذلك في
سفره صلى الله عليه وسلم مع ميسرة إلى
الشام وبما وهبته لك خديجة رضي الله
تعالى عنها من المال وكانت ذا مال كثير
فلما تزوجها عليه الصلاة والسلام وهبته
جميعه له صلى الله عليه وسلم.

”آپ کو حضرت خدیجہؓ نے اپنا اس مال سے نفع دے کر مستغنی کر دیا گیا تھا جو میسرہ غلام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شام میں روانہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مال کو آپ کو ہبہ کیا تھا چونکہ آپ صاحب مال تھیں اور شادی کے بعد تمام مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا گیا تھا۔“

تفسير ذمخشری [فَأَغْنٰى] فأغناك بمال
خديجة.

”آپ کو مال خدیجہؓ سے مستغنی کر دیا۔“

مجمع البيان الطبرسی، تفسير أي فقيرا لا
مال لك فأغنى أي فأغناك بمال خديجة
و الغنائم.

”فقیر وہ جس کے پاس مال نہ ہو۔ اے میرے محبوب نبی ﷺ آپ کو خدیجہؓ اور غنائم کے مال سے مالا مال کر دیا۔“

حوالہ جات

۱۔ (تفسیر درمنثور سیوطی سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۰ صفحہ: ۲۸۴۔
۲۔ تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۸، صفحہ: ۴۲۷۔
۳۔ تفسیر روح للمعانی الوسیسورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۲۳، صفحہ
۴۔ تفسیر الکبیر علامہ فخرالدین الرازی۔ سورہ الضحیٰ پارہ : ۳۰، جلد: ۱۷، صفحہ: ۸۲۔
۵۔ تفسیر فتح القدیر۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۸، صفحہ: ۱۲۔
۶۔ تفسیر الظلال۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰۔ جلد: ۸۔ صفحہ: ۵۷۔
۶۔ تفسیر کشاف زمخشری۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۷۔
۷۔ تفسیر مکتب اہلبیت کے مفسر مجمع البیان الطبرسی۔ سورہ الضحیٰ پارہ: ۳۰، جلد: ۱۰ صفحہ: ۳۴۲۔

بابِ سوئم
پیارے نبیؐ کی زبان اطہر سے
ازواجِ مطہرات کا مقام و مرتبہ

پاک نبی کریمؐ کی پہلی زوجہ سیدہ خدیجہ الکبری۔ تھی آپ کی شادی اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر پچیس سال تھی۔ ابھی سلسلہ وحی پندرہ سال آگے تھا۔آپ کی سیرت وصورت نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی گرویدہ بنالیا تھا۔آپ کا اخلاق، عادات اور محبت نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ خدیجہ وفات کے بعد یاد تازہ رکھا جس کا ذکر اکثر وبیشتر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدیجہ کی وفاداری اور محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جنت میں اعلیٰ وارفع مقام قرار دیا ہے۔

① صحیح مسلم، ② صحیح البخاری،
③ مشکوۃ شریف

كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم باب فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها

حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب وابن نمير قالوا حدثنا ابن فضيل عن عمارة عن أبي زرعة قال سمعت أبا هريرة قال: أتى جبريل النبي صلى الله عليه و سلم فقال يا رسول الله هذه خديجة قد أتتك معها إناء فيه إدام أو طعام أو شراب فإذا هي أتتك فاقرأ عليها السلام من ربها عز و جل ومني وبشرها ببيت في الجنة من قصب لا صخب فيه ولا نصب.

صحیح البخاری باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ: ۳ مشکواۃ مترجم: ۲۶۰، جلد: ۳

''ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، حضرت جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خدیجہ ہیں۔آپ کے پاس آتی ہیں، ایک برتن لے کر اُس میں ایک میں سالن ہے، یا کھانا ہے یا شربت ہے اور جب وہ آئے تو آپ ان کو سلام کہیں۔اُن کے پرودگار کی طرف سے اور میری طرف سے اور ان کو خوشخبری دے دیجیے۔ایک گھر جنت میں جو خولدار موتی کا بنا ہوا ہے۔اور نہ اس میں کوئی شور اور نہ کوئی تکلیف ہے(وہ آپ کے لیے ہے۔)''

صحیح مسلم، صحیح بخاری، جامع الترمذی حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء حدثنا أبو أسامة حدثنا هشام عن أبيه عن عائشة قالت: ما غرت على امرأة ما غرت على خديجة ولقد هلكت قبل أن يتزوجني بثلاث سنين لما كنت أسمعه يذكرها ولقد أمره ربه عز و جل أن يبشرها ببيت من قصب في الجنة وإن كان ليذبح الشاة ثم يهديها إلى خلائلها كذا صحيح البخاری باب تزويج النبی خديجه.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔میں نے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا خدیجہ پر کیا ہے۔وہ میرے نکاح ہونے سے تین سال قبل وفات پا چکی تھی۔اور یہ رشک میں اس وقت کرتی جب آپ خدیجہ کا ذکر کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور جو پرودگار نے آپ کو حکم دیا تھا۔کہ خدیجہ کو خوشخبری دیں ایک مکان

جنت میں جوخوالدار موتیاں کا بنا ہوا ہے۔اورآپ بکری ذبح کر
تے تھے۔ پھر خدیجہ کی سہیلوں کے پاس اس کا گوشت بھیجتے
تھے۔"

صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم باب
فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها.

حدثنا سهل بن عثمان حدثنا حفص بن
غياث عن هشام بن عروة عن أبيه عن
عائشة قالت ما غرت على نساء النبي صلى
الله عليه و سلم إلا على خديجة وإني لم
أدركها قالت وكان رسول الله صلى الله
عليه و سلم إذا ذبح الشاة فيقول أرسلوا
بها إلى أصدقاء خديجة قالت فأغضبته
يوما فقلت خديجة ؟ فقال رسول الله صلى
الله عليه و سلم إني قد رزقت حبا.

"حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
کی بیبیوں پر رشک نہیں کیا البتہ خدیجہ پر کیا۔اور میں نے اس کو
نہیں پایا(وہ فوت ہو چکی تھیں) جب رسول اللہ ﷺ کوئی بکری
ذبح کرتے تو اس کا گوشت خدیجہ کے عزیزوں کو بھجواتے۔ایک
دن میں نے آپ پر غصہ کیا اور کہا وہ خدیجہ؟ تو آپ نے فرمایا:
مجھے اس کی محبت خدا تعالٰی نے ڈال رکھی تھی۔"

صحيح مسلم، صحيح بخارى كتاب فضائل الصحابة رضي الله
تعالى عنهم باب فضائل خديجة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها

حدثنا سويد بن سعيد حدثنا على بن

مسهر عن هشام عن أبيه عن عائشة قالت
استأذنت هالة بنت خويلد أخت خديجة
على رسول الله صلى الله عليه و سلم فعرف
استئذان خديجة فارتاح لذلك فقال اللّٰهُمَّ
هالة بنت خويلد فغرت فقلت وما تذكر
من عجوز من عجائز قريش حمراء
الشدقين هلكت في الدهر
فأبدلك الله خيرا منها.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہالہ بنت خویلد (حضرت خدیجہ کی بہن) نے اجازت حضرت محمد ﷺ کے پاس آنے کی مانگی۔ آپ کو حضرت خدیجہؓ کا اجازت مانگنا یاد آیا۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا: اے خدا یہ ہالہ بنت خویلد ہے۔ مجھے رشک آئی۔ میں نے کہا: آپ کیا یاد کرتے ہیں۔ قریش کی بڑھیا میں سے ایک بڑھیا کی جس کا ایک دانت بھی نہ رہا ہو۔ پتلی پنڈلیوں والی وہ مر گئی۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر عورت دی ہے۔''

صحيح مسلم كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم.

حدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبدالرزاق
أخبرنا معمر عن الزهري عن عروة عن
عائشة قالت لم يتزوج النبي صلى الله عليه
و سلم على خديجة حتى ماتت.

''حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ پر دوسرا نکاح نہیں کیا یہاں تک کے وہ وفات پا گئیں۔''

صحیح البخاری، مشکواۃ شریف

عن عائشہ قالت ماغرت علی احد من النساء النبیص صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماغرت علی خدیجہ وما رایتہا و لکن کان یکثر ذکرہا وربما ذبح الشا ثم یقطعہا اعضاءً ثم یبعثہا فی صدائق خدیجہ فربما قلت لہ کانہ لم تکن فی الدنیا امرا الا خدیجہ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی پر میں نے اس قدر غیرت نہیں کی جس قدر خدیجہ سے کی ہے۔ حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ کوئی بکری ذبحہ کرتے پھر اس کے بہت سے ٹکڑے کرتے اور خدیجہ کی سہیلیوں کی طرف بھی ارسال کرتے تھے۔ بعض اوقات میں کہہ دیتی دنیا میں گویا خدیجہ کے سوائے کوئی عورت ہی نہیں ہے (جو قابل فخر ہو)۔ آپ فرماتے: وہ ایسی تھی اور میری اس سے اولاد ہے۔''

حوالہ جات

(۱) صحیح مسلم شریف مترجم علامہ وحید الزمان جلد:٦، باب کتاب الفضائل صفحہ:۱۱۵ تا ۱۱۷۔

(۲) صحیح البخاری باب التزویج خدیجہ صفحہ:۲۹۱ تا ۱۳۵، جلد:۱۲۔

(۳) مشکواۃ شریف مترجم جلد:۳، صفحہ: ۲۱۰۔باب مناقب ازواج نبیؐ۔

(۴) ترمذی باب صفحہ:۳۲ تا ۳۳۔ جلد:۱۴۔باب خدیجہ الکبریٰ کتاب مناقب۔

(۵) فتح الباری شرح صحیح البخاری باب تزویج خدیجہ صفحہ: ۱۳۰، جلد:۱۱۔

(۶) ینابیع المودۃ مترجم باب:۵۵۔خدیجہ الکبریٰ اور فاطمہ الزہرہ سلام علیکن صفحہ: ۲۷۰ تا ۲۷۳۔

(۷) سیرت النبی علامہ شبلی نعمانی جلد:۲،صفحہ:۴۹۲۔ باب ازواج مطہرات (حضرت خدیجہؓ)۔

(۸) المستدرک علی الصحین للحاکم باب مناقب خدیجہ الکبریٰ صفحہ:۱۷۱، ۲۸، جلد:۱۱۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؑ

کا جنت میں افضل مقام ومرتبہ اور فضیلت

اللہ تعالیٰ کے ہاں کائنات میں چار خواتین کو عظیم مرتبے پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ان خواتین کا قرآن حکیم میں کسی نہ کسی انداز میں تذکرہ ہوا ہے اور ان کی شان بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے دو خواتین کا تعلق سابقہ انبیاء کرام کے زمانے سے ہے۔ ایک خاتون کافر بادشاہ کی بیوی تھی لیکن مومنہ ہونے کی بنا پر ان کی دعا کو اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت عطا ہوئی۔ ارشاد ہوا:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾

(التحریم:۱۱)

''اور اللہ نے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں زوجۂ فرعون (آسیہ بنت مزاحم) کی مثال بیان فرمائی ہے، جب اس نے عرض کیا: اے میرے رب! تو میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اُس کے عملِ (بد) سے نجات دے دے اور مجھے ظالم قوم سے (بھی) بچا لے، یہ وہ دل کی دعا تھی جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اگرچہ دنیا میں انہیں سکون کا مقام حاصل نہیں تھا لیکن آخرت میں اس خاتون کا مقام اور مرتبہ بلند ہو گیا۔''

دوسری مثال عمران کی بیٹی مریم کی بیان فرمائی ہے۔ جن کی فضیلت بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ (التحریم:۱۲)

''مریم نے اپنی عصمت وعفت کی خوب حفاظت کی تو ہم نے (اس کے) گریبان میں اپنی روح پھونک دی اوراس نے اپنے رب کے فرامین اوراس کی (نازل کردہ) کتابوں کی تصدیق کی اوروہ اطاعت گزاروں میں سے تھی۔''

اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف کسی نبی کی بیوی ہونا کوئی ایسی شرف اورعزت کی بات نہیں کہ جس کی وجہ سے ایک گناہ گار خاتون بخش دی جائے۔ بلکہ معیار بخشش نبی کی اتباع اور عقیدہ نبوت کے ساتھ وابستگی ہے۔ قرآن حکیم میں دونبیوں کی ازواج کا ذکر آیا ہے جن کو جہنمی قرار دیا گیا۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ (التحریم:۱۰)

''اللہ نے اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا ہے نوح (علیہ السلام) کی عورت اورلوط (علیہ السلام) کی عورت (واہلہ اور واہلہ) کی مثال بیان فرمائی ہے، وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں، سو دونوں نے اُن سے خیانت کی۔ پس وہ اللہ (کے عذاب) کے سامنے اُن کے کچھ کام

نہ آئے اور اُن سے کہہ دیا گیا کہ تم دونوں (عورتیں) داخل
ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوجاؤ۔"

حضرت مریم بنت عمران کو قرآن میں مصطفیٰ، مطاہرہ، معلم کی ماں جیسے القاب سے نوازا گیا ہے۔ اس طرح جناب خدیجہ الکبریٰ ؑ کے فضائل بھی کسی سے کم نہیں تھے اور اس محترمہ کا کردار نبوت کے ساتھ یوں منسلک ہے جس کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس کے باوجود جب سیدہ طاہرہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے مقام اور مرتبے کا ذکر آیا تو قرآن حکیم میں بیان فرمایا کہ وہ مکمل تفسیر اُسوہ رسول ہیں۔ جبکہ ان کے مقام اور مرتبہ کو مزید واضح کرنے کے لیے دیگر عظیم خواتین کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کیا گیا۔

سورہ عمران کی آیت (۴۲) میں بالخصوص اور دیگر چند آیات میں بھی بالعموم اس روایت کو درج کیا گیا ہے۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ
وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۝

(آلِ عمران: ۴۲)

"اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ نے تمہیں
منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج
سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے۔"

اس آیت کے ضمن میں تمام مفسرین نے ان چار عظیم خواتین کی حدیث درج کی ہے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ ایک مکمل عورت تھیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب بحیثیت زوجیت اس وقت کیا تھا جب کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی تک اعلانِ نبوت نہیں کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن سے جوانی کی طرف لوٹ رہے تھے اور سردار قبیلہ جناب حضرت ابوطالب کی سربراہی میں قیادت تھی۔ آپ بچپن سے جناب سیدہ فاطمہ بنت اسد مادر حضرت علی مرتضیٰ اور زوجہ ابوطالب کی تربیت میں پروان چڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت، سرداری اور شادی کے

انتظامات قبیلہ کے سردار جناب ابوطالب نے کیے تھے اور یہ بات باعثِ فخر ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی ساس جناب سیدہ فاطمہ بنت اسد اور سسر جناب ابوطالبؑ قرار پائے اور آپ (خدیجہؑ) کا استقبال انہوں نے کیا: تاریخ کی کمزور روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ کہیں ساس، بہو اور سسر بہو کے درمیان کسی وجہ سے بھی کوئی نزاع پیدا ہوئی ہو، جب کہ گھر کا دستر خوان بھی ایک تھا اور مصائب اور مسائل بھی مشترک تھے۔ ان تمام حقائق کی روشنی میں آپ خدیجۃ الکبریٰ کا مقام و مرتبہ بلند ہوا۔"

عبارات کتب

تفسیر ابن کثیر و سنن الترمذي: حدثنا أبو بكر بن زَنْجَوِيه، حدثنا عبد الرزاق، حدثنا مَعْمَر، عن قتادة، عن أنس؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ.

(تفرد به الترمذي وصححه: ۵)

"حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، ،فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔"

تفسیر فخر الدین الرازی

المسألة الخامسة: روي أنه عليه الصلاة والسلام قال: حسبك من نساء العالمين أربع: مريم وآسية امرأة فرعون، وخديجة، وفاطمة عليهن السلام فقيل هذا الحديث

دل على أن هؤلاء الأربع أفضل من النساء.

"پانچ مسئلہ۔ پیغمبر الصلاۃ والسلام سے بیان ہوا ہے۔ اور فرمایا
کہ العالمین میں سے چار عورتیں آپ کے لیے کافی ہیں

① مریم بنت عمران ② آسیہ فرعون کی بیوی
③ خدیجہ بنت خویلد ④ فاطمہ بنت محمد علیہا السلام

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خواتین میں یہ چار ہی افضل ہیں۔

تفسیر الخازن

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حسبك من نساء العالمين مريم بنتُ عمران وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد وآسية امرأة فرعون أخرجه الترمذي.

"حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت
خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔"

تفسیر درمنثور سیوطی۔

وأخرج أحمد والترمذي وصححه وابن المنذر وابن حبان والحاكم عن أنس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران ، وخديجة بنت خويلد ، وفاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم ، وآسية ارمأة فرعون وأخرجه ابن أبي شيبة عن

الحسن . مرسلاً ترجمہ(بالا ایضاً).

تفسیر درمنثور سیوطی

وأخرج ابن عساكر عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سيدة نساء أهل الجنة مريم بنت عمران ، ثم فاطمة ، ثم خديجة ، ثم آسية امرأة فرعون.

''ابن عباس سے روایت ہے کہ اہل جنت کی سردار (چار خواتین ہیں) مریم بنت عمران ،ثم فاطمۃ ،ثم خدیجۃ ،ثم آسیة امرأة فرعون۔''[1]

تفسیر الطبری

حدثنا بشر قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا سعيد، عن قتادة قوله:"وإذ قالت الملائكة يا مريم إنّ اللهَ اصطفاك وطهرك واصطفاك على نساء العالمين"، ذكر لنا أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول: حسبك بمريم بنت عمران، وامرأة فرعون وخديجة بنت خويلد ،وفاطمة بنت محمد، من نساء العالمين.[2]) الحديث:٧٠٢٨ هو حديث مرسل. بل هو في حقيقته ثلاثة أحاديث ، يقول قتادة في أول كل منها: "ذكر لنا أن نبي الله صلى الله عليه وسلم كان يقول":فأولها "حسبك بمريم...": ثبت موصولا. فرواه

أحمد في المسند: ١٢٤١٨ (ج:٣ ص: ١٣٥ حلبي) عن عبد الرزاق ، عن معمر ، عن قتادة ، عن أنس هو ابن مالك مرفوعًا ، بنحوه.

''حضرت قتادہ سے روایت ہے۔کہ اللہ تعالیٰ قول
وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۝ اس کا ذکر پاک پیغمبر اسلام نے ہمیں فرمایا کہ آپ کے لیے کافی ہے۔ مریم بنت عمران، وامرأۃ فرعون وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد، نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ۝ (اسناد حدیث بیان ہوئی)

تفسیر ابن کثیر

وقال عبد الله بن أبي جعفر الرازي، عن أبيه قال: كان ثابت البُنَاني يحدث عن أنس بن مالك؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أَرْبَع، مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ [صلى الله عليه وسلم](رواہ ابن مردویہ:۷، ترجمہ ایضاً بالا)

تفسیر روح المعانی

أخرجه ابن عساكر في أحد الطرق عن ابن عباس أنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "سيدة نساء أهل الجنة مريم بنت عمران ، ثم فاطمة ، ثم خديجة ،

ثم آسية امرأة فرعون.

''حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا پاک نبی اسلام نے جنت میں عورتوں کی سردار (چار) مریم بنت عمران، ثم فاطمة ،ثم خدیجة، ثم آسیۃ امرأة فرعون ہیں۔''

روح المعانی

أخرجه ابن عساكر من طريق مقاتل عن الضحاك عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال : " أربع نسوة سادات عالمهن ، مريم بنت عمران ، وآسية بنت مزاحم ، وخديجة بنت خويلد ، وفاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم وأفضلهن عالماً.

''حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں (۱) مریم بنت عمران (۲) آسیہ بنت مزاحم (۳) خدیجہ بنت خویلد (۴) فاطمہ بنت محمد ﷺ ان خواتین سے بھی زیادہ (قیامت تک) العالمین کی سردار ہیں۔''

تفسیر فتح القدیر

وأخرج الحاكم وصححه ، عن ابن عباس قال : قال رسول اللهؐ: أفضل نساء العالمين خديجة، وفاطمة ، ومريم ، وآسية امرأة فرعون فاطمة.

''حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا

ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں: ① مریم بنت عمران ② آسیہ بنت مزاحم ③ خدیجہ بنت خویلد ④ فاطمہ بنت محمد ﷺ ہیں۔''

تفسیر فتح القدیر

وفي المعنى أحاديث كثيرة ، وكلها تفيد أن مريم عليها السلام سيدة نساء عالمها ، لا نساء جميع العالم . ويؤيده ما أخرجه ابن عساكر ، عن مقاتل ، عن الضحاك ، عن ابن عباس ، عن النبيّ صلى الله عليه وسلم قال: أربع نسوة سادات نساء عالمهن: مريم بنت عمران، وآسية بنت مزاحم، وخديجة بنت خويلد، وفاطمة بنت محمد، وأفضلهن عالماً فاطمة.

''اس احادیث میں کہیں معنیٰ ہیں۔ جب کہ مریم بنت عمران (زمانہ کے) عالم کی عورتوں کی سردار تو ہیں مگر تمام عالم کی عورتوں کی سردار نہیں ہیں۔ عن ابن عساکر، عن مقاتل، عن الضحاک، اور حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں: ① مریم بنت عمران ② آسیہ بنت مزاحم ③ خدیجہ بنت خویلد ④ فاطمہ بنت محمد ﷺ ان خواتین سے بھی زیادہ (قیامت تک) العالمین کی سردار ہیں۔''

کتب تفسیر مکتب اہلِ بیتؑ

تفسیر التبیان

وروي عن النبي صلى الله عليه وآله أنه

قال: فضلت خديجة على نساء أمتي كما فضلت مريم على نساء العالمين. وقال أيضا (ع) حسبك من نساء العالمين بأربع مريم بنت عمران وآسية امرأة فرعون وخديجة بنت خويلد وفاطمة بنت محمد صلى الله عليه وآله.

"آنحضرت سے مروی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبری کی فضیلت میری امت کی خواتین سے ایسی ہے جیسے مریمؑ کی العالمین کی خواتین پر ہے۔اور عالمین میں بس کافی ہیں چار خواتین (۱) مریم بنت عمران (۲) وآسیۃ امرأۃ فرعون (۳) وخدیجۃ بنت خویلد (۴) وفاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔"

تفسیرالمیزان

قول: معنى قوله: اصطفاك لذرية الأنبياء اختارك لتكوني ذرية صالحة جديرة للانتساب إلى الأنبياء، و معنى قوله: و طهرك من السفاح أعطاك العصمة منه، و هو العمدة في موردها لكونها ولدت عيسى من غير فحل، فالكلام مسوق لبيان بعض لوازم اصطفائها و تطهيرها، فالروايتان غير متعارضتين كما هو ظاهر، و قد مر دلالة الآية على ذلك.و في الدر المنثور، أخرج أحمد و الترمذي و صححه و ابن المنذر و ابن حبان و الحاكم عن أنس: أن رسول

الله (صلى الله عليه وآله وسلم) قال: حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله وسلم) و آسية امرأة فرعون: قال السيوطي و أخرجه ابن أبي شيبة عن الحسن مرسلا: و فيه، أخرج الحاكم و صححه عن ابن عباس قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم): أفضل نساء العالمين خديجة و فاطمة و مريم و و في الخصال، بإسناده عن عكرمة عن ابن عباس قال: خط رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) أربع خطوط ثم قال: خير نساء الجنة مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد و آسية بنت مزاحم امرأة فرعون. و فيه، أيضا بإسناده عن أبي الحسن الأول (عليه السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم): إن الله عز و جل اختار من النساء أربعا: مريم و آسية و خديجة و فاطمة، الخبر.

''اس میں لفظ اصطفیٰ سے مراد انبیاء کی ذریت سے منتخب کیا گیا تاکہ نسب صالحین سے ہوکر انبیاء تک پہنچ پائے۔ اور آپ مریمؑ کو سفاح سے پاک ہونے کے لیے عصمت عطا کی۔ اس لیے بھی

ضروری تھا کہ آپ نے بغیر شوہر کے بچہ پیدا کیا تھا اور عصمت اس کی مورد بن جائے اور کتب فریقین۔ و في الدر المنثور، أخرج أحمد و الترمذي و صححه و ابن المنذر و ابن حبان و الحاكم سے۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے کہ افضل نساء العالمین میں خدیجہ و فاطمۃ و مریم۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ چار خواتین عالمین کی سردار ہیں: (۱) مریم بنت عمران (۲) آسیہ بنت مزاحم (۳) خدیجہ بنت خویلد (۴) فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس طرح ابوالحسن سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے چار خواتین کا انتخاب کیا: مریم و آسیۃ و خدیجۃ و فاطمۃ، ہیں۔"

تفسیر فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن جلد(۱) صفحہ(٤٥١) میں فرماتے ہیں: فریقین کی مستند کتابوں میں حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے۔ فرمایا:

خیر نساء العالمین اربع مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم امرا فرعون ، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد کائنات کی تمام عورتوں میں سے بہترین عورتیں چار ہیں مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم امرا فرعون ، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد.

حوالہ جات

(۱) تفسیر ابن کثیر سورہ العمران آیت:۴۲۔
(۲) جلد:۲، صفحہ:۴۰، تفسیر الکبیر فخرالدین رازی سورہ العمران آیت:۴۲ جلد:۳، صفحہ:۲۰۲۔
(۳) تفسیر الخازن سورہ العمران آیت:۴۲۔
(۴) تفسیر درمنثور سیوطی سورہ العمران آیت:۴۲، جلد:۲، صفحہ:۳۲۱۔
(۵) تفسیر الطبری سورہ العمران آیت:۴۲، جلد:۶، صفحہ:۳۹۵، ۳۹۴۔
(۶) تفسیر روح المعانی سورہ العمران آیت:۴۲، جلد:۳، صفحہ:۳۰۔
(۷) تفسیر فتح القدیر سورہ العمران آیت:۴۲، جلد:۱، صفحہ:۴۶۴۔
(۸) تفسیر للظہری سورہ العمران مترجم آیت:۴۲، جلد:۴، صفحہ:۴۱۔
(۹) سنن االترمذی باب مناقب فاطمہ للستدرک علی الصحیحین للحاکم با ب ماعقب فاطمہ بنت رسول اللہ جلد:۱۱، صفحہ:۵۴، ۹۔
(۱۰) ارحج للطالب باب خیر النساء صفحہ:۳۱۱۔ینابیع للمودۃ باب:۵۵، صفحہ:۲۷۴۔
(۱۲) کتب التشیع:۱، تفسیر تبیان سورہ العمران آیت:۴۲۔
(۱۲) تفسیر المیزان محمد حسین طباطبائی جلد:۲۔صفحہ:۱۱۹۔
(۱۴) تفسیر فیضان القران علامہ محمد حسین نجفی سورہ العمران آیت:۴۲

سیدہ خدیجۃ الکبریٰؑ

عورتوں میں افضل اور سردارِ جنت تھیں

اسلام میں جو خدمات جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد زوجہ پاک نبی آخر الزمانؐ کی ہیں وہ کسی دوسرے شخص کے حصہ میں نہیں ہیں۔ اس بارے میں کون سا مورخ اور سیرت نگار بے خبر ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے جب پاک نبی کریمؐ کا انتخاب کیا تھا اس وقت وہ ایک امیر گھرانے اور ایک بڑے قبیلے کے خاندان سے شادی کرنے والی ہے۔ جس کا مستقبل مالی، سیاسی اور سماجی طور پر روشن ہونے کے امکانات تھے لہذا اس نسبت سے جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے شادی کرنا چاہی تھی جو کہ شاہد درست نہ ہو۔ البتہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور آشکار تھی کہ آپ محترمہ نے شادی کا فیصلہ تمام حقائق اور حالات کے جائزہ کے بعد کیا تھا۔ جو نصف النہار کی طرح روشن ہے اس لیے تمام بحران جو نبوت کے اعلان کے وقت امکان میں تھے ظہور پذیر ہوئے۔ ان بحرانوں میں خدیجۃ الکبریٰ پیش پیش تھیں۔ اس طرح آپ کا تمام سرمایا جو ان کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا۔ اس عمل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سیدہ کا مقام و مرتبہ بلند کیا تھا اور پاک نبی کریمؐ نے تمام جہان کے عورتوں میں بلند مقام و مرتبہ قرار دیا اور بعض روایات میں آپ سیدہ خدیجۃ الکبری کو تمام جہان کے خواتین کا سردار بھی قرار دیا تھا جو ایک بڑی سند تھی جیسا کی کتب احادیث اور کتب تفسیر میں اس کا ذکرِ خاص کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت علی مرتضیٰؑ سے مروی ہے کہ میں نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے زمانے میں) عورتوں میں بہتر عورت مریمؑ بنت عمرانؑ اور (اس زمانے میں) عورتوں میں سے بہترین عورت خدیجۃ الکبریٰؑ بنت خویلد ہیں۔ اس طرح اکثر تفسیر میں آیت:

وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓـئِكَةُ يٰمَرۡيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰٮكِ وَطَهَّرَكِ وَاصۡطَفٰٮكِ عَلٰى نِسَآءِ الۡعٰلَمِيۡنَ۝

(آلِ عمران:۴۲)

''اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے کے تحت حضرت مریم کے خصائص کے ساتھ تقابلی حیثیت سے احادیث درج کی ہیں جو ان کا مقام و مرتبہ بیان ہوا ہے۔''

متن کتب

تفسیر ابن کثیر تفسیر الخازن، تفسیر، در منثور

وأخرج ابن أبي شيبة والبخاري ومسلم والترمذي والنسائي وابن جرير وابن مردويه وقال هشام بن عُرْوَة، عن أبيه، عن عبد الله بن جعفر، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ". أخرجاه في الصحيحين، من حديث هشام، به مثله (٤٠)(٢)

''حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے کہ میں نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے

زمانے میں) عورتوں میں افضل عورت مریمؑ بنت عمران اور (اس زمانے میں) عورتوں میں سے افضل عورت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ہیں۔"

تفسیر الطبری

حدثني بذلك الحسين بن علي الصدائي قال، حدثنا محاضر بن المورّع قال، حدثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن جعفر قال: سمعت عليًا بالعراق يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: خيرُ نسائها مريم بنت عمران، وخيرُ نسائها خديجة.

"عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ سے عراق میں سنا تھا وہ کہتے تھے کہ میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے زمانے میں) عورتوں میں بہتر عورت مریم بنت عمران اور (اس زمانے میں) عورتوں میں سے بہترین عورت خدیجۃ الکبری بنت خویلد ہیں۔"

تفسیر مجمع البیان طبرسی

بي جعفر (عليه السلام) و روي عن النبي (صلى الله عليهوآلهوسلّم) أنه قال فضلت خديجة على نساء أمتي كما فضلت مريم على نساء العالمين(٢،٢٥٩)

"امام باقر علیہ السلام اپنے (جد) پاک نبی اکرم ﷺ سے

روایت کرتے ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبرٰی کی اس امت کی
عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مریم بنت عمران کی
عالمین کی عورتوں پر تھی۔"

تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن

الطوسی هوقول أبي جعفر (ع)، لان فاطمة سيدة نساء العالمين.وروي عن النبي صلى الله عليه وآله أنه قال: فضلت خديجة على نساء أمتي كما فضلت مريم على نساء العالمين(٢،٤٥٥)

"امام باقر علیہ السلام اپنی (جدہ) جناب فاطمہ زہراء سے
روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبرٰی کی اس امت کی عورتوں پر اس
طرح فضیلت ہے جس طرح مریمؑ بنت عمران کی عالمین کی
عورتوں پر تھی۔"

صحیح مسلم

حدثنا أبو أسامة عن هشام عن أبيه قال سمعت عبدالله بن جعفر يقول سمعت عليا بالكوفة يقول : سمعت رسول اللهؐ يقول خير نسائها مريم بنت عمران وخير نسائها خديجة بنت خويلد.

"حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے پاک نبی کریمؐ سے سنا
ہے وہ فرماتے تھے آسمان اور زمین کے اندر جتنی عورتوں ہیں
سب میں مریمؑ بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد افضل ہیں۔"

حوالہ جات

(۱) تفسیر ابن کثیر آیت: ۴۲، سورہ العمران صفحہ: ۴۰، جلد: ۲
(۲) تفسیر طبری آیت: ۴۲، سورہ العمران صفحہ: ۳۹۴، جلد: ۲۔
(۳) تفسیر الخازن آیت: ۴۲، سورہ العمران: ۲۷۱، جلد: ۱۔
(۴) تفسیر بحر المحیط آیت: ۴۲، سورہ العمران صفحہ: ۳۳۰، جلد: ۳۔
(۵) تفسیر در منثور سیوطی آیت: ۴۲، سورہ العمران جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۱۔
(۶) المستدرک علی الصحیین للحاکم مناقب خدیجۃ الکبری جلد: ۱۱، صفحہ: ۱۶۷۔
(۷) سنن ترمذی باب مناقب خدیجۃ الکبری جلد: ۲۔
(۸) صحیح البخاری باب انصار عنوان تزویج خدیجۃ الکبری جلد: ۱۲، صفحہ: ۱۲۹۔
(۹) صحیح مسلم مترجم باب مناقب خدیجۃ الکبری جلد: ۶، صفحہ: ۱۱۵ تا ۲۲۱۔
(۱۰) الشیعہ تفسیر مجمع البیان طبرسی آیت: ۴۲، سورہ العمران جلد: ۲، صفحہ: ۲۵۹۔
(۱۱) تفسیر التبیان فی تفسیر القران الطوسی آیت: ۴۲، سورہ العمران جلد: ۲، صفحہ: ۴۵۵۔

نبی کریمؐ کی نبوت کی تصدیق کرنا

اور

ان پر ایمان لانے والی پہلی خاتون

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

تھیں

سیدہ خدیجہ بنت خویلد کی شادی علم وعقل کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ جس میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان نبوت کرنا اور اس بنیاد پر عرب کے مختلف قبائل سے مشکلات پیدا ہونا کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ یہ توقع کے عین مطابق تھے جو آپ نے سوچ رکھا تھا۔ لہذا سیدہ خدیجہؑ راز دار نبوت تھی اور لحہ بہ لحہ آپ نبی ﷺ کی عادات وخصائل پر گہری نظر میں رکھی ہوئی تھی جو کہ آثار نبوت کے تقاضے تھے چونکہ آپ نبوت کی لذت سے باخبر ہونے کے علاوہ ان لحات کے انتظار میں تھی کہ کب آپ عوام الناس کے سامنے نبوت کی خوشخبری کا اعلان کرنے والے ہیں تا کہ اس سے لطف اندوز ہو سکے جن کی وہ گذشتہ پندرہ سال سے انتظار میں تھیں بالاخر وہ نعمت اور لحات ظاہر ہوئے جس سے آپ سیدہ نے بغیر کسی توقف کے نبوت کی تصدیق بھی کی اور اس کا اعلان بالایمان بھی فرمایا جو تاریخ کا ایک سنہری باب بن گیا۔

المستدرك على الصحين للحاكم

حدثني عبيد الله بن أبي زياد ، عن الزهري قال: كانت خديجة أول من آمن برسول اللهؐ من النساء.

''خواتین میں آپ نبی ﷺ پر سب سے پہلے جس نے نبوت کی تصدیق کی وہ خدیجۃ الکبریٰ تھی۔''

للستدرک علی الصحین للحاکم۔

عن ابن شهاب قال: كانت خديجة رضي الله عنها أول من آمن بالله وصدق برسوله صلى الله عليه وسلم قبل أن تفرض الصلاة.

''خدیجۃ الکبریٰؓ پہلی خاتون تھی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور پاک نبی کریم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی جب کہ ابھی تک نماز بھی فرض نہیں ہوئی تھی۔''

المستدرک علی الصحین للحاکم

عن ربيعة السعدي ، قال : أتيت حذيفة بن اليمان وهو في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول : كان رسول اللهؐ يقول: خديجة بنت خويلد سابقة نساء العالمين إلى الإيمان بالله وبمحمد صلى الله عليه وسلم .

''ربیعہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں آیا وہاں حذیفہ بن الیمان تھے اور میں نے ان سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدیجۃ الکبریٰؓ سابقہ نساء العالمین ہیں جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ پر پہلے ایمان لایا۔''

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اعلان نبوت سے قبل نمازی اور تہجد گزار تھیں

ابھی عرب معاشرے میں اسلام کا پرچار نہیں ہوا تھا گویا ابھی اعلانِ نبوت ہونے

کا وقت بھی بعید تھا کہ جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پاک نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک دین اور شریک جماعت تھے۔ اس زمانے میں بہت کم لوگ اس نماز کے بارے میں باخبر تھے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے لیکن یہ تمام علوم وفنون کی آگاہی شروع دن سے جناب خدیجہؓ اس علم سے باخبر تھیں اور اس دن کی انتظار میں تھی یہ وقت اور سعادت کب آئے گا کہ تمام معاشرے میں اور خصوصاً عرب میں اللہ تعالیٰ دین کو ترقی دیتے ہوئے پھیلا دے۔ جس کی خبر سابق کتب اور انبیاء کرام نے دے رکھی تھیں۔ اور آپ خدیجۃ الکبریٰؓ حقائق وشواہد کے نظارے سن چکی تھی اور بعض معجزات سے باخبر تھیں لہذا آپ نے ہر دور میں جو بھی عمل کیا وہ علم کی بنیاد پر تھا۔ اس کو ابتدائی زندگی میں ملاحظہ کر رکھا تھا لہذا یہ نماز اور تہجد گزاری آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تب سے جاری رکھا ہوا تھا جب سے آپ اس گھر میں منتقل ہوئی تھیں۔ اس دین کے معاملہ میں بنو ہاشم کا ہر فرد باخبر تھا اور مستقبل کی پیش بندی میں مصروف تھا کہ کسی طرح دین کی حفاظت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کا تحفظ کرنا ہوگا اور آپ کی حفاظت کا انتظام و انصرام جناب عبد المطلب نے اپنی اولاد میں حضرت عبداللہ کے حقیقی بھائی حضرت ابوطالبؓ کے ذمے کفالت اور حفاظت میں دے رکھا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھل کر اپنی بات کہتے تھے۔ جب تک جناب ابوطالب زندہ تھے اس وقت تک آپ کی جان کو امان تھی اور یہی خاندان کی اول ذمہ داریاں بھی تھیں۔

خصائص نسائی

أخبرني محمد بن عبيد بن محمد الكوفي
قال حدثنا سعيد بن خثيم عن أسد بن
عبد الله البجلي عن يحيى بن عفيف عن
عفيف قال جئت في الجاهلية إلى مكة
فنزلت على العباس بن عبد المطلب فلما
أرتفعت الشمس وحلقت في السماء وأنا

أنظر إلى الكعبة أقبل شاب فرمى ببصره إلى السماء ثم استقبل القبلة فقام مستقبلها فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فخر الشاب ساجدا فسجدا معه فقلت يا عباس أمر عظيم فقال أتدري من هذا الشاب فقلت لا فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن أخي وقال أ تدري من هذا الغلام فقلت لا قال علي بن أبي طالب بن عبد المطلب هذا ابن أخي هل تدري من هذه المرأة التي خلفهما قلت لا قال هذه خديجة ابنة خويلد زوجة ابن أخي هذا حدثني أن ربك رب السماوات والأرض أمره بهذا الدين الذي هو عليه ولا والله ما على ظهر الأرض كلها أحد على هذا الدين غير هؤلاء الثلاثة.

''محمد بن عبید بن محمد عن عفیف کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا بعثت آنحضرت ﷺ سے پہلے اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس قیام کیا۔ میں نے دیکھا جب سورج بلند ہوا اور آسمان پر حلقہ کیا یعنی ظہر کا وقت آیا۔ میں اس وقت کعبہ کی طرف نظر کیے ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان آیا۔ اس

نے آسمان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کی طرف اپنا رُخ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک لڑکا آیا۔ اس کے داہنی طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی واقعہ ہوا تھا کہ ایک خاتون بھی تشریف لائیں اور ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ اس نوجوان نے جب رکوع کیا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کیا۔ جب نوجوان نے رکوع سے سر اُٹھایا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع سے سر اُٹھایا پھر وہ نوجوان سجدہ میں گیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے کہا: اے عباسؓ! یہ تو ایک امرِ عظیم ہے یعنی بڑی عجیب بات ہے پہلے ایسا کبھی دیکھا نہیں یا سننے میں نہیں آیا۔ حضرت عباسؓ نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے یہ نوجوان کون ہے؟ عفیف بولے نہیں معلوم اور آپ عباس نے بتایا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے؟ یہ علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب ہے اور میرا بھتیجا ہے اور یہ خاتون کون ہے؟ میں نے کہا: معلوم نہیں یہ خدیجہ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہیں۔ میرے اس بھتیجے نے یہ کلام کیا ہے کہ اس کا رب آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور یہ دین جس پر وہ ہے خدا نے اس کا حکم دیا ہے خدا کی قسم تمام زمین پر ان تینوں کے علاوہ اس دین پر کوئی نہیں۔''

احمد فی مناقب عن ابی رافع قال النبی صلت خدیجہؓ یوم الاثنین و صلی علی یوم الثلاثاء قبل ان یصلی معنا احد من الناس۔

''ابورافع روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے تھے کہ جناب ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ نے پیر کے روز

نماز پڑھی اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی
قبل اس کے کہ لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں
شرکت کرے۔"

الطبرانی فی الکبیر

عن رافع قال النبی بعثت غدا الاثنین و
صلت خدیجہ یوم الاثنین فی اخر النهار
وصلی علی یوم الثلثاء فمکث علی یصلی
مستخفیا سبع سنین واشهر قبل ان یصلی
معنا۔

"ابورافع روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی ﷺ نے ارشادفرمایا
ہے کہ پیر کے صبح ہمیں نبوت عطا ہوئی اور جناب خدیجہؑ نے اسی
روز دن کے دوسرے وقت میں نماز پڑھی اور علی مرتضیٰ نے منگل
کے روز نماز پڑھی اس طرح علی علیہ السلام نے سات سال اور
کئی ماہ پوشیدہ نماز پڑھی اس سے قبل کہ ہمارے ساتھ کوئی اور نماز
پڑھتا۔"

کتب حوالہ جات

(۱) خصائص نسائی مترجم صفحہ:۹۰، حدیث:۵

(۲) ارجع للطالب باب جناب امیر کا سب صحابہ سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھنا۔صفحہ:۳۰۵۔

(۳) مسند احمد بن حنبل

(۴) الطبرانی فی کبیر۔

یہاں سے ہم نبی دو عالمﷺ کی دوسری ازواج کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت ام المومنین عائشہؓ کے فضائل

حضرت عائشہؓ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے دین کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ کیا تھا اور اس کو بیان کیا تھا بی بی کا مقام و مرتبہ ایک جانب آپ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں اور دوسری طرف زندگی نے وفا کی اور لمبی عمر گذاری۔ جس کی وجہ بعض اہل علم کے مطابق دین کا تیسرا حصہ آپ سے منقول ہے۔ لہٰذا تابعین، تابع تابعین نے آپ سے کثیر روایات نقل کی ہیں اور آپ اپنے فضائل کی خود راویہ ہیں۔ بی بی ازواج میں واحد تھیں جو پیغمبر اسلام کی باکرہ اور پیاری خاتون تھیں اور آپ نے دین کی وہ تفسیر بھی کی جو نجی زندگی پر مشتمل تھی۔ آپ سے بہتر نہ کوئی جانتا تھا اور نہ کسی دوسرے کا بیان کرنا صحیح ہوتا تھا چونکہ آپ زوجہ تھیں اور طویل عمر کا پالینا آپ کی خوش قسمتی تھی اس لیے آپ کے علاوہ کم خواتین نے طویل عمر پائی۔ جن سے روایات بیان ہوئی ہیں۔

صحیح مسلم

عن عائشة قالت : قال لي رسول الله صلى الله عليه و سلم إني لأعلم إذا كنت عني راضية وإذا كنت علي غضبى قالت فقلت ومن أين تعرف ذلك ؟ قال أما إذا كنت عني راضية فإنك تقولين لا ورب محمد وإذا كنت غضبى قلت لا ورب إبراهيم قالت قلت أجل والله يا رسول الله ما أهجر إلا اسمك.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے۔ اور جب ناخوش ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کیونکہ آپ جان لیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم محمدؐ کے رب کی اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم ہے ابراھیمؑ کے رب کی۔ میں نے عرض کیا بیشک قسم خدا کی یا رسول اللہ میں آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔''

جامع الترمذی، مشکوۃ شریف

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ .

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جبرائیل امین اس کی تصویر سبز ریشم کے ٹکڑے میں لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔''

صحیح مسلم، صحیح البخاری، مشکوۃ شریف

عن عائشة أنها قالت : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أريتك في المنام ثلاث ليالي جاءني بك الملك في سرقة منت حرير فيقول هذه امرأتك فأكشف عن وجهك فإذا أنت هي فأقول إن يك هذا من عند الله يمضه.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے تجھے خواب میں دیکھا۔ تین راتوں تک ایک فرشتہ تجھ کو ایک سفید حریر کے ٹکڑے میں لایا اور مجھے کہنے لگا یہ آپ کی عورت ہے۔ میں نے تیرا منہ کھولا تو وہ تو نکلی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہوگا۔''

جامع ترمذی، صحیح مسلم

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم يَا عَائِشَةُ هَذَا جِبْرِيلُ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلاَمَ . قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِوَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لاَ نَرَى. اللهِ.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ان سے جبرائیل امین تم کو سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ دیکھ رہے تھے اور میں نہیں دیکھ رہی تھی۔''

جامع ترمذی، صحیح مسلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِصلی الله علیه وسلم إِنَّ جِبْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلاَمَ . فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللَّهِت.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان سے جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے کہا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ۔''

صحیح مسلم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِصلی الله

عليه وسلم قَالَ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

''انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید (روٹی اور گوشت سے ملا کر بنایا جاتا ہے) کی فضیلت باقی کھانوں پر۔''

صحیح مسلم

عن عائشة: أنها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله صلى الله عليه و سلم قالت وكانت تأتيني صواحبي فكن ينقمعن من رسول الله صلى الله عليه و سلم قالت فكان رسول الله صلى الله عليه و سلم يسربهن إلي.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ گڑیوں سے کھیلتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انہوں نے کہا: میری سہیلیاں آتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر غائب ہو جاتی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو میرے پاس بھیج دیتے تھے۔''

صحیح مسلم

عن عائشة : أن الناس كانوا يتحرون بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاة رسول الله صلى الله عليه و سلم.

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ لوگ میرے باری کا انتظار کیا کرتے تھے جس دن پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس میری باری ہوتی اس دن تحفے بھیجتے تاکہ آپ خوش ہوں۔"

صحیح مسلم

عن عائشة قالت : إن كان رسول الله صلى الله عليه و سلم ليتفقد يقول أين أنا اليوم؟ أين أنا غدا ؟ استبطاء ليوم عائشة قالت فلما كان يومي قبضه الله بين سحري ونحري.

"ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت کرتے تھے کل میں کہاں ہونگا؟ کل میں کہاں ہونگا؟ یہ خیال کر کے ابھی باری دیر ہے پھر میری باری کے دن اللہ تعالٰی نے آپ کو بلا لیا میرے سینہ اور حلق کے درمیان (رحلت فرما گئے)۔"

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی فضیلت

صحیح مسلم

عن سلمان قال لا تكونن إن استطعت أول من يدخل السوق ولا آخر من يخرج منها فإنها معركة الشيطان وبها ينصب رايته قال وأنبئت أن جبريل عليه السلام أتى نبي الله صلى الله عليه و سلم وعنده أم سلمة قال فجعل يتحدث ثم قام فقال نبي الله صلى الله عليه و سلم لأم سلمة من هذا ؟ أو كما قال قالت هذا دحية قال فقالت أم سلمة ايم الله ما حسبته إلا إياه حتى سمعت خطبة نبي الله صلى الله عليه و سلم يخبر خبرنا أو كما قال قال فقلت لأبي عثمان ممن سمعت هذا ؟ قال من أسامة بن زيد عن عائشة بنت طلحة.

''سلمان سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تجھے اگر ہو سکے تو سب سے پہلے بازار میں مت جاؤ اور سب سے پہلے نکلو کیونکہ بازار معرکہ ہے شیطان کا اور وہیں اُس کا جھنڈا کھڑا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت جبرائیل علیہ اسلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے پاس بی بی ام سلمہؓ تھیں حضرت جبرائیلؑ

باتیں کرنے لگے پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن
سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا: دحیہ کلبی تھے۔ ام
سلمہ نے کہا: خدا کی قسم ہم تو اُن کو دحیہ کلبی سمجھے یہاں تک کہ میں
نے خطبہ سنا رسول اللہ ﷺ کا ہماری خبر بیان کرتے ہیں۔"

ام المومنین حضرت زینبؓ کی فضیلت

صحیح مسلم۔

عن عائشة أم المؤمنين قالت قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أسرعكن لحاقا بي أطولكن يدا قالت فكن يتطاولن أيتهن أطول يدا قالت فكانت أطولنا يدا زينب لأنها كانت تعمل بيدها وتصدق.

"ام المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا کہ تم سب میں پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ
زیادہ لمبے ہیں تو سب بی بیاں اپنے اپنے ہاتھ ناپتیں تا کہ معلوم
ہو کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ہم سب میں
زینبؓ کے ہاتھ لمبے تھے وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ
دیتیں ہیں۔"

بابِ چہارم

سنت کی حجیت

مسلمانوں کے تمام طبقات و مسالک کا اس پر اجماع ہے کہ سنت حجت ہے۔ اس کے دین کی تکمیل و تفسیر ممکن نہیں۔ علامہ شوکانی نے الدرر البھیہ مترجم فقہ الحدیث کے صفحہ (۵۶) پر حجت سنت پر یہ دعوی کرتے ہیں کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام سب کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت نبوی سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں اور آج تک سب مسلمان اسی ایمان وعقیدہ پر قائم ہیں۔

① اگر سنت نبوی کو شریعت کا ماخذ تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن حکیم کے کتنے ہی ایسے احکامات ہیں جن پر عمل ناممکن ہو جائے گا مثلاً قرآنِ مجید میں نماز کا حکم ہے لیکن اس کی رکعات، اس کے اوقات اس کی دعائیں، اذکار اور طریقہ کار وغیرہ سب کچھ حدیث سے ملے گا۔ اس طرح روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کے بھی قرآنِ مجید میں محض مجمل احکام ہیں ان سب کی تفصیل احادیث سے ہی ملتی ہے۔

سنت کیا ہے؟

لغوی اعتبار سے سنت ہر ایسے دستور، سیرت، اور طریقہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلنے کے عادی ہوں اور اس کی پابندی کرتے ہوں جیسے کہ اس آیت میں بھی یہی معنی مراد ہے۔

سُنَّةَ اللهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ (الاحزاب ۶۲)

''ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا دستور رہا ہے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔''

تاہم اصطلاحی و شرعی اعتبار سے سنت کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

ما اضيف الى النبي من قول او فعل او تقرير.

''جس چیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی
گئی ہو خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو یا فعل ہو یا تقریر
ہو۔''

(یاد رہے کہ تقریر سے مراد ہر ایسا کام ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھا ہو لیکن اس پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو۔

① قولی سنت کی مثال یہ حدیث ہے کہ

کونوا عباداللہ اخوانا.

''اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاو۔''

② فعلی سنت کی مثال وہ تمام احادیث ہیں۔

جن میں آپ ﷺ کا کوئی فعل مذکور ہے مثلا نماز ادا کرنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، صدقہ وخیرات کرنا، مسواک کرنا، قیام اللیل کرنا وغیرہ۔

③ تقریر سنت کی مثال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں چند حبشی نوجوانوں کو جنگی مشق کرتے ہوئے دیکھا اور اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ اسی طرح عید کے روز چند بچیوں کو جنگی اشعار گاتے ہوئے سنا اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔

سنت نبوی کی اہمیت از نگاہِ قرآن

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ
فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(النحل:۴۳)

''اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا
جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے سو تم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر
تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔''

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

(النجم:۳،۴)

''اُن کا ارشاد سَراسَر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے، اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔''

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(الحشر:۷)

''اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقسیم وعطا پر کبھی زبانِ طعن نہ کھولو)، بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہلِ حق) صاحبانِ اَمر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے (حتمی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، (تو) یہی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔''

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ

أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا (النساء:۸۰)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔"

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب:۳۶)

اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومنہ عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لئے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں بھٹک گیا۔"

باب پنجم

اقوالِ صحابہ اور ازواجِ مطہرات کی حجیت

امام شوکانی فقہ کی کتاب الدرر البھیہ ترجمہ فقہ الحدیث مترجم حافظ عمران ایوب لاہوری صفحہ: ۶۰، ۶۱ جلد: ۱ پر لکھتے ہیں:

① صحابی کی وہ بات جو اجتہاد اور رائے کے ذریعے نہیں کہی جاسکتی علماء کے نزدیک حجت ہے، کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ یقیناً یہ بات صحابی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوگی۔

② صحابی کے جس قول پر اجماع ہو چکا ہو علماء اسے شرعی حجت قرار دیتے ہیں۔

③ صحابی کا ایسا قول جو رائے اور اجتہاد پر مبنی ہو گیا وہ حجت ہے؟ اس پر علماء نے اختلاف کیا ہے۔

بعض علماء اسے شرعی حجت قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب کوئی مسئلہ کتاب وسنت اور اجماع سے نہ مل سکے تو صحابی کے قول پر عمل کرنا چاہیے، اگر چہ وہ بات رائے پر مبنی ہے ان کہ رائے ہماری رائے سے بہر حال بہتر ہے وہ اس لیے کہ وہ نزولِ وحی کے زمانے میں موجود تھے۔ تشریح احکام کی حکمت اور اسباب سے واقف تھے اور ایک لمبا عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں بھی رہے تھے۔ ان تمام وجوھات کی بنا پر بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اور بعض علماء اسے شرعی حجت نہیں گروانتے۔ ہمارے علم کے مطابق راجح بات یہ ہی ہے کہ اگر چہ صحابی کے ایسے قول پر جو اجتہاد و رائے پر مبنی عمل واجب نہیں لیکن اپنی رائے پر ان کی رائے کو ترجیح دینا یقیناً افضل ہے۔

امام ابو حنیفه

اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مجھے کوئی چیز نہ ملتی ہو میں صحابہ کے اقوال کو اختیار کر لیتا ہوں۔

امام مالك

انہوں نے اپنی کتاب موطا میں بہت سے صحابہ کے فتاوی جات نقل کیے ہیں اور

اکثر مسائل میں انہی پر اعتماد کیا ہے۔

امام شافعی

اگر مجھے کتاب وسنت، اجماع یا اس کے ہم معنی کسی دوسری چیز میں جو حکم لگانے والی ہو یا اس کے ساتھ قیاس ہو کوئی چیز نہیں ملتی تو میرا مسلک یہی ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے قول کو اختیار کر لیا جائے۔

امام احمد

میں نے ہر مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے جواب دیا یا صحابہ یا تابعین کے کسی قول سے۔ (کذا قول اصحابی صفحہ (۲۲۷) از ڈاکٹر صحبی محمصانی فلسفہ شریعت الاسلام (مترجم)۔

قانون

اگر چہ تحریر اور قواعد میں صحابہ کرام کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ازواج مطہرات کا نام موجود نہیں ہوتا ہے۔ اس قانون میں ازواجِ مطہرات کے اقوال کو بھی وہی حجیت ہے جو صحابہ کرام کو ہے۔ چونکہ قانون بیان کرتے وقت اظہار اکثریت کے مطابق ہوتا ہے لہذا اغلب کی بنا پر ازواج کا تذکرہ نہیں کیا جاتا ہے۔ (الاحقر)

اہلِ بیتؑ اطہار کا طریقہ استدلال

حدیث کی تعریف اور حجیت وہی ہے جو امت کی مجتہدین اور فقہاء نے کی ہے۔ پاک نبی کریم ﷺ کی زبان اطہر سے فرمایا گیا حکم (قولی) اور آپ ﷺ نے جو عمل کیا وہ دین کی تشریح وتعبیر ہوئی جیسے نماز کی تکمیل، حج کا عمل، اور قربانی کا طریقہ وغیرہ (فعلی) اور کام جو پہلے سے بھی مباح تھے اور مضر معاشرہ نہ ہونے کی بنا پر عمل ہوتے تھے جیسا گھوڑ سواری، پہلوانی، جنگی تربیت، بازار کی خرید وفروخت، بحری سفر بری سفر، مکانات کی تعمیر، شہر کے تعمیر ترقی اس طرح ہزاروں عمل تھے جس سے معاشرہ کی بقا تھی۔ اس کو ان اصولوں پر پسند کیا گیا کہ جو انسانیت کی فلاح وبہود پر مبنی تھے۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے پسند فرمایا اور جاری رکھنے کو جائز عمل سمجھا۔ اس کو (تقریری) حدیث کہتے ہیں۔ اسی تعریف کو برقرار رکھتے ہوئے اہلِ بیت اطہارؑ سے ائمہؑ اور جانشین پیغمبر اسلام کے بھی قول، فعل، تقریر بھی حجت ہے، چونکہ یہ دین کے مفسر تھے اور ائمہ اہلِ بیتؑ تھے ان کی مثال ایسی ہے جس طرح صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے قول، فعل اور تقریر امت نے دین کی تشریح وتعبیر کے لیے حجت قرار دیا ہے۔ اس طرح مکتب اہلِ بیتؑ کے نزدیک ائمہ اطہارؑ بھی حجت ہیں۔

ائمہ اطہار علیہم السلام کی حجیت کثیر التعداد احادیث سے ثابت ہے، جیسے حدیثِ ثقلین، سفینہ ونجوم وغیرہ ان کی تمسک پر رسولِ خداؐ نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ جو فریقین کی کتب میں موجود ہے۔

(۱) کتاب اصول الفقه الشیخ رضا المظفر بحث باب الثانی السنة جلد دوم صفحہ: ۶۲، ۵۷۔

(۲) مبادی اصول الفقه تالیف عبدالهادی الفضلی دوسری دلیل سنت مترجم صفحہ: ۳۱، ۳۰۔

تاریخ محدثین اور فقہاء

اسلام کی پہلی صدی میں حکومت دو ادوار میں بٹ چکی تھی۔ ایک دور خلفاء اربعہ کا جو دورانیہ چالیس (۴۰) ہجری تک تھا۔ اس کے بعد دوسرا دور ملوکیت بنو امیہ کا سنہ اکتالیسویں (۴۱) ء سے شروع ہوا جو ایک سو اکتیس ۱۳۱ء تک قائم رہا۔ اس اول صدی کے آواخر تک زمانہ اصحابیت اور تابعین کا تھا لہذا اس میں جو فتاویٰ کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی وہ مسئلہ کا استنباط صحابہ کرام اور ازواج نبی کرتے تھے۔ البتہ زمانہ خلفائے اربعہ میں ہر خلیفہ کو اپنے دور اقتدار میں تین حیثیت تھیں۔ ایک حکمران کے علاوہ ریاست کی چیف جسٹس، کمانڈر بھی تھے۔ جو دین کو حکمرانی حالات کے مطابق اس کا نفاذ عمل میں لائے جاتے تھے۔ ان کا فرمان حکم کے علاوہ فتویٰ بھی سمجھا جاتا تھا۔

البتہ اس طرح ہر دور میں ہر صحابی بھی مجتہد تھا۔ اس کا قول وفعل بھی ایک فتویٰ تھا۔

صحابہ کرام کا ایک گروپ ہر دور میں دین کی تشریح اور تعبیر کرتا تھا اور ان کا قول فتویٰ سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ ہر بات کا نص قرآن اور احادیث کو بنیاد بنا کر بات کرتے تھے جو اصطلاح میں فتویٰ کہا جاتا ہے اُن صحابہ میں چند نمایاں نام گرامی یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ صدیقہ زمانہ خلفاء اربعہ اور بعد حیات تک احادیث سے استنباط کرتے ہوئے فتویٰ دیا کرتے تھے اور امت پر ان کے فتاویٰ حجت تھے۔ اس طرح ذخیرہ احادیث جو کتاب فہم الحدیث پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، محمد امین کھوکھر نے صفحہ (۳۷، ۳۸) پر مرویات احادیث درج کی ہیں وہ یہ ہیں:

> حضرت ابوہریرہؓ تعداد (۵۳۷۴)، حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۲۶۳۰)، حضرت انسؓ بن مالک (۲۲۸۶)، حضرت عائشہ ؓصدیقہ (۲۲۱۰)، حضرت عبداللہؓ بن عباس (۱۶۶۰)، حضرت جابر بن عبداللہ (۱۵۴۰)، حضرت ابوسعید خدریؓ (۱۱۷۰) ہیں۔

صدی اول میں فقہائے کرام کی بنیاد رکھ دی گئی تھی اور اس صدی میں امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ جیسے فقہاء کی پیدائش ہو چکی تھیں؟ جبکہ پروان دوسری صدی میں ہوئی تھی۔ البتہ محدثین نے احادیث کو ذخیرہ کرنا دوسری صدی سے شروع کیا تھا۔ جن کو احادیث جمع کرنے میں ایک طویل عرصہ لگ گیا۔ احادیث کو جمع کرنے کے لیے کوئی اجتماعی بورڈ قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ جس محدث نے احادیث جمع کرنے کی کاوش کی اس کی شخصیت کی بنا پر قبول کر لیا گیا تھا اور بعد کے محدثین نے اسناد احادیث کے مطابق ترجیح دی ہے کہ کون سی احادیث اور کون سی کتاب صحیح ہونے کے قریب ہے۔

اس کے مقابل میں ائمہ اہلبیتؑ کی تاریخ مختلف ہے۔ چونکہ وہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ جانشین پیغمبر اسلام بھی تھے لہذا پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ائمہ اہلبیتؑ کا تسلسل شروع ہو جاتا ہے جو منقطع نہیں ہوا تھا۔ صدی اول میں پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آغاز صدی دوئم تک پانچ ائمہ کی تاریخ

ہے۔ اور طریقہ فتوی احادیث تھا لہذا انہوں سے ہزاروں احادیث مرقوم ہیں جو سلسلہ سینہ باسینہ جاری تھا اور آپ ائمہ کرام کی تقریری اور اسناد کا طریقہ خود پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جو تاریخ کا تسلسل ہے۔ ایک امام سے مروی احادیث دوسرے امام نے اس کو قبول کرتے ہوئے آگے مزید احادیث بیان فرمائی۔ اس طرح ہر مسئلہ پر پیغمبر اسلام کے فرمان کو ائمہ اہلِ بیتؑ کی سند سے بیان کر دیا جاتا تھا۔

ائمہ اہلبیت اطہارؑ سے مروی احادیث اور استنباط

اموی حکومت کے آخر اور عباسی دور کے آوائل میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور ان کے صاحب زادے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سیاسی حکومت کی ترجیحات کے بدلنے کی وجہ سے دین کی بات کرنے کا موقع فراہم ہوا۔ اس طرح ان سے مستفید ہونے والوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ شاگردان کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کا طریقہ تدریس یہ تھا کہ آپ طالب علموں کو اصول اور فروعات میں اپنے جدامجد کے سلسلہ اسناد کے ساتھ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایات منقول کرتے تھے اور جو سوال بھی شاگرد کرتے ان کے جواب میں احادیث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرتے تھے۔ چنانچہ ان سے منقول احادیث کا ذخیرہ ہزاروں پر مشتمل ہے۔ جن سے مجتہدین اور فقہاء عظام استنباط کرتے چلے آرہے ہیں۔ یوں قیامت تک اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ انسان کے لیے کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں آپ سے احادیث مروی نہ ہوں ایک بڑا ذخیرہ احادیث آپ کے توسط سے بیان ہوا ہے۔ جو کتب احادیث میں محفوظ ہے۔

مفتیانِ اسلام

صحابہ کرام اور ازواج نبی کا نام مفتی کی حیثیت سے علامہ شوکانی نے اپنی کتاب الدرر البہیہ میں کیا ہے۔ جس کا تذکرہ اس کتاب کے مترجم حافظ عمران ایوب نے فقہ الحدیث نامی کتاب کے صفحہ (۷۷) میں بھی کیا ہے۔ اُموی دور میں دین کی تبلیغ واشاعت

کے بارے میں ترجیحات تبدیل ہو چکی تھیں۔ حکومتوں کو اپنے استحکام کے لیے زیادہ توانائیاں صرف کرنی پڑتی تھیں۔ حکومت کے پھیلاؤ کے ساتھ مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور دمشق (شام) میں دارحکومت کا قیام کرنا پڑا۔ دین کا آغاز مکہ میں اور نشوونما مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، چنانچہ صحابہ کرام کی اکثریت انہی مقامات پر موجود تھی لیکن دارالحکومت کی تبدیلی کی بنا پر ان اصحاب کی دور دراز مقامات پر مامورگی کی وجہ سے مکہ اور مدینہ میں صحابہ کرام کی تعداد قلیل ہو چکی تھی۔ صحابہ کرام نے اشاعت دین و احادیث کے لیے قابلِ قدر اہتمام کیا۔ وقت کی ضرورت کے مطابق فتاویٰ بھی صادر کیے۔

۱ مفتیان مدینہ

۱ ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ ۲ حضرت عبداللہ بن عمرؓ
۳ حضرت ابو ہریرہؓ سے

۲ مفتیان مکہ

عبداللہ بن عباسؓ

۳ مفتیان کوفہ

۱ حضرت ابن مسعودؓ ۲ حضرت عمار بن یاسرؓ
۳ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۴ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری

۴ مفتیان بصرہ

۱ حضرت انسؓ بن مالک وغیرہ تھے۔

بابِ ششم

مظلوم کا حق

کہ

وہ ظالم کے خلاف نفرت

اور

احتجاج کرے

مظلوم پر جس کی جانب سے زیادتی کی گئی ہے۔اس کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے ظلم کے خلاف احتجاج کرے اور اس کھلے عام اظہار کرے اگر اس صورت حال کے دوران کوئی سخت زبان بھی استعمال ہو جائے تو اس کا یہ عذر جائز اور قابلِ معافی ہے، اگر چہ مظلوم کا احتجاج ظالم کے خلاف نفرت کا اظہار ہے۔جس کی وجہ سے ظالم نے مظلوم کا حق دبا رکھا ہے جو ماسوائے معاشرے میں اسکے خلاف نفرت پھیلا کر اس کو رسوا کیا جانا ہے تا کہ لوگ اس کے بدنما داغ سے باخبر ہو جائیں اور اس کے آیندہ حدف سے محفوظ بھی ہو جائیں ظالم فقط داخلی نہیں ہوتا بلکہ خارجی طور بھی ہو سکتا ہے۔جدید تعریف کے مطابق کوئی طاقت ور ملک کسی کمزور ملک پر چڑ دوڑے اور قبضہ کر لے یا اس غریب ملک کے بنیادی حق کے خلاف ویٹو کر دے تا کہ اس کا نقصان پہنچایا جا سکے۔ یہ سب صورتیں آج موجود ہیں کہ ان کے خلاف ہر قسم سے نفرت اور احتجاج کی صورت میں اظہار ہو جائے اور دنیا کے اس مظالم کی خبر ہو جائے اس جدید طریقہ کے مطابق صدیوں سے کربلا پر جو خاندانِ رسالت مآبؐ کے اہل اور اولاد پر ظلم ہوا ہے اس کے ظلم پر مسلمان اور محبانِ اہل بیت پیغمبر اسلام کے خاندان کے ساتھ احتجاج کرتے چلے آرہے ہیں تا کہ ظالم سے نفرت اور مظلوم کے حق میں ہمدردی اور محبت پیدا ہو جائے۔پس ظالم کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اس کے نفرت اور احتجاج کرنے کا حق دے رکھا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے آپ ان کے خلاف ناپسندیدہ طریقہ سے بھی نفرت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جس سے ظالم پر اثر اور عبرت پایا جائے۔کربلا کا سانحہ اس لیے بھی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتل آپ کے نانا کے دین پر رہنے کے دعویٰ دار تھے۔ منہ پر کلمہ بھی تھا اور نماز کے وقت نمازیں بھی قائم تھیں۔لیکن ہاتھوں میں تیر و تلواریں بھی تھیں جو پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل اولاد کو قتل کر رہے تھے۔جس کے

لیے پاک نبی کریم ﷺ نے فرما رکھا تھا کہ جو آپ کے ساتھ صلح کرے گا میں بھی اس کے ساتھ صلح رکھوں گا اور جو آپ کے ساتھ دشمنی اور جنگ کرے گا میں بھی ان کے ساتھ دشمنی اور جنگ کروں گا۔ آپ کا دوست میرا دوست اور میرا دوست اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ آپ کا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

حسین منی انا من الحسین۔

''حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔''

اس جنگ میں یہ بھی خاص بات نمایاں تھی کہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو قتل کر دیا اور ان کی بہو بیٹیوں کو قید کر کے کوفہ سے شام ہزاروں میل پیدل اور بے پلان اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا اور یہ بات تاریخ کے سیاہ باب میں درج کرنے والی ہے کہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولاد شہداء کربلا کے سروں کو جسموں سے کاٹ کر شہر بہ شہر نمائش کرتے ہوئے اور جشن فتح کے ساتھ خوشی کے عالم میں سفر کرتے تھے اور انعام اور اکرام کی خاطر سبقت کرتے ہوئے بڑھ بڑھ کر ظلم کیا جاتا رہا۔ کوفہ کے دارالامارہ میں اور شام کے دارالخلافہ کے اندر امام عالی مقام کے دانت مبارک کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا اور کیا کوئی اور بھی ظلم باقی تھا جو آپ پیغمبر اسلام کے اہل خاندان کے ساتھ نہیں کیا تھا؟ اس ظلم اور ناپسندیدہ سلوک کے بعد یزید کے ہم نوا لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش اور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی مستحق ہیں؟

قرآن پاک میں تاریخ کے مطابق ظالم سے نفرت۔ قرآن حکیم نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل سابقہ امتوں کی تاریخ بیان کی ہے۔ اس زمانے کے حالات اور واقعات بیان کرنے کا بھی مقصد تھا تا کہ قیامت تک کا انسان بھی اُس زمانے کے حالات اور ظالم و مظلوم کی تاریخ سے آشنا ہو جائے۔ اس سے مظلوم اور ظالم کے پہچان اور ظلم کی وضاحت سمجھی جائے ورنہ ان کی شریعت بعد والی قوموں پر حجت نہیں ہے لیکن قیامت تک اس قرآن حکیم کے مطالعہ سے جب سابقہ الانبیاء کے قصص کا مطالعہ ہوتا ہے تو اس زمانے کے فرعون اور نمرود کے مظالم کی تاریخ پڑھنے کے بعد آج بھی ان سے

نفرت کی جاتی ہے۔ آج بھی ان کو ظالم کے لقب سے قوموں کی زبان میں محاورے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

مظلوم کی یاد میں احتجاج

آج کی دنیا میں کسی بڑے واقعہ کے ہوجانے سے اس کی یاد میں آئندہ نسلوں کو باخبر رکھنے کے لیے سالانہ اسی دن احتجاجی جلسے اور جلوس، تقریبات اور چھٹی کی صورت میں اُس دن کو منایا جاتا ہے۔ وہ اس لیے لازمی ہو گیا کہ اگر اس واقع کو بار بار دہرایا نہ گیا تو یہ واقع انسانوں کے ذہن سے مٹ جائے گا۔ اس کی مثالیں ملک کی آزادی سے لے کر مزدوروں کے موت تک موجود ہیں کہ دنیا میں ان کی یاد کے لیے جلسے وجلوس کے علاوہ، مذاکرے، ورکشاپ، اور تقریبات مجلس کی صورت میں پیش کیے جاتے ہیں۔ ملک پاکستان میں آج آزادی سے لے کر قومی ہیرو کی ولادت اور شہادت اور افواج پاکستان کے شہداء کی یاد میں ملکی سطح پر ہر قسم کے تقریبات، جلسے اور جلوس کے علاوہ اس دن کے حوالے سے اخبارات اور دیگر ذرائع سے تحریر وتقریر کا انعقاد کیا جاتا ہے تاکہ مستقبل کی نسل سے ملکی تاریخ سے باخبر رکھا جائے۔ اسی طرح اسلام نے حضرت ابراهیمؑ کی یاد میں حج اور دیگر انبیاء کی تاریخ قرآن حکیم کے ذریعے سے قیامت تک انسانوں کی رہنمائی اور عبرت کے لیے محفوظ کردی ہے۔ اس طرح ظالم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں انسان ابد سے تاریخ مرتب ہوتی جارہی ہے اور زندہ قومیں اپنے قائدین اور ہیرو کو یاد رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم اس جانب رہنمائی کرتا ہے اور تمام عمل کو مباح قرار دیتا ہے۔

القرآن

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا۝ (النساء:١٤٨)

① اللہ کسی (کی) بری بات کا بآوازِ بلند (ظاہراً وعلانیۃً) کہنا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (اسے ظالم کا ظلم

آشکار کرنے کی اجازت ہے)، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔" (ترجمہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری)

② خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علانیہ برا کہے مگر وہ جو مظلوم ہو، اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔"

(مولانا جالندھری)

③ "اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔" (مولانا شاہ احمد رضا بریلوی)

④ "اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔" (تفہیم القرآن مولانا مودودی)

⑤ "اللہ علانیہ بدگوئی کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (کہ اس کے لیے ظالم کی بدگوئی جائز ہے) اللہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔"

(تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

تفسیر ابن کثیر

قال [علي] بن أبي طلحة عن ابن عباس: لا يُحِبُّ اللهُ الجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ يقول: لا يحب الله أن يدعو أحد على أ حد، إلا أن يكون مظلوما، فإنه قد أرخص له أن يدعو على من ظلمه، وذلك قوله: إلا مَنْ ظُلِمَ وإن صبر فهو خير له.

"مظلوم کو فریاد کرنے کا حق ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کسی مسلمان کو بددعا دینا جائز نہیں، ہاں جس پر ظلم کیا گیا ہو اسے اپنے ظالم کو بددعا دینا جائز ہے اور اگر وہ

صبر کرے تو بہتر ہے۔"

وقال عبد الكريم بن مالك الجزري في هذه الآية: هو الرجل يشتمك فتشتمه، ولكن إن افترى عليك فلا تفتر عليه؛ لقوله: وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝

"عبد الکریم بن مالک جزری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ گالی دینے والے کو یعنی برا کہنے والے کو تو برا کہہ سکتے ہیں لیکن بہتان باندھنے والے پر بہتان نہیں باندھ سکتے۔ ایک اور آیت میں جو مظلوم اپنے ظالم سے اس کے ظلم کا انتقام لے اس پر کوئی موخذہ نہیں۔"

وقال أبو داود:

حدثنا القَعْنَبِيّ، حدثنا عبد العزيز بن محمد، عن العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "المُسْتَبَّانِ ما قالا فعلى البادئ منهما، ما لم يعتد المظلوم"

"حضرت ابوہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت نے فرمایا: گالیاں دینے والوں میں جو پہل کرے الزام اس پر ہے جب تک کہ مظلوم حد مساوات سے آگے نہ بڑھ جائے۔"

وقال عبدالرزاق:

أنبأنا المثنى بن الصباح، عن مجاهد في

قوله: [لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ] قال: ضاف رجل رجلا فلم يؤدّ إليه حقّ ضيافته، فلما خرج أخبر الناس، فقال: "ضفت فلانا فلم يؤدّ إليّ حق ضيافتي". فذلك الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم، حين لم يؤد الآخر إليه حق ضيافته.

''عبدالرزاق عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد کا بیان اس طرح نقل کیا کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس بطور مہمان گیا۔ میزبان نے اس کو کھانا نہیں دیا۔ مہمان نے اس کا شکوہ کیا میزبان نے اس شکایت پر اس کی گرفت کی تو آیت نازل ہوئی (۵) اللہ کسی (کی) بری بات کا بآوازِ بلند (ظاہراً وعلانیۃً) کہنا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (اسے ظالم کا ظلم آشکار کرنے کی اجازت ہے)، اور اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے، یعنی ایک مہمان کی ضیافت نہ کرنا تو اللہ تعالی کے ہاں ظلم شمار ہوتا ہے تو پھر خانوادہ نبوت ورسالت کو تین دن تک بھوکا پیاسا رکھ کر عالم مسافرت میں قتل کر دینا اور اہل حرم کو اسیر بنا لینا یقیناً اللہ تعالی کے نزدیک بہت بڑا ظلم ہے اور اس پر احتجاج کی صدا بلند کرنا، ہر اہلِ بیتِ نبوت کی اولاد اور ان سے عقیدت مند انسان کا شرعی حق ہے۔''

بابِ ہفتم

پاک نبیؐ کا فرمان:

گریہ (رونا)

"رحمت ہے اور سببِ نجات ہے۔"

رونا اور گریہ کرنا ایک فطری امر ہے جو کسی بھی حادثہ کے موقعہ پر انسان کے اندر کے جذبات اور مجروح دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ جس سے بے ساختہ انسان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور دل رنجیدہ خاطر ہو جاتا ہے اور یہ بات تو حقیقت کے عین مطابق تھی جب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بیٹے ابراہیمؑ کا وصال ہوا تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندر زخمی ہو گیا تھا اور آنکھوں سے لگا تار آنسو بہہ رہے تھے اور دل موم ہوتا گیا اس واقعہ پر صحابہ کرام نے دریافت فرمایا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا کیفیت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہماری رب ناراض ہو جائے۔ ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں لیکن یہ عجب واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ امام حسینؑ کی پیدائش مبارک ہوئی اور یہ بنو ھاشم کے خاندان میں خوشی کا مقام تھا لیکن آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی کرنے کے بجائے غم زدہ ہو گئے اور رونے لگے۔ جناب ام الفضل فرماتی ہیں کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں آپؐ باپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبرائیلؑ میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔ میں نے کہا: اس کو! آپ نے کہا ہاں اور جبرائیل نے مجھے کربلا کی سرخ مٹی لا کر دکھلائی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ابھی یہ واقعہ نمودار ہی نہیں ہوا تھا لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے باخبر کیا اور وہ تربت جو کربلا سے تھی اس کو دیکھتے ہوئے دل موم ہو گیا اور بے ساختہ گریہ شروع ہو گیا البتہ آپ نے گریہ کو رحمت قرار دیا ہے۔ جو مقصود کلام ہے۔ بہت مواقع پر آپؐ نے نے گریہ فرمایا۔ حضرت ابنِ عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھنے کو آئے عبدالرحمنؓ، سعدؓ اور عبداللہؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

''اللہ آنکھ سے رونے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتے ہیں۔''

سلمیٰ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہؓ زوجہ پیغمبر ﷺ کے پاس گئی اور وہ گریہ کر رہی میں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمانے لگی: میں نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے ان کے سر اور داڑھی مبارک مٹی سے آلودہ تھی میں عرض کیا: یہ کیا ماجرہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حسینؑ کے قتل کے وقت کربلا میں موجود تھا وہاں سے آیا ہوں (نوٹ) آپ نبی ﷺ کا شدید گریہ اور ماتم آگے آئے گا۔

قانون اور استنباط شریعت

① رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نجات کا سبب ہے۔

② آپ نبی کریم ﷺ نے خود گریہ فرمایا اور صحابہ کرام نے گریہ کیا۔

③ مردے پر گریہ کرنا ایک جائز عمل ہے۔

④ پاک نبی کریم ﷺ سے گریہ کا قولی، فعلی، عملی سنت سے ثابت ہے۔

⑤ شریعت کا دوسرا ماخذ سنت ہے اور گریہ سنت سے ثابت ہے۔

⑥ آپ نبی کریم ﷺ نے امام حسینؑ کے ولادت کے موقعہ پر اور سعد بن عبادہ کے بیماری پر گریہ فرمایا۔ جب کہ وہ ابھی زندہ تھے۔

⑦ زندہ پر گریہ کرنا اور آنسو بہانا سنت نبوی ہے۔

۸ انبیاء صابر ہوتے ہیں وہ جزع وفزع نہیں کرتے لیکن گریہ رحمت تھا خوب کیا اور امت کو گریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۹ پاک نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہؓ مدینہ کی گلیوں سے نام شہداء کا نام لے کر گریہ اور نوحہ سنا لیکن آپ کے چچا حمزہؓ سید الشہداء کا نام نہ سن کر یہ کاش ظاہر کی کہ کاش میرے چچا پر بھی گریہ اور نوحہ کرتا۔ تب انصار کے خواتین گھروں سے آ کر پاک نبی کریم ﷺ کے گھر گریہ اور نوحہ کیا۔

۱۰ گریہ کرنا رخصت اور عبادت ہے۔

متن روایات

صحیح البخاری،تفسیر روح المعانی، تفسیر مظهری عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم تَذْرِفَانِ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رضی الله عنه وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِفَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ . ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ صلی الله علیه وسلم إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلاَ نَقُولُ إِلاَّ مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ

لَمَحْزُونُونَ۔

"حضرت انسؓ کا بیان ہے۔رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے آپ نے ابراہیمؑ کو اٹھایا۔اس کو آغوش میں لیا اور پیار کیا۔اس کے بعد انسؓ کہتے ہیں ہم بھی آگئے یہ وہ وقت تھا جب حضرت ابراہم حالت نزع میں تھے۔حضور ﷺ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے ابنِ عوف یہ دل کی رحمت ہے۔اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہماری رب ناراض ہو۔اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

نوٹ:

بعض محدثین اور سیرت نگاروں نے یہ حدیث حضرت جابرؓ سے نقل کی ہے:

صحیح البخاری، صحیح مسلم۔

عَنْ عَبْدِ اللهِبْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللهِبْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنهم فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ فَقَالَ قَدْ قَضَى . قَالُوا لاَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَبَكَى النَّبِيُّ صلى الله عنيه وسلم فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ

صلى الله عليه وسلم بَكَوْا فَقَالَ أَلاَ تَسْمَعُونَ إِنَّ اللهَ لاَ يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلاَ بِحُزْنِ الْقَلْبِ.

''حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور عبداللہ بنؓ مسعود ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ ﷺ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اللہ آنکھ سے رونے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔''

صحیح مسلم، سنن ابو داود، تفسیر روح المعانی، تفسیر مظہری۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِحْدَى بَنَاتِهِ تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا أَوِ ابْنًا لَهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ارْجِعْ إِلَيْهَا فَأَخْبِرْهَا إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا ·فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا. قَالَ فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ

بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللهِقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُمِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ .

''حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک نواسے کی نزع کی حالت تھی خراٹا شروع ہوگیا تھا اسی حالت میں حضور ﷺ وہاں سے اٹھے۔آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذہ بن جبل اور میں بھی تھا پھر اس بچے کو آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا وہ دم توڑ رہا تھا جیسے مشکیزہ میں کھنکھنانے کی آواز تھی۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔حضرت سعدؓ نے عرض کیا رسول اللہؐ یہ کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ دل کی رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے۔اللہ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔''

مشکوۃ شریف

عن أم الفضل بنت الحارث اسمها لبابة العامرية امرأة العباس بن عبد المطلب وأم أكثر بنيه وهي أخت ميمونة أم المؤمنين ويقال إنها أول امرأة أسلمت بعد خديجة روت عن النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث كثيرة فمنها أنها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني رأيت حلما بضم فسكون ويضمان

ففي النهاية الحلم بضمتين وبضم فسكون ما يراه النائم منكرا بفتح الكاف المخففة أي مهولا الليلة أي البارحة قال وما هو قالت إنه شديد أي صعب سماعه قال وما هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك قطعت بصيغة المجهول وكذا قوله فوضعت في حجري بالكسر ويفتح وتقدم أن الحجر بالكسر أشهر في الحضن وبالفتح في التربية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما يكون في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في حجري كما قال رسولالله صلى الله عليه وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره وفي نسخة في حجري ثم كانت مني التفاتة أي وقعت مني ملاحظة إلى غيره فنظرت إلى جانبه فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع بفتح الهاء ويسكن أي تسيلان ماء العين للبكاء قالت فقلت يا نبي الله بأبي أنت وأمي ما لك أي ما الحال الذي يبكيك قال أتاني جبريل وفي نسخة عليه السلام فأخبرني أن أمتي أي

أمة الإجابة ستقتل ابني هذا أي ظلما فقلت أي لجبريل هذا أي ابني هذا لزيادة التأكيد قال نعم وأتاني بتربة من تربته أي من ترابه الذي يقتل به حمراء بالفتح صفة لتربة حمراء

''ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے آج رات ایک بُرا خواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئی میں نے حسینؓ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا ہے میں کسی اور طرف دیکھنے لگی اچانک رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں آئیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا حضرت جبرائیل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی میں نے کہا اس کو آپ نے کہا ہاں اور جبرائیل نے مجھے اس کی سرخ مٹی لا کر دکھلائی ہے۔''

حوالہ جات

(۱) صحیح البخاری کتاب الجنازہ باب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّا بِكَ لمحزونون صفحہ:۱۸۵۔البکاء عندالمریض:۱۸۸۔
(۲) تفسیر مظہری سورہ یوسف آیت قال یاسفی علی یوسف صفحہ مترجم:۱۲۹، ۱۳۰۔
(۳) تفسیر روح المعانی آیت مذکور۔
(۴) صحیح مسلم کتاب جنازہ باب(باب الْبُکَاءِ عَلَی الْمَیِّتِ۔) صفحہ مترجم وحید الزمان:۳۶۸،۳۶۷۔جلد:۲۔
(۵) مناقب اہلبیت کتاب مرقاۃ للفاتیح شرح مشکاۃ للصابیحم ا ملا علی القاریصفحہ:۴۵،جلد:۸۔
(۶) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات اکسٹھ:۶۱،ہجری صفحہ:۸،جلد:۲۰۰۔
(۷) مشکواۃ شریف باب جلد:۳۔مترجم مناقب اہلبیت صفحہ:۲۵۹۔
(۸) تاریخ الکامل واقعات سن اکسٹھ ہجری:۶۱،جلد:۳،صفحہ:۱۸۳۔
(۹) تاریخ احمدی صفحہ:۲۹۶
(۱۰) تاریخ دمشق باب امام حسین علیہ السلام صفحہ:۲۳۷۔جلد:۱۴۔
(۱۱) صواعق محرقہ باب حضرت فاطمہ اور امام حسین علیہما السلام کی مناقب احادیث مترجم صفحہ:۵۴۳۔
(۱۲) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی باب یزید بن معاویہ مترجم صفحہ:۳۰۴۔
(۱۳) تاریخ السلام جلد:۱،صفحہ:۵۶۰۔
(۱۴) سنن ابو داود کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت مترجم جلد:۲،صفحہ:۵۴۸۔
(۱۵) مدراج النبوت شیخ مولانا عبدالحق دہلوی جلد:۲، صفحہ:۷۷۴،باب(در ذکر اولاد کرام)قسم پنجم۔

مصیبت پر رونا جائز ہے

اور

جب حزن وملال بہت بڑھ جائے تو پھر

رونا عبادت ہے

رونا جائز ہے چونکہ پاک نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے پر خوب گریہ کیا اور فرمایا کہ رونا رحمت ہے۔

وسائل الشیعه

وعن عدة من أصحابنا ، عن سهل بن زياد ، عن جعفر بن محمد ، عن ابن القداح ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث قال : لما مات إبراهيم ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) هملت عين رسول الله (صلى الله عليه وآله) بالدموع ، ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : تدمع العين ، ويحزن القلب ، ولا نقول ما يسخط الرب، وإنا بك يا إبراهيم لمحزونون، الحديث .

محمد بن علي بن الحسين قال : قال الصادق (عليه السلام): لما مات إبراهيم

ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): حزنا عليك يا إبراهيم ، وإنالصابرون، يحزن القلب وتدمع العين ، ولا نقول ما يسخط الرب.

''ابن القداح حضرت جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب فرزند رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آنحضرت کی آنکھیں (بارش کی طرح) آنسو بہا رہی تھیں۔ پھر آپ نے فرمایا: آنکھ اشک ریز ہے اور دل غمناک ہے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہیں گے جو خدا کو ناراض کردے۔ پھر فرمایا: اے ابراھیم! ہم تیری جدائی پر اندوھناک ہیں۔''

وسائل الشیعه

قال: وقال (عليه السلام): إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) حين جاءته وفاة جعفر بن أبي طالب وزيد بن حارثة كان إذا دخل بيته كثر بكاؤه عليهما جداً ، ويقول : كانا يحدثاني ويؤنساني فذهبا جميعا.

''جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ امام سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ کو جناب جعفر طیارؓ اور زید بن حارثہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو ان پر زار و قطار روتے اور فرماتے: ''یہ دونوں مجھ سے

باتیں کرتے تھے اور مجھے مانوس رکھتے تھے (آہ) دونوں چلے گئے۔"

وسائل الشیعہ

عن عائشة قالت : لما مات إبراهيم بكى النبي (صلى الله عليه واله) حتى جرت دموعه على لحيته ، فقيل : يا رسول الله ، تنهى عن البكاء وأنت تبكي ؟! فقال : ليس هذا بكاء ، وإنما هذه رحمة ، ومن لا يرحم لا يرحم .

"حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت اس قدر روئے کہ ریش مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہؐ آپ ہمیں تو روکتے ہیں اور خود اس قدر روتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا' یہ رونا نہیں ہے یہ تو رحمت ہے۔ اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔"

وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد (۲) باب:۸۷۔ صفحہ: ۳۱۱ تا ۳۱۲۔ تألیف الفقیہ المحدث الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی: ۵۴

میت پر گریہ کرنا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک جائز اور مخالف احادیث غلط ہیں

(راویانِ احادیث نے قرآن کے خلاف احادیث گھڑی ہیں)

کتب احادیث کے مطالعہ سے یہ بات صراحت سے عیاں ہوتی ہے کہ صدی اول میں احادیث کو جمع کرنے کا کوئی مناسب طریقہ وضع نہیں کیا گیا تھا اور دوسری صدی میں جو احادیث جمع کرنے کا اہتمام ہوا وہ بھی انفرادی حیثیت سے کام کیا گیا تھا۔ اس وقت تک

احادیث پر خاطر خواہ کام نہ ہونے کی بنا پر بہت سے احادیث جعلی اور فرضی شامل ہو کر جمع ہو گئی تھیں۔ دوسری جانب آمریت کی حکومتوں نے اپنے مطلب کے لیے بھی بہت کام دیکھایا۔ جس کی مثال ابوعبدالرحمن بن شعیب النسائی کی شام کے دارالحکومت میں ان کے مرضی کی احادیث بیان نہ کرنے کی بنا پر سخت تشدد ہوا۔ جس کی بنا پر شام سے جیسے ہی واپس آئے تو راستہ میں شہادت واقعہ ہو گئی تھی۔ وجہ شہادت یہ تھی کہ جو آمریت کے لیے جعلی احادیث وضع نہ کرنے کی بنا پر موت کے منہ جا پہنچے۔ اس میں سیاسی مضمرات کے ساتھ ساتھ روایانِ احادیث نے بھی خوب کمال دکھایا۔ اکثریت لوگوں کو احادیث کے ناسخ اور منسوخ کا بھی علم نہ تھا۔ جس کی بنا پر احادیث میں تناقص پایا جاتا ہے اور پھر آخر زمانہ کے نفرتوں اور دشمنیوں نے بھی خوب رنگ بھرا کہ وارثین دین موجود ہیں لیکن ان سے استفادہ کرنے سے گریز کیا۔ شاید حکومتی پابندیوں یا خوف بھی پاک نبی کریم کے جانشین سے علم حاصل کرنے سے اجتناب ہوتا رہا۔ بہر حال کوئی وجہ تھی جس کی بنا پر ذخیرہ احادیث جمع ہو گیا مگر تناقص احادیث کی کثرت پائی جاتی ہے

اب احادیث کی روشنی سے حلال اور حرام میں امتیاز کرنا ہر شخص کے بس میں نہیں ہے۔ اس کی مثالیں یہ باب ہے جس میں قرآن کا دعوی ہے کہ ایک شخص کا بوجھ وہ خود ہی اٹھائے گا کوئی دوسرا ذمہ دار نہیں ہے لیکن احادیث کا ایک حصہ ہے کہ گھر والوں کے رونے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے اور دوسری جانب حضرت عائشہؓ اور بہت سے صحابہ کی روایات ہیں کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے جو اہل خانہ کے عمل سے مردہ پر اثر انداز ہوگا؛ البتہ احادیث کی منشا یہ تھی کہ ایک طرف مردہ پر عذاب ہو رہا ہے اور دوسری جانب اس کے ورثا ان پر رو رہیں تھے جبکہ یہ واقعہ اس طرح بھی پیش آیا کہ آپ نبی ﷺ ایک قبرستان سے گذر رہے تھے تو ایک یہودی پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب دیا جا رہا ہے جبکہ اس کے گھر والے اس پر گریا کر رہے تھے۔ حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس

پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک یہودی کی قبر سے گذرے جب کہ اس پر رویا جا رہا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا: اس کی میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رو رہے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ نبی کریم ﷺ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت فرمائی تو خود بھی خوب دل بھر کر ماں سے باتیں بھی کی اور گریہ بھی فرمایا۔ بلکہ آپ کو دیکھتے ہوئے صحابہ کرام نے خوب آنسو بہائے۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم نے ماں کی قبر کی زیارت فرمائی آپ نے گریہ کیا جو وہاں موجود تھے ان سب نے بھی گرایا کیا تھا، پھر فرمایا: میں نے آپ کے لیے استغفار کی کوشش کی ابھی تک اجازت نہیں ملی البتہ زیارت کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تو قبولیت ہوئی قبروں کی زیارت سے موت یاد رہتی ہے۔

لیکن پاک نبی کریم ﷺ نے رونے کو اللہ تعالیٰ کی رضا قرار دیا: خود بھی بہت مرتبہ آنسو بہائے اور ساتھ صحابہ کرام نے بھی گریہ کیا۔ جو روایات سے عیاں ہے۔

قانون

آپ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ، اور پیاری ماں کی قبر پر گریہ فرمایا اسکے علاوہ اکثر بزرگ صحابہ کی وفات پر بالخصوص حضرت حمزہؓ چچا اور حضرات جعفر طیارؓ کی شہادت پر خوب گریہ کیا اور حکم فرمایا کہ دل مغموم ہے آنکھوں سے آنسو ہیں۔ البتہ زمانہ جاہلیت کے بتوں کے نام گریہ کرنے کی پابندی قرار دی جاتی ہے۔ جبکہ انسان کا رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا کی امید ہے۔

نوٹ:

تناقص احادیث کثرت سے ہر مناقب و فقہ کے ہر باب میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی بہتر جانچ پڑتال اہل علم و مخبر احادیث کے علاوہ مجتہد عظام ہی سے ممکن ہے۔

متن روایات

سنن النسائی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ وَهِلَ إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى قَبْرٍ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ يَبْكُونَ عَلَيْهِ . ثُمَّ قَرَأَتْ (وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى.

''حضرت ابن عمرؓ پاک نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اس پر راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھی جب کہ یہ بات آپ نے ایک یہودی کی قبر پر کہی تھی کہ میت پر عذاب ہو رہا ہے جب کہ گھر والے اس پر آہ و بکا کر رہے ہیں اور پھر اس آیت کو پڑھا (أَلاَّ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) کہ کوئی شخص دوسروں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔''

سنن النسائی، صحیح البخاری۔صحیح مسلم،سنن البیھقی، موطاامام مالك

عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللهِبْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللهُ لأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ

يَكْذِبْ وَلَكِنْ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِصلى الله عليه وسلم عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكَى عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ

"حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک یہودی کے قبر سے گذرے جب کہ اس پر رویا جارہا تھا۔ تب آپ نے فرمایا: کی میت پر عذابِ قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رو رہے ہیں۔" (حدیث صحیح ہے)

سنن الترمذی۔سنن البیہقی

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَرْحَمُهُ اللهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ وَهِمَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِرَجُلٍ مَاتَ يَهُودِيًّا إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ

عَلَيْهِ . قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.

''حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اس پر راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن عمر پر رحم کرے انہوں نے جھوٹ نہیں بولا البتہ شاید ان کو وہم ہو گیا ہے۔ یہ بات آپ نے ایک یہودی کے مرنے پر کہی تھی اور فرمایا تھا کہ میت پر عذاب ہو رہا ہے جب کہ گھر والے اس پر آہ و بکا کر رہے ہیں۔''

صحیح الترمذی

عن عمره أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ غَفَرَ اللهُ لأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكَى عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا . قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

''حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنا ہے حضرت

عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابنِ عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابنِ عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک یہودی کی قبر سے گذرے جب کہ اس پر رویا جارہا تھا۔ تب آپ نے فرمایا: اس کی میت پر عذاب قبر ہورہا ہے جبکہ زندہ اس پر رو رہے ہیں۔" (حدیث صحیح ہے)

سنن النسائی، صحیح البخاری، سنن البیہقی، صحیح مسلم،

سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ لَمَّا هَلَكَتْ أُمُّ أَبَانَ حَضَرْتُ مَعَ النَّاسِ فَجَلَسْتُ بَيْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ فَبَكَيْنَ النِّسَاءُ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَلاَ تَنْهَى هَؤُلاَءِ عَنِ الْبُكَاءِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ رَأَى رَكْبًا تَحْتَ شَجَرَةٍ فَقَالَ انْظُرْ مَنِ الرَّكْبُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا صُهَيْبٌ وَأَهْلُهُ. فَقَالَ عَلَيَّ بِصُهَيْبٍ. فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ

أُصِيبَ عُمَرُ فَجَلَسَ صُهَيْبٌ يَبْكِي عِنْدَهُ يَقُولُ وَاأُخَيَّاهُ وَاأُخَيَّاهُ. فَقَالَ عُمَرُ يَا صُهَيْبُ لاَ تَبْكِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ ۔ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ أَمَا وَاللهِ مَا تُحَدِّثُونَ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَاذِبَيْنِ مُكَذَّبَيْنِ وَلَكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ لَمَا يَشْفِيكُمْ (أَلاَّ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ۔ إِنَّ اللهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.

''حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے۔ جب ام ابان مر گئیں تو میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ عورتیں رو رہی تھیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تم ان کو منع کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ پاک نبی کریم ﷺ فرماتے ہوئے سنا ہے آپ نے فرمایا: مردے کے گھر والوں کے رونے سے اس پر عذاب ہوتا ہے۔ اس پر عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ ایک بار میں حضرت عمرؓ کے ساتھ نکلا۔ جب بیداء میں پہنچے۔ کچھ سواروں کو درخت کے تلے دیکھا۔ مجھ سے کہا: دیکھو یہ صہیب اور ان کے گھر والے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرے پاس لے آو۔''

جب صہیب اور ہم مدینہ پہنچے تو حضرت عمرؓ زخمی کیے گئے، صہیب ان کے پاس رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست، حضرت عمرؓ نے کہا مت رو اس لیے کہ میں نے پاک نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں اس کے گھر کے رونے والوں سے مردے کو عذاب ہوتا ہے۔ اس پر ابن عباسؓ نے کہا: میں نے یہ بات حضرت عائشہؓ سے۔ بیان کی انہوں نے کہا قسم خدا کی تم حدیث کو جھوٹ اور جھٹلانے والوں سے روایت نہیں کرتے ان کو سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن حکیم میں وہ بات موجود ہے جس سے تمہاری تسلی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (أَلاَّ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى) کہ ایک بندے کا بوجھ دوسرا آدمی بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کو عذاب زیادہ کریگا۔ ان کے گھر کے رونے والوں سے ہے۔

پاک پیغمبر ﷺ نے ماں کے قبر کی زیارت فرمائی خود بھی گریہ کیا اور صحابہ سے گریہ کرایا۔

سنن النسائی، صحیح مسلم،، سنن ابن ماجه، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، سنن البیهقی

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ وَأَبُو الْفَضْلِ: الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْفَرَّاءُ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُنَيْنٍ: يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي،

وَاسْتَأْذَنْتُهُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ .

''حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم نے ماں کی قبر کی زیارت فرمائی: آپ نے گریہ کیا جو وہاں موجود تھے ان سب نے بھی گریہ کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے آپ کے لیے استغفار کی کوشش کی ابھی تک اجازت نہیں ملی البتہ زیارت کے لیے اللہ تعالی سے درخواست کی تو قبول ہوئی اس طرح قبروں کی زیارت سے موت یاد رہتی ہے۔''

سنن البیہقی

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ : عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : نَعَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم جَعْفَرًا وَزَيدَ بْنَ حَارِثَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ رَوَاحَةَ نَعَاهُمْ قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ نَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ. [ت] وَقَدْ رُوِّينَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: شَهِدْنَا ابْنَةً لِرَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَرَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ

تَدْمَعَانِ.(٤١٤)(؟)

''انس بن مالک روایت بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کو جعفر طیار، زید بن حارث، اور عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر آپ تک پہنچی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دوسری روایت جو بخاری میں انس بن مالک سے ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے جب ان کی ایک بیٹی کی وفات ہوئی تو آپ قبر پر بیٹھے تھے اور آنکھوں میں آنسو متواتر جاری تھے۔''

سنن البیهقی ،سیرت ابن ہشام،سیرت ابن اسحاق،تاریخ طبری،تاریخ کامل،تاریخ البدایه والنهایه،طبقات ابن سعد

وَقَدْ قِيلَ عَنْ أُسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ: مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : رَجَعَ رَسُولُ اللهِصلى الله عليه وسلم يَوْمَ أُحُدٍ فَسَمِعَ نِسَاءَ بَنِي عَبْدِ الأَشْهَلِ يَبْكِينَ عَلَى هَلْكَاهُنَّ فَقَالَ: لَكِنَّ حَمْزَةَ لاَ بَوَاكِيَ لَهُ . فَجِئْنَ نِسَاءُ الأَنْصَارِ فَبَكَيْنَ عَلَى حَمْزَةَ عِنْدَهُ وَرَقَدَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُنَّ يَبْكِينَ(٤١١،١٢)(؟)

''حضرت حمزہ کی شہادت اور واپسی مدینہ پر آپ ﷺ نے جب مدینہ کی خواتین کی زبان اور عمل سے گریہ اور نوحہ ہو رہا تھا

اس میں حضرت حمزہؓ کے محاسن بیان نہیں ہو رہے تھے تب آپ
نے از روئے تعجب یہ جملہ فرمایا کہ کاش میرے چچا حضرت حمزہؓ
پر بھی کوئی گریہ اور آنسو بہانے والا ہوتا۔ تب انصار نے اپنی
خواتین کو لے کر آپ کے گھر میں گریہ کیا، جب کہ اس وقت آپ
آرام فرما رہے تھے اور یہ گریہ اس وقت جاری رہا جب تک آپ
جاگے نہیں اور الوادع کا حکم نہیں کیا اور دعائے خیر نہیں دی تھی۔"

حوالہ جات

(۱) صحیح البخاری کتاب الجنائزہ باب رونا، اور عذاب، رحمت، جلد:۵ صفحہ:۱۵۶، ۱۷۷، ۱۸۸ تا ۱۹۳۔

(۲) صحیح مسلم کتاب الجنائزہ مترجم جلد:۲، صفحہ:۳۷۶، ۳۶۸۔

(۳) جامع الترمذی کتاب الجنائزہ باب الرخصت فی البکاء علی للیت مترجم جلد:۱، صفحہ:۳۷۱۔

(۴) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب النیاحۃ علی المیت۔ مترجم جلد:۱، صفحہ:۶۶۱، ۶۱۷ تا ۶۶۲۔

(۵) سنن ابو دود کتاب الجنائزہ جلد:۳، صفحہ:۱۹۳۔

(۶) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ باب البکاء علی للیت جلد:۵، صفحہ:۱۴۸، ۱۴۵۔

(۷) سنن البیہقی کتاب الجنائزہ جلد:۲، صفحہ:۴۱۵، ۴۵۷۔

(۸) سنن دار قطنی کتاب الجنائزہ جلد() صفحہ()

(۹) موطا امام مالک کتاب الجنائزہ باب النَّهيِ عَنْ الْبُكَاءِ عَلَى لِلْيِتِ جلد:۲ صفحہ:۳۲۹۔

(۱۰) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب زائرات کتاب الجنائزہ۔

(۱۱) صحیح مسلم باب زائرات کتاب الجنائزہ۔

(۱۲) تاریخ طبری۔

(۱۳) تاریخ کامل۔

(۱۴) تاریخ البدایہ والنہایہ۔

(۱۵) سیرت ابن ہشام۔

(۱۶) طبقات ابن سعد تمام کتب کا باب غزوہ احد پاک نبی کا پہاڑ سے واپسی اور مدینہ میں آمد کے موقعہ پر حکم فرمانا حمزہ چچا پر رویا جائے۔

باب ہشتم

- بلند آواز سے گریہ (آہ وبکاء) کرنا سنت یعقوبؑ ہے۔

- شدید گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے۔

- کثرت گریہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی گئی اور کمر بھی خمیدہ ہوگئی۔

- حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ پر اسی (۸۰) سال تک جزع وفزع کیا، جبکہ یوسفؑ زندہ تھے، اور آپؑ کے علم میں تھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل ونسب سے تھے۔ آپ کی پشنگوئی بھی وحی تھی جس طرح ایک نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے آپ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور والد صاحب کو سنایا کہ بابا جان میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ گیارے ستارے ایک سورج اور ایک چاند مجھے سجدہ کر رہے تھے۔ جناب یعقوبؑ نے فرمایا: بیٹا اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مرتبہ دے گا اور آپ کو نبوت کے لیے منتخب کرے گا۔

جب یہ خبر آپ کی دوسری اولاد کو ہوئی۔ پس انہوں نے بھائی یوسفؑ کے مقام و مرتبہ کا حسد کیا۔ اس کے بعد جناب یوسفؑ کے بھائیوں نے ان کو ٹھکانے لگانے کے لیے کنویں میں ڈال دیا۔ اس کاروائی کی بنا پر جناب یعقوبؑ پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کی یوسفؑ کے غم میں آنکھوں کی بصارت اور جسم کی طاقت زائل ہوگی اور آپ بلند آواز سے ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں۔ سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے (بیٹے) وہ بولے: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسفؑ (ہی) کو یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اس پر جو مفسرین نے بحث کی ہے وہ یہ کہ آپ نے یوسفؑ پر شدید گریہ کیا اور اس غم اور درد میں آپ کی بصارت چلی گی تھی۔

دوسری جانب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی چند ایسے ہی واقعات بھی ملتے ہیں۔ ان میں ایک امام عالی مقام حسین علیہ السلام کا پیدائش ہے۔ ہے راویہ جناب ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گئی۔ میں نے حسینؑ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔ میں کسی اور طرف دیکھنے لگی۔ اچانک رسول اللہؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں ؟ فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی میں نے کہا: اس کو آپ نے کہا: ہاں۔ جبرائیل علیہ السلام اور اس نے مجھے اس کی سرخ مٹی لا کر دکھلائی ہے۔

غم کا سال

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیٹا کی جدائی پر اسی (۸۰) سال تک گریہ کیا، جب کہ اس سے ملنے کی توقع تھی۔ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو عظیم المرتبت شخصیات کی جدائی جناب حضرت ابوطالبؑ اور جناب حضرت خدیجہ الکبریٰؑ کی وفات حسرت آیات پر ایک سال غم قرار دیا اور اس عرصہ میں آپ کے اور خاندان کے آنکھوں سے آنسو خشک نہیں ہوئے تھے۔ تاریخ کے ورق نے اس کو عام الحزن لکھا اور قرار دیا کہ یہ پیغمبر اسلام پر مصاحب کا سال تھا جبکہ حقیقت سے مکہ میں تین سال عظیم مصاحب سے گذارنا پڑا حتی کہ مکہ کو خیر باد کہا گیا اور مدینہ آ کر کچھ سکھ کا سانس لیا۔ اس طرح غم میں دونوں انبیاء کرام کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ (حوالہ جات آگے آئیں گے)

درسِ عبرت

اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ایک جانب جناب یعقوبؑ دوسری جانب امام الانبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ حضرت یوسفؑ کے خواب کی تعبیر آپ یعقوب علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ تعبیر خواب کی منشا کیا ہے۔ دوسری جانب جبرائیل امین نے شہادت حسینؑ کی خبر سنائی جس کا اطلاق مستقبل میں ہے۔ تیسرا پہلو کہ یوسفؑ اور حسینؑ زندہ ہیں اور ملاقات یقینی ہے۔ چوتھا پہلو کہ یعقوبؑ ایک زندہ شخص یوسفؑ نبی پر دوسری جانب پاک نبیؐ، امام آمدہ شہادت پر سخت گریہ کرتے ہیں۔ پانچواں پہلو یہ کہ آپ دونوں انبیاء کرام

اس جزع اور گریہ کے عالم میں شکوہ کرنے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کہتے ہیں۔

واقعات کے اثرات

اولاد کی جدائی اور موت پر بلند آواز سے جزع اور گریہ کے ساتھ شکوہ کرنا اور اللہ تعالیٰ سے رضا حاصل کرنا سنت الانبیاء ہے جبکہ یعقوب علیہ السلام آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوئے۔ اس کے ساتھ جسم کی لاغری اور بیماری نے ایسا اثر دیکھایا نہ کھانے و پینے اور نہ آرام وچین میں سکون رہا۔ اس طرح پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک زندہ اور موجود تھے وہ جب بھی امام حسینؑ کو دیکھتے تو اُن کی بے چینی اور بے قراری بڑھ جاتی اور آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے۔ یہ حال قبر میں بھی رہا۔ ادھر شہادت امام عالی مقام اُدھر آپ کربلا میں شہداء کا خون ریت سے چن رہے تھے۔

سلمیٰ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہؓ زوجہ پیغمبر کے پاس گئی اور وہ گریہ کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے رولایا ہے؟ فرمانے لگی: میں نے پاک نبی کریمؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ ان کے سر اور داڑھی مبارک مٹی سے آلودہ تھی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا ماجرہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حسینؑ کے قتل کے وقت کربلا میں موجود تھا۔ وہاں سے آیا ہوں۔ اب مترجمین اور مفسرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ
كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ۝۴

''(وہ قصہ یوں ہے) جب یوسف (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے والد گرامی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا ہے وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔'' (یوسف:۴)

قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا
لَكَ كَيْدًا ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵

(یوسف:۴)

''انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی پُرفریب چال چلیں گے۔ بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

(ترجمہ پروفیسر طاہر قادری)

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيْلِ الْأَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلٰٓى أَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْحٰقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (یوسف:٦)

''اسی طرح تمہارا رب تمہیں (بزرگی کے لئے) منتخب فرمالے گا اور تمہیں باتوں کے انجام تک پہنچنا (یعنی خوابوں کی تعبیر کا علم) سکھائے گا اور تم پر اور اولادِ یعقوبؑ پر اپنی نعمت تمام فرمائے گا جیسا کہ اس نے اس سے قبل تمہارے دونوں باپ (یعنی پردادا اور دادا) ابراہیمؑ اور اسحاقؑ پر تمام فرمائی تھی۔ بیشک تمہارا رب خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔''

اس کے بعد یوسفؑ والد سے جدا ہو گئے اور ملک مصر میں پہنچ گئے۔ اس جدائی پر حضرت یعقوب علیہ السلام برداشت نہ کر سکے جبکہ ایمان قوی تھا کہ یوسفؑ زندہ ہے اور اس سے ایک دن ملاقات ہوگی، لیکن اس شدید غم میں آپؑ کی بصارت چلی گئی اور فرماتے تھے: یعقوبؑ کا یوسفؑ پر آہ بکا ہائے افسوس کہنا یہ ندبہ اور جزع وفزع تھی جس سے بینا ضائع ہو گئی۔

شدید ترین گریہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر شدید حزن اور غم تھا اور وہ اس کا اظہار بلند آواز سے کرتے تھے۔ انسان کا یہ دستور ہر زمانے میں رہا

ہے کہ جب کوئی بڑا حادثہ واقعہ ہوتا ہے تو پھر آپے سے باہر ہو کر بلند آواز سے نوحہ اور بکاء کرتا ہے۔ جس میں منہ سے ہائے ہائے کے الفاظ کا اجراء ہوتا ہے اور غم کے علاوہ شدید بیماری کی بنا پر دل سے ہائے ہائے اور اُف اُف کے الفاظ بلند ہوتے ہیں اور شدید بیماری اور غم والم کی بنا پر ہونا فطری عمل ہے لہٰذا حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کا نام لے کر بین کرتے تھے اور اس بلند کیفیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر محمل کرتے تھے۔ مولانا جالندھری نے یوں ترجمہ کیا:

> ''پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسفؑ (ہائے افسوس) اور رنج والم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا۔''

مولانا اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے:

> ''اور ان سے دوسرے طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے۔''

پروفیسر طاہر القادری نے اس ترجمہ کو یوں رقم کرتے ہیں:

> ''اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔''

علامہ نجفی یوں ترجمہ کرتے ہیں:

> ''ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسفؑ (ہائے یوسفؑ) رنج وغم (کی شدت) سے (رو رو کر) ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ (باوجود مصیبت زدہ ہونے) کے بڑے ضبط کرنے والے اور خاموش تھے۔''

اور یہی فرمان نبی کریمؐ کا اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی وفات پر تھا تو فرمایا:

آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات
نہیں کہتے جس سے ہمارے رب ناراض ہوا ہے ابراہیم تیری
جدائی سے غمگین ہیں۔"

لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کی جب لاشہ کو دیکھا تو شدت غم کی وجہ سے غش کھا گئے اور فرمایا: میں آج عظیم مصیبت زدہ ہوں۔

قانون

① حضرت یعقوبؑ نبی معصوم ہیں اور یوسفؑ کی زندہ کی خبر رکھتے تھے اور ملاقات بھی یقینی تھی لیکن جدائی یوسفؑ کو برداشت نہ کر سکے اور اسی (۸۰) سال تک گریہ کیا۔ جس کی بنا پر بینائی ختم ہوگئی اور کمر کبڑی ہوگئی۔

② اگر ایک نبی معصوم بیٹے کے غم پر صبر نہ کر سکے تو کیا ایک غیر معصوم سے صبر کی توقع رکھی جاسکتی ہے؟

③ انبیاء کا عمل حجت ہے تو اس پر چلنے سے اتباع حجت ہے۔

④ جزع فزع اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی لیے کی جائے تو مدح ہے اگر شر کے لیے کی جائے تو قابلِ مذمت اور ناجائز ہے۔

⑤ اگر جزع فزع سے مراد بلند آواز سے چیخ مار کر ہائے ہائے کر کے گریہ کرنے کا نام ہے تو حضرت یعقوب نبی پیش پیش تھے۔

⑥ اگر منہ کو پیٹ لینے کا نام جزع فزع میں حضرت سارہ زوجہ ابراھیم علیہ السلام اور نبی کریمؐ کی ازواج مطہرات کا عمل جنہوں نے منہ اور سینہ کو پیٹ لیا تھا وہ کس طرح دین کی مفسرہ قرار پاسکتی ہیں؟

اس پر قرآن حکیم کے مترجمین نے کیا ترجمہ کیا ہے تحریر کیا جاتا ہے:

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ
عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝ (یوسف:۸۴)

① ''اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں سو وہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔''

(پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قادری)

② ''پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسفؑ (ہائے افسوس) اور رنج و الم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا۔''

(مولانا جالندھری)

③ اور ان سے منہ پھیرا (ف ۱۹۳) اور کہا: ہائے افسوس! یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہوگئیں (ف ۱۹۴) وہ غصہ کھاتا رہا۔'' (مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی)

④ ''پھر ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے یوسفؑ! ان کی آنکھیں بوجہ رنج و غم کے سفید ہو چکی تھیں اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔'' (مولانا محمد جوناگڑھی)

⑤ ''اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسفؑ افسوس اور غم سے (روتے روتے) ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے۔''

(مولانا اشرف علی تھانوی)

⑥ ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسفؑ (ہائے یوسف) رنج و غم (کی شدت) سے (رو رو کر) ان کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں اور وہ (باوجود مصیبت زدہ ہونے) کے بڑے ضبط کرنے والے اور خاموش تھے۔

(تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

(۷) ''اور یعقوبؑ نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسفؑ اور ان

کی آنکھیں (روتے روتے) غم سے سفید پڑ گئیں اور وہ گھٹے جا رہے تھے۔'' (مولانا شیخ محسن علی نجفی)

(۸) ''اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے، ہائے افسوس یوسفؑ پر اور غم واندوہ کی وجہ سے اُس کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں، پس وہ غصہ کو بہت پینے والا تھا۔''

(سید امداد حسین کاظمی)

اس موضوع پر جو مفسرین کی آراء درج کی جاتی ہیں۔

تفسیر الخازن

[وابيضت عيناه من الحزن] أي عمي من شدة الحزن على يوسف قال مقاتل لم يبصر شيئاً ست سنين ، وقيل : إنه ضعف بصره من كثرة البكاء وذلك أن الدمع يكثر عند غلبة البكاء فتصير العين كأنها بيضاء من ذلك الماء الخارج من العين.

[وابيضت عيناه من الحزن] بصارت کا زائل ہونا یوسفؑ پر شدید آنسو بہانے سے ہوا تھا۔ صاحب مقاتل کہتے ہیں کہ سات سال سے بصارت سے محروم نہیں ہوئے تھے البتہ کہا جاتا ہے کہ بصارت کا چلے جانا کثرت آہ بکاء سے تھا جو کہ آنسو کے غلبہ بکاء کی وجہ سے پانی بہہ جانے سے تھا۔ اس طرح آنکھیں پانی کے خارج ہونے سے سفید ہوگئی تھیں۔''

تفسیر ابن عشور

ولمّا كان التولّي يقتضي الاختلاء بنفسه ذكر من أحواله تجدد أسفه على يوسف

عليه السلام فقال: [يا أسفى على يوسف]
والأسف؛ أشد الحزن ، أسِف كحزن .

''حضرت یعقوب علیہ اسلام جو یوسف علیہ السلام پر گریہ کی کیفیت یہ تھی۔ اسف سے مراد شدید غم ہے۔''

سیدطنطاوی

[وتولى عَنۡهُمۡ وَقَالَ ياأسفى عَلَى يُوسُفَ
وابيضت عَيۡنَاهُ مِنَ الحزن فَهُوَ كَظِيمٌ].
وقوله [ياأسفى] من الأسف وهو أشد الحزن
والتحسر على ما فات من أحداث . يقال :
أسف فلان على كذا يأسف أسفا ، إذا
حزن حزناً شديداً.

''اسف سے مراد شدید غم اور حسرت ہے اس موقعہ پر جب کسی حادثہ سے کوئی چیز ضیاع ہوتی ہے تب کہا جاتا ہے ہائے میرے فلاں اس طرح آ دا ئیگی کو شدید حزن کہتے ہیں۔''

تفسیر کبیرالرازی

ثم قال تعالى: [عَلَى يُوسُفَ وابيضت عَيۡنَاهُ
مِنَ الحزن] وفيه وجهان :الوجه الأول : أنه
لما قال يا أسفى على يوسف غلبه البكاء ،
وعند غلبة البكاء يكثر الماء في العين
فتصير العين كأنها ابيضت من بياض ذلك
الماء وقوله: [وابيضت عَيۡنَاهُ مِنَ الحزن]
كناية عن غلبة البكاء ، والدليل على صحة
هذا القول أن تأثير الحزن في غلبة البكاء

لا في حصول العمى فلو حملنا الابيضاض على غلبة البكاء كان هذا التعليل حسناً ولو حملناه على العمى لم يحسن هذا التعليل ، فكان ما ذكرناه أولى وهذا للتفسير مع الدليل رواه الواحدي في البسيط عن ابن عباس رضي الله عنهما.

والوجه الثاني: أن المراد هو العمى قال مقاتل : لم يبصر بهما ست سنين حتى كشف الله تعالى عنه بقميص يوسف عليه السلام وهو قوله: [فَأَلْقُوهُ على وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا].

''حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنائی ضائع ہونے کی دو وجوہ ہیں۔ ایک وجہ کہ آپ حضرت یوسفؑ پر ہائے یوسف! ہائے یوسف! کہہ کر گریہ شدید اور کثرت سے کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آنکھوں سے پانی ضائع ہونے سے سفید ہوگئی تھیں اور یہ کثرت البکاء کنایہ ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ حزن کی تاثیر گریہ کا غلبہ ہے اور نہ کہ اندھا ہونے کا کوئی اور سبب ہے اور یہ غلبہ گریہ کی حسن تحویل ہے۔ اگر اس کو اندھے پر حمل کریں تو اس طرح اس کی تعلیل مستحسن نہیں ہوگئی۔ پس ہم نے اپنی تفسیر میں دلیل کے ساتھ پہلے بیان کر دیا ہے۔ اس طرح صاحب واحدی نے بسیط میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔''

''دوسری وجہ۔ اس سے مراد ان کا اندھا پن ہے جیسے صاحب مقاتل نے کہا ہے سات سال تک بینائی نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے

آنکھوں کی بینائی حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض کے وسیلے
کے ساتھ لوٹا دیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جب قمیض آنکھوں پر
رکھی تو اندھاپن بصیرت میں بدل گیا۔"

تفسیر طبری

القول في تأويل قوله تعالى: [وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ.

قال أبو جعفر: يعني تعالى ذكره، بقوله: (وتولى عنهم) ، وأعرض عنهم يعقوب (وقال يا أسفا على يوسف)، يعني: يا حَزَنا عليه. يقال: إن"الأسف" هو أشدُّ الحزن والتندم. يقال منه": أسِفْتُ على كذا آسَفُ عليه أسَفًا".

"اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سو وہ غم کو ضبط کیے ہوئے تھے، اس کیفیت کو دیکھتے ہوئے بیٹے کہنے لگے ۔ قال أبو جعفر: يعني تعالى ذكره، بقوله:(وتولى عنهم)، وأعرض عنهم يعقوب وقال يا أسفا على يوسف)، اس کا مطلب حزن شدید ہے۔ اسف وہ ہے جس میں شدید گریہ اور غم پایا جائے اس سے کہا جاتا ہے ہائے یوسفؑ ہائے یوسفؑ،

عن ابن عباس ، قوله:(وتولى عنهم وقال يا أسفا على يوسف)، يقول: يا حزني على يوسف.

والابيضاض قيل إنه كناية عن العمى فيكون قد ذهب بصره عليه السلام بالكلية واستظهره أبو حيان لقوله تعالى: [فارتد بصيراً] (يوسف:٩٦) وهو يقابل بالأعمى ، وقيل : ليس كناية عن ذلك

”[وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ ۔آنکھوں کی بنائی چلے جانا یہ حقیقتاً بکاء کا سبب ہے۔ یہ آہ و بکاء کی وجہ سے جناب یعقوبؑ کی آنکھوں کی بینائی کالا پن سے سفید پن ہوگیا تھا۔اس سبب گریہ سے اس کا ظہور ہوا تھا۔بعض کہتے ہیں: آپ کی بینائی مکمل ضائع ہوچکی تھی البتہ سفید ہونا کنایہ بینائی کا چلے جانے کا اور جب بینائی پلٹی تو وہ مقابل اندھے کی تھی۔بعض کہتے ہیں: یہ اصل واقعہ تھا کنایا نہیں تھا۔“

وابن جرير وأبو الشيخ عنه قال: كان منذ خرج يوسف من عند يعقوب عليهما السلام إلى يوم رجع ثمانون سنة لم يفارق الحزن قلبه ودموعه تجري على خديه ولم يزل يبكي حتى ذهب بصره.

”جناب یوسف جب باپ یعقوب علیہما السلام سے جدا ہوئے اسی (٨٠) سال بعد پلٹے لیکن دل سے غم جدا نہیں ہوا اور پلکوں سے آنسو جاری رہے یہاں تک بصارت چلی گی۔“

وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب

''ابنِ عباسؓ کے مطابق میرا گریہ یوسفؑ پر ہے۔''

عن مجاهد:(يا أسفا على يوسف) ، يا جَزَعاه حزنًا.

''مجاہد کے مطابق یا أسفا علی یوسف جزع اور گریہ ہے۔''

حدثنا أبو كريب قال، حدثنا وكيع وحدثنا ابن وكيع قال، حدثنا أبي=، عن أبي حجيرة، عن الضحاك:(يا أسفا على يوسف) ، قال: يا حَزَنًا على يوسف.

''ہائے میرا گریہ یوسفؑ پر ہے۔''

تفسیر روح المعانی

[وَتَوَلَّى] أي أعرض [عَنْهُمْ] كراهة لما جاؤا به [وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ] الأسف أشد الحزن على ما فات ، والظاهر أنه عليه السلام أضافه إلى نفسه.

''اسفٰی سے مراد اشد گریہ ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی چیز چھن جائے (یوسفؑ سے کھو جانے سے) اس سے آپ یعقوب علیہ السلام مراد ہے جو گریہ کی اضافت ان کے نفس کی طرف ہے۔''

[وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ] أي بسببه وهو في الحقيقة سبب للبكاء والبكاء سبب لابيضاض عينه فإن العبرة إذا كثرت محقت سواد العين وقلبته إلى بياض كدر فأقيم سبب السبب مقامه لظهوره،

يخشع ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

''حضرت انس ؓ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہؐ آپ رو رہے ہیں؟ اے ابن عوف یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کچھ نہیں کہتے جو مخالف رضا ہو، اے بیٹے ابراہیم آپ کی جدائی سے دل غم زدہ ہے۔''

تفسیر کشاف ذمخشری

[وتولى عَنْهُمْ] وأعرض عنهم كراهة لما جاؤا به [يا أسفى] أضاف الأسف وهو أشدّ الحزن والحسرة إلى نفسه.

''ہائے ہائے یہ انداز الاسف شدید گریہ اور افسوس کرنا نفس کی جانب تھا۔''

تفسیر درمنثور سیوطی

وأخرج أبو عبيد وابن سعيد وابن أبي شيبة وابن المنذر ، عن يونس رضي الله عنه قال: لما مات سعيد بن الحسن حزن عليه الحسن حزناً شديداً ، فكلم الحسن في ذلك فقال: ما سمعت الله عاب على يعقوب عليه السلام الحزن.

''جب سعید بن الحسن کی وفات ہوئی اس پر باپ حسن نے شدید
گریہ کیا۔ جب اس کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ کیا اللہ
تعالیٰ نے حضرت یعقوب سے حزن کا مواخذہ کیا تھا۔''

حوالہ جات

(۱) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت:۸۴۔۴، صفحہ:۴۵۔
(۲) تفسیر روح للمعانی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۹، صفحہ:۱۰۸۔
(۳) تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد: ۵، صفحہ: ۴۳۹۔
(۴) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۹، صفحہ:۹۵۔
(۵) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۳، صفحہ:۲۰۷۔
(۶) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۱۶، صفحہ:۲۲۸۔
(۷) تفسیر عاشور سورہ یوسف آیت:۸۴۔
(۸) تفسیر فتح القدیر آیت ۴، ۸۴، ۶۵

نوٹ:

کتب اہلبیت کے مفسرین نے وہی تفسیر کی ہے جو مفسرین اہلسنت نے مراد لی ہے۔لہذا طوالت کے خوف سے چند حوالہ جات پر اتفاق کیا جاتا ہے۔

(۱) تفسیر للمیزان السید الطباطبائي الجزء الحادي عشر سوریوسف صفحہ:۱۳۴۔
(۲) مجمع البیان في تفسیر القران تألیف امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن الطبرسي من أعلام القرن السادس الهجریالجزء الخامس سورہ یوسف آیت:۸۴، صفحہ:۳۹۴۔
(۳) التبیان في تفسیر القرآن تألیف شیخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي تحقیق وتصحیح أحمد حبیب قصیر العاملیالجلد السادس سورہ یوسف آیت:۸۴، صفحہ:۱۷۸۔

"حضرت یعقوبؑ کا غم ستر (۷۰) بوڑھی عورتوں کے غم کے
برابر تھا۔ اور اس کا ثواب سو (۱۰۰) شہیدوں جیسا ہے۔"

امام حسین علیہ السلام پر گریہ سے جنت فرض ہو جاتی ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر گریہ اور جزع بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھا۔ ایک جانب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام پر کثرت سے جو گریہ کیا تھا اور شدید آنسو بہنے سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور آپ کے اس عمل کو پسند کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان آنسوؤں کا آجر و ثواب متعین کیا اور قرار دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ عمل پسندیدہ تھا کہ حضرت یعقوب کے غم کا حجم اور وزن ستر بوڑھی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ جن کے بچے مر گئے ہوں اور ایک سو شہید جیسا آجر و ثواب تھا۔ اس طرح پاک نبی علیہ السلام بھی حضرت ابراہیم جو کہ آپ کا بیٹا تھا اس کی وفات پر جو آپ نے آنسو بہائے تھے اس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہؐ! آپ رو رہے ہیں؟ اے ابنِ عوف! یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ ابراہیمؑ! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مزید اجر ثواب ہی کے لیے تھا۔ ادھر امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام سے اگر کوئی محبت رکھتا ہے اور اس محبت کی بنا پر ان کے مصائب پر گریہ کرتا ہے تو اس محبت اور گریہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت فرض ہوگی۔

قانون مماثلت

① حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کا حجم ستر بوڑھی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ جن کے بچے مر گئے ہوں اور اجر و ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر تھا۔ یہ اعزاز اور اجر

ایک بیٹے یوسف علیہ السلام پر گریہ اور جزع و فزع کرنے سے حاصل ہوا تھا۔

۲ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عبادت زیادہ مقبول ہے جس میں گریہ زیادہ اور خوشی کم کی جائے۔

۳ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق وہ قربانی زیادہ مقبول ہے جس کے لیے زیادہ تڑپ اور رغبت پائی جائے۔

۴ حضرت یعقوبؑ علیہ السلام کا اعلیٰ اور ارفع درجہ اور مقام اس کے ساتھ مشروط تھا کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کر دیا جائے اس حالت میں کہ وہ زندہ بھی رہے اور پوشیدہ بھی رہے، تا کہ ایک جانب صبر یعقوب کا امتحان ہو جائے اور دوسری جانب یوسف علیہ السلام کو مقام نبوت کے لیے منتخب کر لیا جائے۔

۵ امام حسین علیہ السلام کا مقام و مرتبہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن میں یہ دیا کہ آپؑ سید اشباب اہل الجنہ، حسین منی انا من الحسین تھا لہذا جنت کی غیر مشروط جاگیر آپ کے حوالے کر دی تھی)۔

۶ آپ کی خوشی اور غم اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت کی دلیل ہے۔

۷ امام عالی مقام کے مصائب میں کون سی آنکھ تھیں جس میں آنسو نہیں تھے۔ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیدہ فاطمہ زہراء ازواجِ مطہرات، کے علاوہ ہر صحابی اس غم میں پورے پورے شریک تھے۔

۸ حضرت یعقوبؑ کے غم کا ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر ہے جبکہ امام عالی مقام کے مصائب کے غم کی اجرت اللہ تعالیٰ نے جنت دے رکھی ہے۔

۹ قرب اور رضا اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر طلب بخشش مانگنا ہی افضل عبادت اور قبولیت کا سبب ہے۔

۱۰ حضرت یعقوبؑ اور پاک نبی کریم علیہما السلام کا عمل حجت ہے اور اس کی اطاعت اور اتباع فرض ہے۔

عبارات

تفسیر روح المعانی

أخرجه ابن جرير وابن أبي حاتم عن ليث بن أبي سليم أن جبريل عليه السلام دخل على يوسف عليه السلام في السجن فعرفه فقال له أيها الملك الكريم على ربه هل لك علم بيعقوب؟ قال: نعم.

قال: ما فعل؟ قال: ابيضت عيناه من الحزن عليك قال: فما بلغ من الحزن؟ قال: حزن سبعين مشكلة قال: هل له على ذلك من أجر؟ قال : نعم أجر مائة شهيد وقرأ ابن عباس ومجاهد [من الحزن] بفتح الحاء والزاي وقرأ قتادة بضمهم.

''ایک مرتبہ جبرائیل امین حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں گئے اور یوسفؑ نے پہچان لیا اور جبرائیلؑ امین سے پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: جی ہاں۔ آپ یوسف علیہ السلام نے پوچھا ان کی حالت کیسی ہے؟ جبرائیل نے کہا کہ آپ کی جدائی سے رو رو کر ان کی آنکھوں کی بینائی ڈھل گئی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا: ان کا غم ستر بوڑھی عورتوں کے برابر ہے جن کے بچے مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں

ایک سو شہید جیسا اجر وثواب ہے۔ اس کو ابنِ عباسؓ اور مجاہد نے (الحزن) بفتح الحاء والزای وقرأ قتادۃ نے پیش پڑھا ہے۔''

تفسیر درمنثور

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم، عن ليث بن أبي سليم رضي الله عنه أن جبريل عليه السلام، دخل على يوسف عليه السلام في السجن فعرفه، فقال له: أيها الملك الكريم على ربه، هل لك علم بيعقوب؟ قال نعم . قال : ما فعل؟ قال: ابيضت عيناه من الحزن عليك. قال: فماذا بلغ من حزنه؟ قال: حزن سبعين مثكلة. قال: هل له على ذلك من أجر؟ قال: نعم . أجر مائة شهيد.

''ایک مرتبہ جبرائیل امین حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں گئے اور یوسفؑ نے پہچان لیا اور جبرائیل امین سے پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی حالت کیسی ہے؟ جبرائیل نے کہا: آپ کی جدائی سے رو رو کر ان کی آنکھوں کی بینائی ڈھل گئی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا: ان کا غم ستر بوڑھی عورتوں کے برابر جن کے بچے مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر وثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں ایک سو شہید جیسا اجر وثواب ہے۔''

تفسیر کبیر رازی، تفسیر کشاف

روي أن يوسف عليه السلام سأل جبريل هل لك علم بيعقوب؟ قال نعم قال: وكيف حزنه؟ قال: حزن سبعين ثكلى وهي التي لها ولد واحد ثم يموت. قال: فهل له فيه أجر؟ قال: نعم أجر مائة شهيد.

''ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ نے جبرائیلؑ امین سے پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوبؑ کی بھی خبر ہے جبرائیلؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر جمیل عطا فرمایا ہے اور وہ آپ کے غم میں مبتلا ہیں۔ اور غم میں جی ہی جی میں گھٹتے رہتے ہیں حضرت یوسفؑ نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا: ان کا غم ستر عورتوں کے برابر جن کے بچے ایک ایک کر کے مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر وثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں ایک سو شہید جیسا اجر ہے۔''

مرقاۃ شرح مشکواۃ ملا علی قاری، تاریخ احمدی۔

أخرج أحمد في المناقب عن الربيع بن منذر عن أبيه قال كان حسن بن علي يقول من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة.

''مرقاۃ شرح مشکواۃ ملا علی قاری، تاریخ احمدی۔ احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ امام حسنؑ نے فرمایا: جس شخص کی آنکھیں ہمارے غم میں اشک بار ہوں یا جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کر کے ایک قطرہ آنسو کا بہائے خدا تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔''

حوالہ جات

(۱) تفسیر روح المعانی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۹ صفحہ:۱۰۸۔
(۲) تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت (۸۴) جلد:۵، صفحہ:۳۹۔
(۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۹، صفحہ:۹۵۔
(۴) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۳، صفحہ:۲۰۷۔
(۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۱۲، صفحہ:۲۲۸۔
(۶) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری باب اہلبیت النبی جلد:۱۸، صفحہ:۳۸۔
(۷) تاریخ احمدی صفحہ:۲۹۰۔

نوٹ:

کتب اہلبیت کے مفسرین نے وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ پر بحث کی ہے جو مفسرین اہل سنت نے معنی اور مراد لیا ہے لہذا مزید طوالت کے خوف سے کتب کے حوالہ جات پر اتفاق کیا جاتا ہے:

(۱) تفسیر المیزان السید الطباطبائي سورہ یوسف:۸۴۔ الجزء الحادي عشر۔
(۲) التبیان في تفسیر القرآن سورہ یوسف آیت:۸۴۔ تألیف شیخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسی ۳۸۵۔ ۴۶۰، تحقیق و تصحیح أحمد حبیب قصیر العام لیا مجلد السادس۔
(۳) مجمع البیان في تفسیر القرانتألیف امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن الطبرسي من أعلام القرن السادس الهجري الجزء الخامس یوسف آیت:۸۴۔
(۴) فیضان الرحمن اردو سورہ یوسف آیت:۸۴۔

گریہ کا جواز

"حضرت یعقوبؑ نبی کی طرح پاک نبیؐ کا بیٹے ابراھیمؑ پر گریہ اور اسے رحمت قرار دینا۔"

گریا کی جوازیت مفسرین نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گریہ سے استدلال کیا ہے۔ جس میں آپ یعقوبؑ نے جناب یوسف علیہ السلام کی جدائی پر غم اور حزن کیا تھا یہ گریہ اتنا زیادہ عرصہ پر محیط تھا کہ اسی (۸۰) سال گزر گئے جس کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی اور جسم کی طاقت کھو بیٹھے لیکن گریہ روز بروز بڑھتا گیا اور اس پر ہائے ہائے یوسفؑ کی صدا بلند کرتے تھے۔ مخلوق خدا بھی اس گریہ سے پریشان تھیں یہاں تک اولاد نے یہ کہہ دیا کہ آپ گریہ سے رک جاؤ۔ وہ بولے: اللہ کی قسم آپ ہمیشہ یوسفؑ (ع) کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔ اس شدت حزن کی بنا پر ضعف جسمانی اور کمر کبڑی ہو گئی تھی، لیکن پھر بھی ہائے یوسفؑ کی صدا میں کمی واقع نہیں ہوئی دوسری جانب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹے ابراھیمؑ پر گریہ فرمایا تھا اور کہا تھا:

> "آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہوا ہے ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

اس مجموعی عمل پر علمائے تفسیر نے یہ جوازیت پیش کی ہے کہ صاحب روح المعانی الوسی لکھتے ہیں:

> "اس آیت میں آسف اور بکاء کی جوازیت پر استدلال کیا جاتا ہے جو شاہد اس لیے بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نفس پر قابو نہیں پایا جا سکتا ہے، اس لیے اس کا مواخذہ نہیں ہے۔"

اس طرح فخر الدین الرازی یوں رقم کرتے ہیں:

''گریہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ نبی سے روایت کی گی ہے کہ آپ پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔''

اس طرح کا گریہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور داخلی طور پر تکلیف کا باعث بھی نہیں بنتا۔ (مکلف پر ایسا کرنے سے کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے) اس پر صاحب زمخشری تفسیر کشاف میں یوں استدلال پیش کرتے ہیں:

''اگر کوئی کہہ کیونکر ایک نبی کا جزع کرنا جائز ہے؟ تو میں کہوں گا کہ انسان اپنے نفس کو قابو رکھنے میں شدید گریہ میں بے بس ہے اگر چہ صبر کرنا مدح ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے وہ کچھ نہ کہے جو اچھا نہیں ہے۔''

آپ نے ابراہیم پر گریہ کیا اور فرمایا:

''اے بیٹے ابراہیمؑ! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔''

قانون اور فقہی استنباط

- زندہ پر شدید گریہ کرنا سنت حضرت یعقوب علیہ السلام اور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔
- گریہ کی جوازیت انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہے۔
- گریہ کرنے سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں آنکھوں کا ضعف ہو جانا اور جسم کی لاغری اس پر اللہ تعالیٰ کی کوئی پکڑ نہیں ہے۔

- گریہ فطرت انسانی ہے کہ وہ کسی بڑے واقعہ سے جو صدمہ پہنچتا ہے اس کو قابو رکھنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ جس عمل پر قدرت حاصل نہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔
- حضرت یعقوبؑ زندہ یوسفؑ پر گریہ کرتے تھے اور پاک نبیؐ نے بھی امام حسینؑ پر زندہ ہوتے وقت اور حضرت ابراھیم سمیت اکثر صحابہ پر مردہ ہوتے وقت گریہ کیا تھا جو جائز عمل کی ترغیب اور مباح عمل کے لیے قانون سازی ہے۔
- امام پاک کے نام گریہ کرنا عمل مباح ہے جس پر ثواب اور اجر کی اُمید رکھنی چاہیے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گریہ قولی اور فعلی ثابت ہے جو ایک جائز عمل کی طرف حکم ہے۔

حوالہ جات متن

تفسیر سید طنطاوی

وقال صاحب الكشاف: "فإن قلت: كيف جاز لنبي الله يعقوب أن يبلغ به الجزع ذلك المبلغ؟ "قلت: الإنسان مجبول على أن لا يملك نفسه عند الشدائد من الحزن. ولقد بكى النبي صلى الله عليه وسلم على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع، والقلب يحزن، ولا نقول إلا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

''اگر یہ سوال ہے کہ ایک اللہ کے نبی کے لیے کیوں کر جزع جائز تھا؟ تو اس کا جواب یہ کہ شدید مصائب میں اپنے نفس پر قابو

رکھنے میں انسان مجبور ہے اس لیے پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

تفسیر بیضاوی

وفي الحديث: لم تعط أمة من الأمم [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ راجعون] عند المصيبة إلا أمة محمد صلى الله عليه وسلم ألا ترى إلى يعقوب عليه الصلاة والسلام حين أصابه اما أصابه لم يسترجع وقال [يَا أَسَفاً]. [وابيضت عَيْنَاهُ مِنَ الحزن] لكثرة بكائه من الحزن كأن العبرة محقت سوادهما . وقيل ضعف بصره . وقيل عمي ، وقرىء [مِنَ الحزن] وفيه دليل على جواز التأسف والبكاء عند التفجع ، ولعل أمثال ذلك لا تدخل تحت التكليف فإنه قل من يملك نفسه عند الشدائد ، ولقد بكى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ولده إبراهيم وقال: القلب يجزع والعين تدمع، ولا نقول ما يسخط الرب، وإنا عليك يا إبراهيم لمحزونون

"حدیث پاک میں ہے سابقہ امتوں میں [إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ راجعون] مصیبت کے وقت نہیں تھا ماسوائے امت محمدی کے

لیے ہے۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ جناب یعقوب نبیؑ نے حالت مصیبت میں کلمہ استرجاع نہیں کہا بلکہ یَا اَسَفٰی اور اس سے ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور یہ کثرت بکاء کی وجہ سے جو حزن تھا اس سے کالا پن جاتا رہا۔ بعض کا قول کہ بنائی کمزور ہوگی تھی اور بعض کے نزدیک اندھا پن ہوگیا تھا (الحزن) اس سے دلیل جوازیت نکلتی ہے جو وقت مصیبت بکاء اور تاسف کیا جاتا ہے کہ شدید مصائب میں اپنے نفس پر قابو رکھنے میں انسان مجبور ہے اور مکلف نہیں ہے اس لیے پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ہے اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

تفسیر الکبیر رازی

وأما البكاء فليس من المعاصي . وروي أن النبي عليه الصلاة والسلام: بكى على ولده إبراهيم عليه السلام وقال: " إن القلب ليحزن والعين تدمع، ولا نقول: ما يسخط الرب وإنا عليك يا إبراهيم لمحزونون "وأيضاً فاستيلاء الحزن على الإنسان ليس باختياره ، فلا يكون ذلك داخلاً تحت التكليف.

"گریہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ نبی سے روایت کی گی ہے کہ آپ پاک نبیؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی

بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔ اس طرح کا گریہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور داخلی طور پر تکلیف کا باعث بھی نہیں بنتا۔ (مکلف پر ایسا کرنے سے کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے)۔"

تفسیر فتح القدیر

وقد قال النبيّ صلى الله عليه وسلم عند موت ولده إبراهيم تدمع العين، ويحزن القلب، ولا نقول ما يسخط الربّ، وإنا عليك يا إبراهيم لمحزنون.

"پاک نبیؑ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔"

تفسیر روح المعانی الوسی

واستدل بالآية على جواز التأسف والبكاء عند النوائب ، ولعل الكف عن أمثال ذلك لا يدخل تحت التكليف فإنه قل من يملك نفسه عند الشدائد وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب يخشع ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون .

"اس آیت میں آسف اور بکاء کی جوازیت پر استدلال کیا جاتا

ہے جو شاید اس لیے بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نفس پر قابو نہیں
پایا جا سکتا ہے، اس لیے اس کا مواخذہ نہیں ہے۔ شیخین نے
حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پاک نبیؐ نے اپنے
بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا آنکھیں روتی ہیں، دل
غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا
رب ناراض ہو، اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

تفسیر الزمخشری

(فإن قلت: كيف جاز لنبي الله أن يبلغ به الجزع ذلك المبلغ؟ قلت: الإنسان مجبول على أن لا يملك نفسه عند الشدائد من الحزن، ولذلك حمد صبره وأن يضبط نفسه حتى لا يخرج إلى ما لا يحسن، ولقد بكى رسول الله صلى الله عليه وسلم على ولده إبراهيم وقال: "القلب يجزع، والعين تدمع، ولا نقول ما يسخط الرب، وإنا عليك يا إبراهيم لمحزونون.

"اگر کوئی کہے کیونکر ایک نبی کا جزع کرنا جائز ہے؟ تو میں کہوں
گا کہ انسان اپنے نفس کو قابو رکھنے میں شدید گریہ میں بے بس
ہے، اگرچہ صبر کرنا مدح ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے وہ کچھ
نہ کہے جو اچھا نہیں ہے۔ آپؐ نے ابراہیمؑ پر گریہ کیا اور فرمایا کہ
اے بیٹے! ابراہیمؑ! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم
زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو،
اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔"

تفسیر قرطبی

والجواب الثالث وهو أبينها هو أن الحزن ليس بمحظور وإنما المحظور الولولة وشق الثياب والكلام بما لا ينبغي وقال النبي صلى الله عليه و سلم: [تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول، ما يسخط الرب.

''تیسرا جواب، ابراہیم پاک نبی کا بیٹا ہے اس پر جو گریہ کیا گیا تھا وہ ممنوع نہیں ہے جب کہ وہ کلام منع ہے جو واہل ہو یا جس کی ضرورت نہیں یا کپڑوں کو پھاڑا جائے۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹے ابراہیمؑ! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہوا۔ اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔''

تفسیر الخازن

وأما دمع العين وحزن القلب فلا يستوجب به ذماً ولا عقوبة لأن ذلك ليس إلى اختيار الإنسان فلا يدخل تحت التكليف بدليل أن النبي صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم عند موته وقال إن العين لتدمع وإن القلب ليحزن وما نقول إلا ما يرضي ربنا فهذا القدر لا يقدر الإنسان على دفعه عن نفسه فصار مباحاً لا حرج فيه على أحد من الناس.

''آنکھوں سے گریہ کرنا اور دل غمزدہ ہونا یہ مذمت کا موجب

نہیں ہیں اور نہ سزا کا مستحق ہے۔ چونکہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور اس میں انسان مکلف بھی نہیں ہے۔ اس کی واضح دلیل پاک نبی کریم کا یہ قول اور عمل ہے کہ پاک نبی کریم کا جب بیٹا ابراھیم فوت ہوا تو آپ نے اس پر گریہ کیا اور فرمایا: اے بیٹے ابراہیمؑ! آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارے رب ناراض ہو، اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے غمگین ہیں۔ اس مرحلہ میں انسان کی نفس پر کنٹرول کرنے کی قدرت نہیں رہتی۔ پس یہ مباح عمل ہے۔ ایسا کرنے پر کسی انسان کا مواخذہ نہیں ہے۔"

وسائل الشیعه

عن عائشة قالت : لما مات إبراهيم بكى النبي (صلى الله عليه واله) حتى جرت دموعه على لحيته، فقيل: يا رسول الله ، تنهى عن البكاء وأنت تبكي ؟! فقال : ليس هذا بكاء، وإنما هذه رحمة ، ومن لا يرحم لا يرحم .

"حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: جب حضرت رسول اللہؐ کے فرزند ابراھیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت اس قدر روئے کہ ریش مبارک سے آنسو بہنے لگے۔ آپ سے کہا گیا: یا رسول! اللہؐ! آپ ہمیں تو روکتے ہیں اور خود اس قدر روتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا: یہ رونا نہیں ہے یہ تو رحمت ہے۔ اور جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔"

وسائل الشیعه

وعنه، عن أبيه، عن المفيد، عن ابن قولويه، عن أبيه ، عن سعد، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي محمد الأنصاري، عن معاوية بن وهب، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث قال: كل الجزع والبكاء مكروه سوى الجزع والبكاء على الحسين (عليه السلام).

''معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: ہر جزع وفزع مکروہ ہے سوائے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے۔''

حوالہ جات کتب اہلسنت

(۱) تفسیر طنطاوی سورہ یوسف آیت:۸۴۔
(۲) تفسیر بیضاوی سورہ یوسف جلد:۳، صفحہ:۱۸۳۔
(۳) تفسیر الکبیر الرازی سورہ یوسف آیت:۸۴، صفحہ:۹۲، جلد:۹۔
(۴) تفسیر فتح القدیر سورہ یوسف آیت:۸۴۔
(۵) تفسیر روح المعانی سورہ یوسف:۸۴، صفحہ:۱۰۹، جلد::۹۔
(۶) تفسیر الذمخشری سورہ یوسف جلد:۳، صفحہ:۲۰۷۔
(۷) تفسیر قرطبی سورہ یوسف آیت:۸۴۔
(۸) تفسیر الخازن سورہ یوسف:۸۴، جلد:۸/۴، صفحہ:۴، مکتب اہلبیت کے محدث) وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد:۲، باب:۸۷، صفحہ:۳۱۱ تا ۳۱۲، تألیف الفقیہ المحدث الشیخ محمد بن الحسن الحر العامل۔

ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت

ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت میں یہ کامن نقطہ ہے کہ جان ہر دو طرح سے تلف ہو جاتی ہے لیکن موت کے جو اسباب ہوتے ہیں اس کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر موت اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا کے مطابق واقعہ ہوئی ہو تو اس موت کو شہادت کہا جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے قانون اور عدم رضا کی بنا پر واقعہ ہوئی تو اس کو ہلاکت کی موت سے تعبیر کیا جائے گا۔ اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص گھر سے یہ نیت باندھ کر نکلتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ زیادتی، ڈاکہ اور چوری کرنا چاہتا ہے اور امر واقعہ یہی ہے کہ حالت ڈاکہ میں کسی بنا پر گولی کا نشانہ بن کر موت آجاتی ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون یوں متحرک ہے کہ اس شخص کی نیتِ سفر بد تھی اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے قانون کے مغائر تھا، اس میں انسانیت کے خلاف نقصان کا ارادہ تھا، اس کا سبب موت اللہ تعالیٰ کے حکم اور رضا کے مخالف ہوا لہٰذا قانونِ خداوندی کے مطابق یہ ہلاکت کی موت تصور ہوگی۔ اگر دوسرا شخص گھر سے اس ارادے سے نکلا کہ میں انسانیت کی بقا اور فلاح کی جانب بڑھنا چاہتا ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور رضا ہے اور اس امر عظیم کی بنا پر اس سلسلہ میں گولی کا نشانہ بن جانے سے موت آجاتی ہے تو اس قانون خداوندی کے مطابق شہادت کا درجہ ملے گا۔ نتیجہ موت ہر دو طرح سے واقعہ ہوئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے متعین راستوں کے مطابق موت آئی تو اعلیٰ درجہ میں شمار ہوگی اور اس قانون کے مخالف میں موت واقعہ ہوئی تو ہلاکت کی موت شمار ہوتی۔ حضرت یعقوب اللہ کے نبی تھے وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم سے باخبر تھے۔ اس کا وقت سے قبل انکشاف کرنا ممنوع تھا جو ایک اشارا کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ یوسفؑ کو نبی کے مقام و مرتبہ پر فائز کرے گا۔ اس پر بھائیوں نے حسد کیا۔ جس کی وجہ یوسفؑ پر یک جانب مصیبت گزری اور دوسری جانب

حضرت یعقوبؑ کی اس راز کے افشاں کرنے پر پر سخت مصائب اور پریشانیاں اٹھانی پڑیں لہٰذا آپ کا اپنے فرزند کے فراق میں گریہ فرمانا اور نبی کریمؐ کا گریہ اور بکاء بیٹے ابراہیم کی وفات اور امام عالی مقام کی پیشگی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ قرآن نے اس کی وضاحت وصراحت خود کردی ہے دوسری جانب امام عالی مقام پر جو مصیبت اور مصائب نے آنا تھا وہ پاک نبی کریم نے امام کی پیدائش کے ساتھ جناب جبرائیل امین نے خبر دے رکھی تھی لہذا یہ خبر غائب کے علم میں ایک تھی۔ اب اس مصیبت پر پاک نبی کریمؐ کا قبل از وقت گریہ کرنا جوازیت کے ساتھ ساتھ امت کے لیے جائز عمل کی طرف پیغام تھا جو بھی یہ عمل جوازیت کی بنا پر کرے گا ثواب کی امید رکھنا ہوگی۔

حضرت یعقوبؑ کے سخت گریہ کرنے سے بیٹوں کا احتجاج

حضرت یعقوبؑ پیغمبر اپنے بیٹے یوسفؑ کی جدائی پر حضرت یوسفؑ کا نام لے کر بلند آواز سے گریہ کرتے تھے۔ جس کی بنا پر مخلوقِ خدا اس عمل سے پریشان تھی اور یہ عمل مسلسل تاوقتیکہ خبر حضرت یوسفؑ کی حضرت یعقوبؑ نبی تک پہنچ نہ پائی جس کا دورانیہ اسی (۸۰) سال تک تھا گریہ کرتے رہے۔ اس بنا پر ان کے جسم میں اس حد تک لاغری آچکی تھی شاید اب کسی وقت موت واقع ہوجائے گی اور اس سے آپ کی آنکھوں کی بینائی ختم اور کمر کبڑی (جھک) ہو چکی تھی لیکن روز بروز گریہ اور بکاء میں شدت آتی گئی۔ اس ظاہری کیفیت کو دیکھتے ہوئے جو اولاد نے اپنے والد صاحب پر یہ نسخہ آزمانے کی کوشش کی کہ آپ اس عمل سے دائمی مرض کا سبب بن جائیں گے یا موت کے منہ تک پہنچ جائیں گے۔ اگرچہ یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ درست تھا مگر معرفت الٰہی کے خلاف تھا۔ چونکہ قانونِ قدرت ہے کہ ہر انعام واکرام جسمانی اور عقلی توانائی کے خرچ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس عمل سے جناب یعقوبؑ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کے امیدوار تھے۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا
اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝ (یوسف:۸۵)

① ''وہ بولے: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسفؑ (ہی) کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔'' (پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری)

② ''بیٹے کہنے لگے کہ واللہ اگر آپ یوسفؑ کو اسی طرح یاد ہی کرتے رہیں گے تو یا تو بیمار ہو جائیں گے یا جان ہی دے دیں گے۔'' (جالندھری)

③ ''بولے خدا کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے جا لگیں یا جان سے گزر جائیں گے۔''

(مولانا شاہ احمد رضا خان)

رضائے الٰہی کی طلب کے لیے شکایت اور گریہ کرنا

حضرت یعقوبؑ اسی (۸۰) سال سے حضرت یوسفؑ کی جدائی پر ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ اور گریہ کرتے چلے آ رہے تھے جبکہ یوسفؑ کھوئے ہوئے ایک طویل عرصہ بیت گیا تھا مگر غم اور شکوہ تازہ تھا۔ اس عمل سے آنکھوں کی بینائی اور جسم کی توانائی سے بھی محروم ہو چکے تھے۔ جوں جوں ملاقات کی منزل قریب آتی گئی توں توں ہائے ہائے میرے یوسفؑ کی صدائیں بلند ہوتی گئیں۔ اس پر بے معرفت اور جاہل لوگوں کے احتجاج میں اضافہ ہوتا گیا۔ تب آپ کو یہ اعلان کرنا پڑا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جو فریاد اور حزن کرتا ہوں یا وہ دعاؤں اور التجائیں ہیں جنکی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غفلت اور سستی نہ ہو جائے اور اس سے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور درس سیکھیں کہ جب کوئی آزمائش آئے تو اس وقت خدا تعالیٰ سے کس طرح معافی طلب کی جا سکتی ہے اور اس کے لیے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہیں۔ شاید اس معاملہ میں ان کی دیگر اولاد غافل تھی انہیں سمجھانا بجھانا تھا۔ اس طرح بتایا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور قربت کے ساتھ ساتھ یوسفؑ کے بارے مجھے خبر ہے۔ آپ اس خبر سے جاہل ہیں۔ یہ بھی ایک پوشیدہ راز ہے۔ اس کے بارے میں قبل از وقت انکشاف کرنا حکمتِ خدا

وندی کے خلاف ہے۔فرمایا: اے میری اولاد! جائیں مصر کی جانب تلاش کریں حکم ہوا۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:۸۷)

''اے بیٹو! جاؤ یوسفؑ اور اس کے بھائی کا سراغ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بیشک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ (یہ تھا وہ علم اور راز جو پوشیدہ رکھنے کا حکم تھا)۔''

قانونِ مماثلت

- یوسفؑ زندہ ہیں اور امام حسینؑ بھی زندہ ہیں۔
- حضرت یعقوب نبی علیہ السلام زندہ یوسفؑ پر سخت گریہ کرتے ہیں۔ اس طرح پاک نبی کریمؐ امام عالی مقام حسینؑ پر جبرائیل کی خبر کی وجہ سے گریہ کرتے ہیں۔
- حضرت یعقوبؑ اس گریہ اور شکایت کو علم اور معرفت کہتے ہیں۔ اس طرح پاک نبی کریمؐ بیٹے ابراہیم کی رحلت پر گریہ کو معرفت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کہتے ہیں۔
- حضرت یوسفؑ کی جدائی پر حضرت یعقوبؑ کی بینائی چلی جاتی ہے اور امام حسینؑ کی شہادت کی خبر پر پاک نبی کریمؐ اور امام کے باپ اور ماں کا سکون اور چین چلا جاتا ہے۔
- یوسفؑ کی ملاقات پر یعقوبؑ کی گئی ہوئی بینائی اور سکون پلٹتا ہے۔ جبکہ امام حسینؑ کی شہادت پر پاک نبی کریمؐ تشویش اور بے چینی بڑھتی ہے۔
- حضرت یوسفؑ کے قاتل (ارادہ قتل کرنے والے) بھائی تھے جبکہ امام حسینؑ کے قاتل پاک نبی کریمؐ کی امت تھی۔
- اگر حضرت یعقوبؑ کا یوسف پر گریہ اور شکایت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور

رحمت ہے تو اس طرح پاک نبی کریمؐ کا بیٹے ابراہیم اور بیٹے حسینؓ پر گریہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے۔ اب جو انبیاء کرام کی سنت بجا لائے گا کیا اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رضامندی اور رحمت کا مستحق نہیں ہے؟

قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۸۶ (یوسف:۸۶)

① ''انہوں نے فرمایا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔'' (ڈاکٹر طاہر القادری)

② ''کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں (ف۱۹۶) اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔'' (امام احمد رضا خان)

③ ''انہوں نے کہا کہ میں اپنے غم واندوہ کا اظہار خدا سے کرتا ہوں۔ اور خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔'' (مولانا جالندھری)

④ ''یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا: میں تو اپنے رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔'' (مولانا اشرف علی تھانوی)

⑤ ''انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔'' (مولانا محمد جوناگڑھی)

⑥ یعقوبؑ نے کہا میں اپنا اضطراب اور غم صرف اللہ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور اللہ کی جانب سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہین جانتے۔ (علامہ شیخ محسن علی نجفی)

⑥ آپ نے کہا کہ میں اپنے رنج وغم کی شکایت بس اللہ ہی سے کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔(تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

عبارات متن

تفسیر الکبیر رازی

ثم قال يعقوب عليه السلام : [وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰه مَا لاَ تَعْلَمُونَ] أي أعلم من رحمته وإحسانه ما لا تعلمون ، وهو أنه تعالى يأتي بالفرج من حيث لا أحتسب ، فهو إشارة إلى أنه كان يتوقع وصول يوسف إليه.

"اولاد کے سوال پر آپ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت رکھتا ہوں وہ آپ نہیں جانتے ہیں۔ اس علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان ہے جو تم نہیں سمجھتے۔عنقریب اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں وسعت دے گا۔جس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔یہ اشارہ تھا کہ مجھے توقع ہے اس ذات پر کہ وہ مجھے یوسفؑ سے ملاقات کروائے گی۔"

تفسیر کشاف

[وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰه مَا لاَ تَعْلَمُونَ] أي أعلم من صنعه ورحمته وحسن ظني به أنه يأتيني بالفرج من حيث لا أحتسب

" [وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰه مَا لاَ تَعْلَمُونَ]اس سے مراد اس کی جانب صنعت اور رحمت ہے اور میرا حسنِ ظن ہے کہ میرے

لیے کشادگی ہوگی جیسا بھی ہے اور اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔"

روح المعانی

[وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ] من لطفه ورحمته [مَا لاَ تَعْلَمُونَ] فأرجو أن يرحمني ويلطف بي ولا يخيب رجائي ،. [وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ] من صنعه ورحمته .

"[واعلم من الله] سے مراد لطف اور رحمت ہیں۔ مالا تعلمون سے مراد مجھے امید ہے کہ مجھے پر رحم اور لطف ہوگا اور میری امید پوشیدہ نہیں رہے گی۔[وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ] مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف میرے عمل کی بنا پر رحمت ہوگی۔"

فتح القدير

رروأخرج ابن جرير ، وابن أبي حاتم عنه في قوله:[وَأَعْلَمُ مِنَ اللهِ مَا لاَ تَعْلَمُونَ] قال: أعلم أن رؤيا يوسف صادقة ، وأني سأسجد له وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب يخشع ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنا لفراقك يا إبراهيم لمحزونون.

"میں جانتا ہوں کہ یوسفؑ کا خواب سچا ہے اور میں عنقریب اس کے سامنے پیش ہونگا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے (حضرت

عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ رو
رہے ہیں آپ نے فرمایا: اے ابنِ عوف! یہ دل کی رقت ہے)
اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روتی ہیں دل
غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا
رب ناراض ہو، اے ابراہیمؑ! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔"

تفسیر الخازن

وقوله [وأعلم من الله ما لا تعلمون] يعني
أنه تعالى من رحمته وإحسانه يأتي بالفرج
من حيث لا أحتسب وفيه إشارة إلى أنه
كان يعلم حياة يوسف ويتوقع رجوعه إليه.

"مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے اس
سے مراد اس کی جانب صنعت اور رحمت ہے اور میرا حسنِ ظن ہے
کہ میرے لیے کشادگی ہوگی جیسا بھی ہے اور اس کا کوئی حساب
نہیں ہوگا۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپ یعقوب علیہ السلام یوسف
علیہ اسلام کی زندگی کا علم اور اُس کی واپسی کی توقع تھی۔"

حوالہ جات

(۱) تفسیر روح للعانی سورہ یوسف آیت:۸۴ جلد:۹، صفحہ:۱۰۸۔
(۲) تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت (۸۴) جلد:۵، صفحہ:۴۳۹۔
(۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد() صفحہ()۔
(۴) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۳، صفحہ:۲۰۷۔
(۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت:۸۴۔ جلد:۱۶، صفحہ:۲۲۸۔
(۶) تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ مترجم:۶، جلد:۱۲۵۔
(۷) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت:۸۶،۸۵،۸۴، جلد:۴، صفحہ:۴۸۔

نوٹ: مکتب اہلبیت کے مفسرین نے وہی تفسیر کی ہے جو مفسرین اہلسنت نے مراد لی ہے۔ لہٰذا طوالت کے خوف سے چند حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

(۱) تفسیر للمیزان السید الطباطبائي الجزء الحادي عشر سور یوسف صفحہ:۱۳۴۔
(۲) مجمع البیان في تفسیر القرانتألیف امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن الطبرسي من أعلام القرن السادس الهجریاالجزء الخامس سورہ یوسف آیت:۸۴، صفحہ:۳۹۴۔
(۳) التبیان في تفسیر القرآن تألیف شیخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي تحقیق وتصحیح أحمد حبیب قصیر العاملی للجلد السادس سورہ یوسف آیت:۸۴، صفحہ:۱۷۸۔

"جدائی یوسفؑ اسی (۸۰) سال تھی جب کہ
روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کو آپ یعقوب سے زیادہ
پیارا کوئی اور نہ تھا۔امام زین العابدین علیہ
السلام نے اپنے باپ حسین علیہ السلام کے غم
میں چالیس سال تک گریہ کیا۔"

اللہ تعالیٰ کا قانون رہا ہے کہ جس شخص کو اللہ نے اپنے لیے محبوب قرار دیا اسے سخت امتحانات اور آزمائش سے گذارا گیا ہے۔ اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ بعض مناصب کے تقاضے مشقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس تک رسائی حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور مصائب سے گذرنا پڑھتا ہے۔ جس طرح جد یعقوبؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام امامت پر فائز کرنا تھا۔ اس کے تقاضے یہ تھے کہ آپ کو پیارے بیٹے کی قربانی دینی ہوگی۔ جس وقت حضرت ابراہیم نے یہ خواب سچ ثابت کر دکھایا تو آپ کو نبوت کے ساتھ مقام امامت کے منصب سے فائز فرمایا۔ اس طرح کائنات میں حضرت یعقوب کو مزید مناصب سے فائز فرمانا تھا اور قوم کے لیے آپ کی سیرت طیبہ کو پیش کرنا تھا اور قیامت تک ان آثار اور عمل کو بطور حجت محفوظ رکھنا تھا۔ جس سے آپ کی آزمائش کی گئی تھی تا کہ آپ کے خاندان کو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے نوازا جاسکے۔ اس مشقت کا دورانیہ اسی (۸۰) سال متعین تھا۔ ان کی مثال یوں بیان کرنا افادیت سے خالی نہیں ہے کہ ایک پھل دار پودے کا جوان ہونا اور پھل دینے کا عرصہ معین ہے۔ جب تک اس کا عرصہ پورا نہیں ہوگا اس سے قبل پھل نہیں دے گا تو اس طرح ہر منصب کے لیے کورس معین ہے اس کے تکمیل کے بعد دوسرا منصب دیا جائے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: اے یعقوبؑ آپ مجھے پیارے بھی ہیں اور آپ کی عزت اور اکرام روئے زمین سے مجھے زیادہ عزیز بھی ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسفؑ کے غم میں اسی (۸۰) سال گریہ کیا۔ جبکہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے باپ اور اہل خاندان پر چالیس سال گریہ کیا۔ زندگی کی تمام لذتوں سے خود کو محروم کر دیا تھا۔ بس ہر لحہ آنکھوں میں آنسو اور دل میں شدید غم تھا۔ ان کی کیفیت یوں تھی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے جد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ پر چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت خدا میں بسر کرتے۔ جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام کھانا اور پانی سامنے رکھتا اور عرض کرتا مولا کھانا تناول فرمائیں تو آپ فرماتے کس طرح کھانا کھاوں جبکہ فرزند رسول بھوکے شہید کئے گئے تھے۔ یہی جملہ بار بار کہتے۔ کھانا آنسووں سے تر ہو جاتا تھا اور پانی میں آنسو مل جاتے اور یہ سلسلہ وفات تک قائم رہا۔

حوالہ جات متن

تفسیر الخازن

وقال الحسن: كان بين خروج يوسف من حجر أبيه إلى يوم التقيا ثمانون سنة لم تجف عينا يعقوب وما على وجه الأرض يومئذ أكرم على الله منه.

"حسن نے کہا: جس روز سے یوسفؑ باپ کی گود (گھر) سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس مدت میں یعقوبؑ کے آنسو خشک نہیں ہوئے باوجودیکہ آپ کے زمانے میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا۔"

تفسیر الکبیر رازی

قيل: ما جفت عينا يعقوب من وقت فراق

يوسف عليه السلام إلى حين لقائه ، وتلك المدة ثمانون عاماً، وما كان على وجه الأرض عبداً أكرم على الله تعالى من يعقوب عليه السلام ترجمہ ایضاً۔

تفسیر مظہری

''حسن نے کہا: جس روز سے یوسفؑ باپ کی گود سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس مدت میں یعقوبؑ کے آنسو خشک نہیں ہوئے باوجودیکہ آپ کے زمانے میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا۔''

تفسیر درمنثور سیوطی

وأخرج عبد الله بن أحمد في زوائد الزهد وابن جرير وأبو الشيخ ، عن الحسن رضي الله عنه قال : كان منذ خرج يوسف عليه السلام من عند يعقوب عليه السلام إلى يوم رجع ، ثمانون سنة لم يفارق الحزن قلبه ، ودموعه تجري على خديه. ولم يزل يبكي حتى ذهب بصره. والله ما على وجه الأرض يومئذ خليقة أكبر على الله من يعقوب.

''حسن نے کہا: جس روز سے، یوسفؑ باپ کی گود سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس مدت میں یعقوبؑ کے آنسو خشک نہیں ہوئے اور آنسو چہرے

سے (دریا کی مانند) جاری رہتے تھے۔ مسلسل آہ و بکاء سے
بصارت چلی گئی۔ باوجودیکہ آپ کے زمانے میں روئے زمین
پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو
آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں تھا۔"

وسائل الشیعہ

علي بن موسى بن طاوس في كتاب (الملهوف على قتلى الطفوف) عن الصادق (عليه السلام)، أن زين العابدين بكى على أبيه أربعين سنة ، صائما نهاره ، قائماً ليله، فإذا حضر الإفطار جاء غلامه بطعامه وشرابه فيضعه بين يديه فيقول: كل يا مولاي، فيقول : قتل ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) جائعا ، قتل ابن رسول الله عطشانا، فلا يزال يكرر ذلك ويبكي حتى يبل طعامه بدموعه، ويمزج شرابه بدموعه، فلم يزل كذلك حتى لحق بالله عز وجل.

"حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ
نے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ پر
چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات
عبادت خدا میں بسر کرتے۔ جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام
کھانا اور پانی سامنے رکھتا اور عرض کرتا: مولا! تناول فرمائیں تو
آپ فرماتے: کس طرح کھانا کھاؤں جبکہ فرزند رسول بھوکے

شہید کئے گئے تھے یہی جملہ بار بار کہتے۔ کھانا آنسوؤں سے تر
ہوجاتا تھا اور پانی میں آنسو مل جاتے اور یہ سلسلہ وفات تک قائم
رہا۔"

(حوالہ جات)

(۱) تفسیر روح المعانی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۹، صفحہ:۱۰۸۔
(۲) تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۵، صفحہ:۴۳۹۔
(۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد() صفحہ()۔
(۴) تفسیر کشاف ذمخشری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۳، صفحہ:۲۰۷۔
(۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت:۸۴، جلد:۱۲، صفحہ:۲۲۸۔
(۶) تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ مترجم:۶، جلد:۱۲۵۔
(۷) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت:۹۶،۸۵،۸۴، جلد:۲، صفحہ:۳۵۔

(۱) وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد:۲، باب:۸۷، صفحہ:۳۱۳، تألیف الفقیہ المحدّث الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی۔

یوسفؑ کی جدائی

اور

گریہ سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی گئی

اور

بنیامین کی صدمے میں کمر کبڑی ہوگئی

قرآن حکیم کی روشنی سے اور مفسرین کی تفسیر اور تعبیر نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر ایک صدمہ جو یوسفؑ کے کھو جانے سے تھا اس کی وجہ سے بصارت سے محروم ہوئے اس کے ساتھ جسم میں ضعف بھی پیدا ہوگیا تھا اور دوسرے صدمہ میں گرفتار ہوئے وہ دوسرے بیٹے بنیامین سے بھی محروم ہوگئے جس کی وجہ سے رہی سہی کسر بھی نکل گئی اور کمر بھی کمان کی طرح ہوگئی اور چلنا دشوار ہوگیا تھا۔ اور تمام اثرات وحشت مصائب سے جڑے ہوئے تھے۔

حوالہ جات متن کتب

تفسیر ابن کثیر

وقال ابن أبي حاتم: حدثنا الحسن بن عرفة، حدثنا يحي بن عبد الملك بن أبي غَنَيَّة، عن حفص بن عمر بن أبي الزبير، عن أنس بن مالك، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كان

لیعقوب النبي، علیه السلام، أخ مُؤاخ له، فقال له ذات یوم: ما الذي أذهب بصرك وقوّس ظهرك؟ قال: الذي أذهب بصري البكاء على يوسف، وأما الذي قوس ظهري فالحزن على بنيامين.

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ کی بینائی کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: یوسف کو رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامین کے صدمے نے کمر توڑ دی۔''

تفسیر الکبیر رازی۔، تفسیر درمنثور سیوطی

ما الذي أذهب بصرك وقوس ظهرك فقال الذي أذهب بصري البكاء على يوسف وقوس ظهري الحزن على بنيامين، فأوحى الله تعالى إليه أما تستحي تشكوني إلى غيريق فقال: إنما أشكو بثي وحزني إلى الله، فقال يا رب أما ترحم الشيخ الكبير قوست ظهري، وأذهبت بصري، فاردد عليّ ريحانتي يوسف وبنيامين.

''رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ایک شخص نے جب آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی بناوئی کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: یوسفؑ کو رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامین کے صدمے

نے کمر توڑ دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ نبی کو وحی کی کہ آپ کو
میری شکایت غیر سے کرنے میں حیا مانع نہیں آتا؟ تب آپ
نے فرمایا: میری فریاد اور گریہ تو آپ اللہ کی رضا حاصل کرنے
کے لیے ہے پھر اللہ تعالیٰ سے فرمایا: آپ مجھ بوڑھے پر رحم فرما
ئیں چونکہ اب میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت چلی گئی ہے
اور میرے دونوں پھول یوسفؑ اور بنیامینؑ کو پلٹا دیں۔''

تفسیر الخازن، تفسیر در منثور سیوطی

قال ابن الجوزي: روى الحاكم أبو عبد
الله في صحيحه من حديث أنس بن مالك
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال
كان ليعقوب أخ مؤاخ فقال له ذات يوم يا
يعقوب ما الذي أذهب بصرك وما الذي
قوس ظهرك قال أما الذي أذهب بصري
فالبكاء على يوسف وأما الذي قوس ظهري
فالحزن على بنيامين.

''ابن جوزی کہتے ہیں کہ حاکم نے اپنی کتاب صحیح میں۔ حضرت
انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب
علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ
آپ کی بینائی کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہو گئی؟
آپ نے فرمایا: یوسفؑ کو رو رو کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامینؑ کے
صدمے نے کمر توڑ دی۔''

حوالہ جات

(۱) تفسیر ابن کثیر حافظ ابو الفداء ابن کثیر سورہ یوسف آیت:۸۶، ۸۴، ۸۵، صفحہ: ۴۰۶، جلد:۴۔
(۲) تفسیر الکبیر علامہ فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت:۸۵، ۸۸۴، صفحہ:۹۲، جلد:۶۔
(۳) تفسر الخازن سورہ یوسف آیت:۸۵، ۸۴، ۸۶، صفحہ:۴۷، جلد:۴۔
(۴) تفسیر المظہری مترجم صفحہ:۱۳۹، جلد:۲
(۵) تفسیر درمنثور سیوطی جلد:۵، صفحہ:۴۴۲۔

حضرت یعقوبؑ کی التجا

اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں

اب تو میرے دونوں پھولوں کو پلٹا دے

تفسیر الکبیر الرازی

فقال يا رب أما ترحم الشيخ الكبير قوست ظهري ، وأذهبت بصري ، فاردد عليَّ ريحانتي يوسف وبنيامين(٩،٦٦)

''یعقوب علیہ السلام کی عمر جب بڑھاپے میں پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی: خدایا! اب مجھ بوڑھے پر رحم کر چونکہ میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت سے بھی محروم ہوں ا مجھے میرے دونوں پھول یوسفؑ اور بنیامینؑ کو پلٹا دے۔''

تفسیر در منثور

فقال يعقوب عليه السلام [إنما أشكو بثي وحزني إلى الله] فقال جبريل عليه السلام: الله أعلم بما تشكو يا يعقوب . ثم قال يعقوب: أما ترحم الشيخ الكبير؟ أذهبت بصري وقوست ظهري، فاردد علي ريحانتي أشمه شمة قبل الموت، ثم اصنع بي ما أردت.

''یعقوب علیہ السلام نے کہا میری فریاد اور گریہ اللہ تعالٰی کے لیے ہے۔ اس پر جبرائیل نے کہا: اللہ تعالی کو علم ہے جو آپ شکوہ کرتے ہو اے یعقوبؑ نبی! یعقوب علیہ السلام کی عمر جب بڑھاپے میں پہنچ گئی تو اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں التجا کی کہ خدایا! اب مجھ بوڑھے پر رحم کر چونکہ میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت سے بھی محروم ہوں۔ اب مجھے میرے دونوں پھول یوسفؑ اور بنیامینؑ کو پلٹا دے تا کہ میں موت سے قبل ان کی خوشبو محسوس کر سکوں، پھر وہ کرنا جس کا آپ نے میرے لیے ارادہ کر رکھا ہے۔

خلاصۂ کلام

باب حضرت یعقوب علیہ السلام میں جو خلاصہ کلام اخذ ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے دونوں جگر گوشوں کی زندگی کا علم تھا۔ جو نبوت کا خاصہ تھا۔ اس کے باوجود ان کے فراق میں خاص طور پر حضرت یوسفؑ کیوجہ سے رورو کر چہرہ انور سے گوشت گل سڑ چکا تھا اور بینائی ختم ہو گئی تھی اور بنیامین کے چلے جانے سے کمر بھی خمیدہ ہو چکی تھی مگر وہ رونے کو رحمتِ الٰہی سمجھ کر اس سے باز نہیں آئے بلکہ اس عمل کو یوسفؑ کی ملاقات تک جاری رکھا حالانکہ اپنے ہی بیٹوں نے طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بنایا تھا لیکن یعقوب علیہ السلام رہتی دنیا کے لیے اسوہ چھوڑ گے کہ زندہ پر رونا اور جزع وفزع کرنا سنت یعقوبی اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی ہے۔ مردہ پر تو ہر ایک گریہ کرتا ہے مگر زندہ پر گریہ کرنا عجیب ہے، لیکن یہ بھی سنت انبیاء کرام ہے۔ یہ دعوت فکر اہل علم کے لیے ہے۔

باب نہم

نوحہ

نبی کریم کا حضرت حمزہؓ پر نوحہ اور گریہ کرنے کا حکم دینا

نوحہ، گریہ، ماتم اور تاریخ نوحہ

امام راغب اصفہانی مفردالقرآن میں لفظ ن۔و۔ح کی بحث میں یوں رقم ہوتے ہیں۔لفظ نوح یہ ایک نبی کا نام ہے۔دراصل یہ ناح ینوح کا مصدر ہے۔جس کے معنی بلند آواز کے ساتھ گریہ کرنے کے ہیں۔محاورہ ہے:

نَاحَتِ الحَمَامَةُ نُوحاً

''فاختہ کا نوحہ کرنا۔''

اس طرح نوح کے اصل معنی عورتوں کے ماتم کدہ میں جمع ہونے کے ہیں۔

النوائح، نوحہ گر عورتیں للنوح، مجلس گریہ۔جلد:۲، مترجم صفحہ:۱۰۸۴

علامہ محمد حسین نجفی نے یہ نوٹ مترجم وسائل الشیعہ جلد:۲، صفحہ:۲۹۰، حاشیہ پر لکھا ہے من وعن تحریر کیا جاتا ہے۔مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں نظم میں بیان کر کے اس پر گریہ وبکا کیا جاتا ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جائز عمل ہے۔اس طرح کلام کسی نثر میں ہو یا نظم میں اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حقائق کا اظہار کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ظاہر ہے ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔بعض منصف مزاج علمائے اہلِ سنت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔چنانچہ علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ:۵، ص:۶۴ پر لکھتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ فی نفسہٖ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔نفس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے۔حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں:

ماذا علی من شم تربة احمد ان لا يشم
مدى الزمان غواليا صبت علی مصائب

لوانها صبت على الايام صرن لياليا۔

''جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیا لازم
ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سونگھے۔''

مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے

پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پر ایک سخت وقت آیا جس کی وجہ سے اسلامی جماعت کی کمر ٹوٹ گئی اور اس کو نئی توانائی تک افواج کو بحال کرنے کے لیے ایک طویل وقت کی ضرورت تھی۔ وہ غزوہ احد تھا۔ جس میں لشکر اسلام میں ابتداء سے پھوٹ پڑ گئی اور وہ مفاد اور موقعہ پرست منافق کامیاب ہو گئے اور دل میں کینہ رکھنے والے وہ لوگ جو بظاہر اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے جب کہ وہ اسلام کے خلاف سازش اور مخالفین کے لیے جاسوسی کا کام کر رہے تھے ان کی سازشیں جاری تھیں اور اس کا نتیجہ لینا چاہتے تھے۔

مکہ کے مشرکین غزوۂ بدر کی شکست کو برداشت نہ کر پائے اور اس کے بدلے کے لیے تمام وسائل اور رسائل میں مصروف عمل تھے اور اسلامی جماعت کے اندر منافقین ان کو لحہ بہ لحہ واقعات سے باخبر رکھے ہوئے تھے۔ اس طرح ان کا حوصلہ بلند ہوتا چلا گیا اور ان کی کامیابی کے لیے منافقینِ اسلام تدبیر کرنے میں مصروف عمل تھے۔

بالآخر ایک وقت آیا مکہ کے مشرکین سیکڑوں میل مسافت طے کرتے ہوئے مدینہ کے اطراف کے پہاڑوں پر پہنچ گے۔ ادھر جناب رسالت مآب کی سربراہی میں ایک ہزار جنگجو کی جمعیت احد پہاڑ کے لیے روانہ ہوئی تھی تا کہ شہر کو محفوظ رکھا جائے اور اسلامی تشخص جس کی آبیاری ابھی نرسری میں تھی اس کو بچایا جائے۔ ابھی سفر کا آغاز ہوا تھا کہ افواج میں پھوٹ پڑ گئی اور عبداللہ بن ابی کی قیادت میں تین سو کی تعداد میں افراد الگ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنی خواتین کو بیوہ اور بچوں کو یتیم اور آئندہ نسلوں کو ختم نہیں کرا سکتے فواج اسلامی پر پہلی یہ چال اور وار کر کے بددل کرنا چاہتے تھے۔ تا کہ کامیابی کے زینہ تک نہ پہنچ پائیں۔

دوسرا نقصان اس وقت ہوا جب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افواج کو

جس طرح دفاعی پوزیشن پر مامور کیا تھا اس حکمت عملی کی بنا پر اسلامی افواج کو لڑائی کے ابتدائی مرحلہ میں فتح مل چکی تھی اور دشمن عملاً شکست کھا چکا تھا اور ان کے حوصلہ پست ہو چکے تھے۔ ادھر اسلامی افواج فتح کے نعرے بلند کرتے ہوئے دشمن کے مال واسباب کے لیے ٹوٹ پڑے اور وہ حکمت عملی جس کی بنا پر اسلامی افواج کو فتح میں بدل دیا تھا اس بے عملی کی وجہ سے مخالف افواج نے خوب فائدہ اٹھایا اور بکھرے ہوئے لشکر پر دوبارہ حملہ آور ہو گئے اس طرح مسلمانوں کی فوج کو کامیاب فتح کے بعد شکست ہو گئی اور اس میں مالی نقصان کے ساتھ ساتھ جانوں کا بڑا ضیاع بھی ہوا۔ البتہ خیر خواہ صحابہ کرام اور بنو ھاشم کے شاہ سوارں نے خوب جم کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اس گھمسان کے عالم میں آپ نبیؐ شدید زخمی ہو گئے اور آپ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس جنگ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ البتہ بنو ھاشم کے تاج، اللہ کے شیر اسلام کے محافظ سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اور دشمن نے ان کے لاشہ کو اس طرح پامال کیا کہ ان کے جسم کے گوشت کو بھی چبانے لگے۔ اس میں صحابہ کرام کی بڑی تعداد شہید ہو گئی۔ اور جنگ بند ہو گئی۔ اس عظیم نقصان کے بعد جب آپؐ باقی ماندہ لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس لوٹے تو شہداء کے ورثاء نے استقبال کیا۔ ان میں حضرت حمزہؓ کی بیٹی بھی تھی۔ اس پر صاحب مدارج النبوۃ نے یوں تحریر کیا:

> مروی ہے کہ جب مصیبت زدگان حضورؐ کے استقبال کے لیے باہر نکلے تھے تو فاطمہؓ دختر حضرت حمزہؓ راستہ کے کنارے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو دیکھ رہی تھیں۔ جوق در جوق لوگ آتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ اس میں اپنے والد حضرت حمزہؓ کی تلاش کرتی تھیں مگر لوگوں میں وہ نظر نہیں آئے۔ حضرت صدیقؓ سے انہوں نے دریافت کیا میرے والد کہاں ہیں۔؟ میں ان کو اس لشکر میں نہیں دیکھ رہی ہوں؟ حضرت صدیق کا دل بھر آیا اور چشم پرنم ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا: ابھی

رسول خداؐ تشریف لاتے ہیں۔ جب سید عالمؐ تشریف لائے تو اپنے والد کو حضورؐ کے ساتھ بھی نہ دیکھا۔ سواری کی لگام تھام کر عرض کرنے لگی: یا رسول اللہؐ میرے والد کہاں ہیں؟ فرمایا: تمہارا والد میں ہوں! عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کلام مبارک سے خون کی بو آ رہی ہے۔ اور ان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صحابہ کرام کے بھی آنسو نکل آئے۔ اس کے بعد فاطمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ فرمایا: اے بیٹی! اگر ان کی کیفیت بیان کروں تو تمہارا دل قابو میں نہ رہے گا اس سے فاطمہؓ کی چیخ نکل گئی۔

ابن مسعود کہتے ہیں:

مارئینا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باکیا اشد من بکاء علی حمزہ۔

''ہم نے حضرت رسول خداؐ کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا وہ حضرت حمزہ پر روتے تھے۔'' (کذا سیرت حلبیہ)

آپؐ ۲۲ شوال کو روز شنبہ مدینہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ جب انصار کے محلہ سے (اوائل شب میں) گذرے تو خواتین کے رونے اور نوحہ و ماتم کی آوازیں سنیں جو احد میں شہید ہونے والے عزیزوں پر گریہ و بکا کر رہی تھیں۔ یہ سن کر پیغمبرؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے اس پر مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

''غزوہ احد کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گذرتے تھے گھر گھر شہیدوں کا ماتم برپا تھا۔ مستورات اپنے اپنے شہیدوں پر نوحہ کر رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ کا دل بھر آیا اور فرمایا: حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں؟''

طبری لکھتے ہیں:

''رسول اللہؐ جب بنی عبد الاشہل اور ظفر انصاری کے گھر سے گزارے۔ آپ نے وہاں نوحہ و بکا کا شور سنا تھا جو وہ اپنے مقتولوں پر کر رہے تھے۔ خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہوگیا، پھر فرمایا: لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟ (فوراً سن کر) جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنوعبد الاشہل کے خاندان کے گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کرو۔''

سیرت ابن ہشام کہتے ہیں:

ولكن حمزه لا بواكى له.

''لیکن ہائے افسوس حمزہؓ پر رونے والی عورتیں نہیں۔''

جب سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر بنوالاشہل کے مکان کی طرف لوٹے تو انھوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کریں۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم بن حنیف نے بنوعبد الاشہل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہؐ نے حمزہؓ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تم واپس چلی جاو۔ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:

پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا:

رضى الله تعالىٰ عنكن و عن اولادكن واولاد اولاد كن.

''اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔''

واقدی کہتا ہے: پھر یہ مدینہ میں روایت پیدا ہوگئی کوئی اپنے پر نہ روئے جب تک

اس کا آغاز حضرت حمزہؓ کے نام سے نہ ہو۔ اس واقعہ پر جو حجیت قائم ہوئی اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔

قانون

- آپ نے خواہش ظاہر کی جو حکم کا مقام رکھتا ہے کہ حضرت حمزہؓ پر رویا جائے۔
- اصحابہ کرام انصار نے اس حکم کو بجا لانے کے لیے اپنی خواتین کو گھروں سے لائے۔
- خواتین نے پاک نبی کریم کے گھر حضرت حمزہؓ کے نام سے محاسن بیان کرتے ہوئے ماتم اور نوحہ کیا۔
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر حجت ہے۔
- شہداء پر عزیز و اقارب کی آہ بکاء اور نوحہ خوانی کرنے پر آپ نے جائز قرار دیا۔
- حضرت حمزہؓ کا نوحہ (مرثیہ، اور مناقب جو غم کے موقعہ پر کیے اور پڑھے جاتے ہیں) کی آواز نہ سنا تو حکم دیا کہ ان پر بھی نوحہ اور مرثیہ کیا جائے۔
- آپ نے حضرت حمزہؓ کے نوحہ خواں عورتوں اور ان کی اولادوں پر دعائے خیر کی۔
- مدینہ میں یہ روایت بن گی کہ جب کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا تو حضرت حمزہؓ کے نام سے آہ و بکاء اور نوحہ سے آغاز کیا جاتا تھا، جب کہ آپ بھی تبلیغ دین میں مصروف بہ عمل تھے۔

استنباطِ حکم

- پاک نبیؐ کے قول، فعل اور تقریر سے دین کا حکم مستنبط ہوتا ہے۔
- نوحہ اور گریہ کم حکم جائز ہونے کی علت ہے۔
- انصار کی خواتین کے عمل کو پسند کیا جو حکم تقریری ہے۔
- انصار کی روایت کہ جب کوئی شہید کی خبر یا لاش آتی تو اس پر نوحہ اور ماتم میں جو محاسن اور خوبیاں کی جانا مطلوب ہوئیں اُن اس کا آغاز حضرت حمزہ سے کرتے

تھے۔

- نام لے کر گریہ اور نوحہ کرنا حضرت یعقوبؑ نبی کا حضرت یوسفؑ پر اور پاک نبیؐ کا حضرت حمزہؓ پر جائز کا حکم ہے۔ اس طرح امام حسینؑ کا نام لے کر گریہ اور نوحہ کرنا حکم استنباط کرتے ہوئے جائز اور مستحسن عمل ہے۔
- امام حسینؑ سید الشہداء کا ہر سال گریہ و بکاء کرنا عمل تسلسل کا حصہ ہے۔
- اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کی توقع اور اجر و ثواب اور خیر و برکت کے موجب ہیں۔
- شہداء کی یاد کا عمل جاری رکھا جانا چاہیے تاکہ جہاد کے لیے ہر ایک کا خون گرم رہے باوقت ضرورت شوق شہادت کا جذبہ غالب رہے۔

روایات کتب اہلِ سنت

سیرت ابن ہشام

[بُكَاءُ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ عَلَى حَمْزَةَ] قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَمَرَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارٍ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَظَفَرٍ فَسَمِعَ الْبُكَاءَ وَالنَّوَائِحَ عَلَى قَتْلَاهُمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَى ، ثُمَّ قَالَ لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَمَرَا نِسَاءَهُمْ أَنْ يَتَحَزَّمْنَ ثُمَّ يَذْهَبْنَ فَيَبْكِينَ عَلَى عَمِّ رَسُولِ اللهِصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ بَنِي

عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَ لَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُكَاءَهُنَّ عَلَى حَمْزَةَ خَرَجَ عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ يَبْكِينَ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْنَ يَرْحَمُكُنَّ اللهُ فَقَدْ آسَيْتُنَّ بِأَنْفُسِكُنَّ۔ (صفحہ:۹۸، جلد:۳، خواتین کا نوحہ وبکا)

''ابن اسحق نے کہا: جب رسول اللہؐ بنوعبدالاشہل اور بنوظفر سے تعلق رکھنے والے انصاریوں کے ایک مکان کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہداء پر نوحہ و بکا کرتے ہوئے سنا۔ آپ کی چشمہائے مبارک سے بھی آنسو نکل پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا لیکن کاش کہ کوئی حمزہؓ پر رونے والی عورتیں بھی ہوتیں؟ جب سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر بنوالاشہل کے مکان کی طرف لوٹے تو انھوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کریں۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حکیم بن حنیف نے بنوعبدالاشہل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہؐ نے حمزہؓ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے۔ تم واپس چلی جاؤ۔ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔ (مترجم عبدالجلیل صدیقی صفحہ:۸۳، جلد:۲)

المغازی واقدی

وَأَقْبَلَ حَتَّى نَزَلَ بِبَنِي حَارِثَةَ يَمِينًا حَتَّى طَلَعَ عَلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَى قَتْلَاهُمْ فَقَالَ لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بواكي له.

فَخَرَجَ النّسَاءُ يَنظُرْنَ إِلَى سِلَامَةِ رَسُولِ اللهِصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ أُمّ عَامِرٍ الْأَشْهَلِيَةُ تَقُولُ قِيلَ لَنَا قَدْ أَقْبَلَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي النّوْحِ عَلَى قَتْلَانَا. فَخَرَجْنَا فَنَظَرْت إلَيْهِ فَإِذَا عَلَيْهِ الدّرْعُ كَمَا هِيَ فَنَظَرْت إلَيْهِ فَقُلْت: كُلّ مُصِيبَةٍ بَعْدَك جَلَلٌ.

المغازی الواقدی

وَمَضَى سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مَعَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلَى بَيْتِهِ ثُمّ رَجَعَ إلَى نِسَائِهِ فَسَاقَهُنّ وَلَمْ تَبْقَ امْرَأَةٌ إلّا جَاءَ بِهَا إلَى بَيْتِ رَسُولِ اللهِصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْنَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ . وَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَ مِنْ النّوْمِ لِثُلُثِ اللّيْلِ فَسَمِعَ الْبُكَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا ؟ فَقِيلَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ يَبْكِينَ عَلَى حَمْزَةَ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللهُ عَنكُنّ وَعَنْ أَوْلَادِكُنّ وَأَمَرَنَا أَنْ نُرَدّ إلَى مَنَازِلِنَا . قَالَتْ فَرَجَعْنَا إلَى بُيُوتِنَا بَعْدَ لَيْلٍ مَعَنَا رِجَالُنَا ، فَمَا بَكَتْ مِنّا امْرَأَةٌ قَطّ إلّا بَدَأَتْ بِحَمْزَةَ إلَى يَوْمِنَا هَذَا [ص[۳۱۴]جلد[۱]

(باب سلام النبی واصحابه علی الشهداء)

"(مشترکہ) پاک نبی اکرمؐ جب احد سے واپس مدینہ پہنچے تو

انصار کے مرد وخواتین اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کر رہے تھے۔
آپ نبی کریمؐ نے فرمایا: ''کاش کہ میرے چچا حضرت حمزہؓ پر بھی کوئی روتا'' پس عورتیں گھروں سے نکل کر پاک نبی کریمؐ کے گھر گئیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ آپ کے ساتھ تھے۔ پھر سعد اپنے خاندان کی سب عورتوں لے کر نبی اکرمؐ کے گھر آئے تو خواتین نے مغرب اور عشاء کے درمیان تک نوحہ اور گریہ کیا۔ آپؐ جب نیند سے بیدار ہوئے جو رات کا تیسرا پہر تھا۔ پھر آپ نے آہ و بکاء کو سنا اور پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں حضرت حمزہؓ پر آہ و بکاء کر رہی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان خواتین پر اور ان کی اولادوں پر۔ خواتین کو حکم ہوا کہ اب آپ اپنے اپنے گھروں کی طرف جائیں پھر ہم خواتین اپنے مردوں کے ساتھ رات کے وقت گھروں کی جانب پلٹ گئیں۔ پھر یہ مدینہ میں روایت پیدا ہو گئی کہ کوئی اپنے مردے پر نہ روئے جب تک اس پر رونا کا حضرت حمزہؓ کے نام سے شروع نہ کیا گیا ہو۔''

تاریخ طبری

قال: ومر رسول الله صلى الله عليه وسلم بدار من دور الأنصار من بني عبد الأشهل وظفر، فسمع البكاء والنوائح على قتلاهم، فذرفت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكى ثم قال: لكن حمزة لا بواكي له! فلما رجع سعد بن معاذ وأسيد بن حضير إلى دار بني عبد الأشهل أمر نساءهم أن

يتحزمن ثم يذهبن فيبكين على عم رسول الله باب غزوه احدص(٤٨١) ج(١).

''رسول اللہؐ جب بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاری کے گھر سے گزرے۔ آپ نے وہاں نوحہ وبکاء کا شور جو وہ اپنے مقتولوں پر کر رہے تھے۔ خود آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہوگیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں۔ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندان کے گھر آئے تو اُنہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کرو۔''

(مترجم محمد ابراہیم ایم اے ندوی)

تاریخ کامل

ومر رسول الله، صلى الله عليه وسلم، بدار من دور الأنصار فسمع البكاء والنوائح، فذرفت عيناه فبكى وقال: لكن حمزة لا بواكي له! فرجع سعد بن معاذ إلى دار عبد الأشهل فأمر نساءهم أن يذهبن فيبكين على حمزة ص(٢٩٨) ج(١)

''پاک نبی اکرمؐ جب جنگ اُحد کے بعد شہر مدینہ پہنچ پائے تو دیکھا کہ انصار کے گھروں سے (اپنے اپنے شہداء پر) نوحہ اور آہ بکاء کی آوازیں آرہی تھیں۔ تب بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور رو پڑے اور فرمایا: ''کاش میرے چچا حمزہ پر بھی رونے والا ہوتا۔'' تب سعد بن معاذ عبدالاشہل قبیلہ کی طرف لوٹے اور ان سب عورتوں کو لے کر پاک نبی اکرمؐ

کے پاس چلے آئے۔آنہوں نے اپنی عورتوں کو حکم کیا کہ آپ پاک نبی کریمؐ کے گھر جائیں اور حضرت حمزہؓ پر نوحہ خوانی اور آہ وبکا کریں۔''

تاریخ السلام

وقال لما سمع البكاء : لكن حمزة لا بواكي له. واستغفر له فسمع ذلك سعد بن معاذ وابن رواحة وغيرهما فجمعوا كل نائحة وباكية بالمدينة فقالوا : والله لا تبكين قتلى الأنصار حتى تبكين عم رسول الله . فلما سمع رسول الله صلى الله عليه و سلم بالبكاء قال : ما هذا قال : فأخبر فاستغفر لهم وقال لهم خيرا (٢١٠)(١) باب غزوه احد.

''(جب آپ نبیؐ جنگ کی فراغت کے بعد شہر مدینہ تشریف لائے) آپ نے آہ وبکاء کو سنا لیکن حضرت حمزہؓ پر کوئی گریہ وبکاء نہیں کر رہا تھا۔آپ نے ان کے لیے استغفار کیا جب یہ بات سعد بن معاذ اور ابن رواحہ نے سنی تو پھر نوحہ خواں حضرات کو جمع کیا اور حضرت حمزہؓ پر گریہ اور نوحہ کیا پھر اللہ کی قسم جب بھی کسی پر گریہ کیا جاتا تو انصار کی خواتین حضرت حمزہؓ کے نام سے شروع کرتی تھیں۔پس جب رسول اللہ آہ وبکاء کو تو آپؐ نے سنا فرمایا: یہ کیا ہے تب ان کی خبر کی تو آپؐ ان کے لیے کلمہ خیر کہا۔''

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

قال ابن إسحاق : و مر رسول الله صلى الله عليه و سلم بدار بني عبد الأشهل فسمع

البكاء و النوائح على قتلاهم فذرفت عينا رسول الله صلى الله عليه و سلم ثم قال: [لكن حمزة لا بواكي له] فلما رجع سعد بن معاذ و أسيد بن الحضير إلى دار بني عبد الأشهل أمرا نساءهن أن يتحزمن ثم يذهبن فيبكين على عم رسول الله صلى الله عليه و سلم.

فحدثني حكيم بن حكيم بن عباد بن حنيف عن بعض رجال بني عبد الأشهل قال: لما سمع رسول الله صلى الله عليه و سلم بكاءهن على حمزة خرج عليهن و هن في باب المسجد يبكين فقال :

[ارجعن يرحمكن الله فقد آسيتن بأنفسكن] ص(۹۴) ج(۲)

''رسول اللہؐ جب بنی عبد الاشہل اور ظفر انصاری کے گھر سے گزرے۔ آپؐ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولوں پر کر رہے تھے۔ اس پر آپؐ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا: ''لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟'' جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبد الاشہل کے خاندان کے گھر آئے تو انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کرو، تب آپ گھر سے نکلے اور خواتین مسجد کے دروازے پر (نوحہ خوانی اور مرثیہ) آہ و بکاء کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: پلٹ جائیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے آپ نے تعزیت کا حق

ادا کیا ہے۔"

تاریخ ابنِ کثیر

زيد حدثني نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه و سلم لما رجع من أحد فجعل نساء الانصار يبكين على من قتل من أزواجهن قال فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم ولكن حمزة لا بواكي له قال ثم نام فاستنبه وهن يبكين قال فهن اليوم اذا يبكين يندبن حمزة وهذا على شرط مسلم.

"ابنِ عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ احد سے مدینہ پلٹے تو انصار کی خواتین اپنے مقتولین (شوہروں) پر گریہ کر رہی تھیں۔ تب آپ نے فرمایا: کاش کہ کوئی میرے چچا حمزہؓ پر بھی گریہ کرنے والا ہوتا؟ پھر آپ آرام کرنے لگے۔ جب آپ بیدار ہوئے اسی اثنا میں انصار کی خواتین نے آپ کے گھر آ کر گریہ کیا۔ اس کے بعد جب بھی یہاں گریہ ہوتا تو حضرت حمزہؓ سے شروع ہوتا۔"

تاریخ ابنِ کثیر

وقال موسى بن عقبة ولما دخل رسول الله صلى الله عليه و سلم أزقة المدينة اذا النوح والبكاء في الدور قال ما هذا قالوا هذه نساء الانصار يبكين قتلاهم فقال لكن حمزة لا بواكي له واستغفر له فسمع

ذلك سعد بن معاذ بن عبادة ومعاذ بن جبل وعبد الله بن رواحة فمشوا الى دورهم فجمعوا كل نائحة باكية كانت بالمدينة فقالوا والله لاتبكين قتلى الانصار حتى تبكين عم النبي صلى الله عليه و سلم فإنه قد ذكر أنه لا بواكي له بالمدينة وزعموا ان الذي جاء بالنوائح عبد الله بن رواحة فلما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما هذا فأخبر بما فعلت الانصار بنسائهم فاستغفر لهم وقال لهم خيرا.

''موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی کریمؐ غم زدہ مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگوں (صحابہ) کے گھروں میں نوحہ اور گریہ کی آوازیں سنائی دی۔ آپ نے دریافت کیا یہ کیا عمل ہے؟ صحابہ نے کہا: یہ انصار کی خواتین ہیں جو اپنے اپنے مقتولین (شہیدوں) پر نوحہ اور گریہ کر رہی ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ کاش میرے چچا حمزہؓ پر کوئی گریہ کرنے والا ہوتا؟ اور ان پر استغفار کیا جائے۔ جب یہ فرمان وحی زبان مصطفیؐ سے جاری ہوا تو سعد بن معاذ، معاذ بن جبل اور عبداللہ بن رواحہ اپنے اپنے گھروں میں گئے (مقتولوں کے گھروں سمیت) تو نوحہ خواں اور گریہ کرنے والیوں کو پاک نبی کریمؐ کے گھر جمع کیا (اور نوحہ اور ماتم کیا)۔ پھر صحابہ نے کہا کہ خدا کی قسم یہ انصار کی خواتین نے اپنے مقتولین پر کبھی بھی ماتم نہیں کیا جب

تک پاک نبی کریمؐ کے چچا حمزہؓ پر ماتم سے آغاز نہ کیا ہو۔ اور جو ذکر ہوا ہے کہ لا بواکی لہ مدینہ میں تھا جب عبداللہ بن رواحہ کی سربراہی میں نوحہ خواں آئے اور آپ نے سماعت فرمایا: آپ نے پوچھا یہ کون؟ بتایا گیا: یہ انصار اپنی خواتین کے ساتھ ہیں جنہوں نے حضرت حمزہؓ پر نوحہ خوانی اور ماتم کیا تھا، پھر آپ نے ان کے لیے دعا استغفار اور کلمہ خیر کی دعا فرمائی۔"

مدارج النبوت۔

جب رسول اللہؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اکثر انصار کے گھر وں سے عورتوں کے رونے کی آواز سماعت فرمائی مگر حضرت حمزہؓ کے گھر سے رونے کی آواز نہ سنائی دی۔ فرمایا: لکن حمزة لا بواکی لہ مطلب یہ کہ حضرت حمزہؓ کے لیے کوئی عورت رونے والی نہیں ہے، انصار نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنے عورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہؓ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے روؤ اس کے بعد گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لیے روؤ۔ انصار کی عورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہؓ کے گھر آئیں اور آدھی رات تک ان کے لیے روتی رہیں۔ حضورؐ خواب گاہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہؓ کے گھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سماعت فرمائیں دریافت فرمایا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا گیا یہ آپ کے چچا پر انصار کی عورتوں کے رونے کی آوازیں ہیں۔ پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا: رضی اللہ تعالی عنکن و عن اولادکن واولاد اولاد کن. "اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔"

طبقات الکبری ابن سعد

وسمع رسول الله، صلى الله عليه وسلم، البكاء في بني عبد الأشهل على قتلاهم، فقال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: لكن حمزة لا بواكي له فسمع ذلك سعد بن معاذ فرجع إلى نساء بني عبد الأشهم فساقهن إلى باب رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فبكين على حمزة، فسمع ذلك رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فدعا لهن وردهن، فلم تبك امرأة من الأنصار بعد ذلك إلى اليوم على ميت إلا بدأت بالبكاء على حمزة ثم بكت على ميتها.

''جب رسول اللہؐ مدینہ پہنچ کر زنان بنی عبد الاشہل کا رونا سنا جو کہ اپنے مقتولین کو رو رہی تھیں تو آپؐ نے فرمایا افسوس حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہیں ہے؟ یہ سن کر سعد ابن معاذ صحابی زنان بن عبد الاشہل کے پاس گئے اور ان کو پاک نبی کے گھر لائے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں آ کر حضرت حمزہؓ پر نوحہ و بکا کیا۔ جسے سن کر پیغمبرؐ نے ان عورتوں کے لیے دعائے خیر کی۔ ان کو ان کے گھروں کی جانب واپس فرمایا۔ پس اس کے بعد انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہیں تھی جو بغیر حضرت حمزہؓ پر نوحہ کیے ہوئے اپنے میت کے لیے روتی۔''

طبقات الکبری ابن سعد

وقال عبد الملك بن عمرو في حديثه عن

زهير بن محمد: وقال بارك الله عليكن
وعلى أولادكن وعلى أولاد أولادكن،
وقال عبد الله بن مسلمة في حديثه عن
عبد العزيز بن محمد: رحمكن الله ورحم
أولادكن وأولاد أولادكن.

''پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا: رضی الله تعالى
عنكن و عن اولادكن واولاد اولاد كن.
''اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔''

طبقات الکبری

ابن سعد قال: أخبرنا محمد بن عبد الله
الأنصاري قال: أخبرنا محمد بن عمرو قال:
أخبرنا محمد بن إبراهيم قال: مر رسول
الله، صلى الله عليه وسلم، حين انصرف
من أحد، وبنو عبد الأشهل نساؤهم يبكين
على قتلاهم، فقال رسول الله، صلى الله
عليه وسلم: لكن حمزة لا بواكي له. فبلغ
ذلك سعد بن معاذ، فساق نساءه حتى جاء
بهن إلى باب المسجد يبكين على حمزة.
قالت: عائشة: فخرجنا إليهن نبكي معهن،
فنام رسول الله، صلى الله عليه وسلم،
ونحن نبكي ثم استيقظ فصلى صلاة العشاء
الآخرة، ثم نام ونحن نبكي، ثم استيقظ
فسمع الصوت فقال: ألا أراهن ها هنا إلى

الآن؟ قولوا لهن فليرجعن، ثم دعا لهن ولأزواجهن ولأولادهن،

''رسول اللہؐ جب غزوۂ اُحد سے پلٹے اور بنی عبد الاشہل کے گھروں سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہی تھیں۔اس پر آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا: لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟ جب یہ خبر سعد بن معاذ تک پہنچی تو وہ رونے والی خواتین کو لے کر مسجد کے دروازے پر لے آئے، تاکہ حضرت حمزہؓ پر رویا جائے۔حضرت عائشہؓ زوجہ پیغمبر اسلام کہتی ہیں: ہم بھی گھروں سے نکلی تھیں تاکہ رونے والوں کے ساتھ رویا جائے۔آپ نبی کریمؐ سو گئے جب کہ ہم حالت گریہ میں مصروف تھیں۔پھر پاک نبی کریم جاگے اور نماز عشا پڑھی اور پھر آرام کرنے لگے اور ہم بدستور حالت گریہ میں تھیں۔جب آپ جاگے اور آوازوں کو سنا تو فرمایا کیا آپ ابھی تک حالت گریہ میں مصروف ہیں؟ پھر آپ نے ان کو پلٹ جانے کا اس دعا کے ساتھ رخصت کیا کہ صحابہ کی ازواج اور ان کی اولادوں کے لیے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔''

طبقات الکبری ابن سعد

قال: أخبرنا محمد بن إسماعيل بن أبي فديك قال: قال أخبرنا محمد بن أبي حميد عن بن المنكدر قال: أقبل رسول الله، صلى الله عليه وسلم، من أحد، فمر على بني عبد الأشهل، ونساء الأنصار يبكين على

هلكاهن يندبنهم، فقال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: لكن حمزة لا بواكي له، قال فدخل رجال من الأنصار على نسائهم فقالوا: حولن بكاءكن وندبكن على حمزة.

''رسول اللہؐ جب غزوہ اُحد سے پلٹے اور بنی عبد الاشہل کے گھروں سے گزرے۔ آپ نے وہاں سنا کہ نوحہ و بکاء کا شور تھا جو خواتین وہ اپنے مقتولین پر گریہ اور ندبہ کر رہی تھیں اس پر آپ کی آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں؟ پھر انصار کے مرد اپنے عورتوں کے پاس گئے اور کہا کہ آپ جائیں اور اردگرد کا دائرہ بنا کر حضرت حمزہؓ پر ندبہ اور گریہ (ماتم) کریں۔''

طبقعات ابنِ سعد

وبكت الأنصار على قتلاهم فسمع ذلك رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فقال: لكن حمزة لا بواكي له. فجاء نساء الأنصار إلى باب رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فبكين على حمزة فدعا لهن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وأمرهن بالانصراف؛ فهن إلى اليوم إذا مات الميت من الأنصار بدأ النساء فبكين على حمزة ثم بكين على ميتهن.(٢،٤٤)غزوہ احد۔

''پاک نبی کریمؐ اُحد پہاڑ سے واپس مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ انصار

کے مرد اپنے شہید مقتولوں پر گریہ کر رہے تھے۔ جب یہ آوازیں پاک نبی کریمؐ کے کانوں تک پہنچی تو فرمایا: کاش چچا حمزہؓ پر بھی کوئی گریہ وبکاء کرنے والا ہوتا؟ تب انصار کی خواتین پاک نبی کریمؐ کے گھر آئیں اور حضرت حمزہؓ کے نام لے کر گریاو ماتم کیا پھر ان خواتین کو دعا دی اور حکم دیا کہ واپس چلی جائیں۔ اس دن سے جب کوئی انصار کے ہاں کوئی میت ہوتی تو وہ عورتیں حضرت حمزہؓ کا نام لے کر ماتم کرتیں اور پھر اپنی میت پر گریہ وبکاء کرتیں تھیں۔"

سیرت نبی شبلی نعمانی

"آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

اما حمزہ فلا بواکی لہ؟

"لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں۔"

انصار نے یہ لفظ سنتے تو تڑپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پیغمبر اسلام پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔"

استیعاب

وذكر الواقدي قال لم تبك امرأة من

الأنصار على ميت بعد قول رسول الله صلى الله عليه وسلم: " لكن حمزة لا بواكي له إلى اليوم " . إلا بدأت بالبكاء على حمزة ثم بكت ميتها

''واقدی نے ذکر کیا ہے کہ کسی عورت نے اپنی میت پر آہ وبکاء نہیں کیا۔ جب سے پاک نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ کاش کہ جناب حمزہ شہید پر کوئی گریہ کرنے والا ہوتا۔ اولاً حضرت حمزہ کے نام پر گریہ کیا جاتا اس کے بعد اپنے میت پر گریہ کیا جاتا تھا۔''

سنن ابن ماجه

حدثنا هارون بن سعيد المصري . حدثنا عبد الله بن وهب. أنبأنا أسامة بن زيد عن نافع عن ابن عمر.

أن رسول الله صلى الله عليه و سلم مر بنساء عبد الأشهل يبكين هلكاهن يوم أحد. فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم (لكن حمزة لا بواكي له) فجاء نساء الأنصار يبكين حمزة ترجمہ بالا ایضاً

حوالہ جات

(۱) سیرت ابن ہشام عبدالملک ابن ہشام باب غزوہ احد ص:۹۸، ج:۳ خواتین کا نوحہ وبکاء۔
(۲) المغازی واقدی ص:۳۱۴، جلد:۱، باب سلام النبی واصحابہ علی الشہداء۔
(۳) تاریخ طبری ابن جریر طبری غزوہ احد ص:۴۸۱، ج:۱۔
(۴) تاریخ کامل ابن اثیر جزری غزوہ احد صفحہ:۲۹۸، جلد:۱۔
(۵) تاریخ السلام شمس الدین ذہبی ص:۲۱۰، ج:۱۔
(۶) تاریخ ابن کثیر باب غزوہ احد ص:۴۸، ج:۴، باب خروج النبیؐ واصحابہ (احد)۔
(۷) مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی باب غزوہ احد ص:۲۳۰، ج:۷، ۲۔
طبقات ابن سعد محمد بن سعد کاتب الواقدی باب حضرت حمزہ ص:۱۱، ۱۸۔ ج:۳۔
۸) سیرت النبی مولانا شبلی النعمانی غزوہ احد جلد:۱، صفحہ:۲۳۳۔
(۹) استیعاب فی معرفتہ الاصحاب ابن عبد البر باب حمزہ ابن عبدالمطلب ص:۱۱۰، ج:۱۔
(۱۰) تاریخ احمدی صفحہ:۴۵۔
(۱۱) اسدالغابہ ص:۲۸۷، ج
(۱) باب حمزہ بن عبدالمطلب۔
(۱۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز وباب گریہ کی رخصت۔

مکتب اہل بیت سے نوحہ وگریہ کی جوازیت

وسائل الشیعہ

وفي (كتاب إكمال الدين): عن أبيه ، عن سعد بن عبدالله، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن إسماعيل بن بزيع، عن ظريف بن ناصح ، عن الحسين بن يزيد قال: ماتت ابنة لأبي عبدالله (عليه السلام) فناح عليها سنة، ثم مات له ولد آخر فناح عليه سنة، ثم مات إسماعيل فجزع عليه جزعا شديدا فقطع النوح، قال: فقيل لأبي عبدالله (عليه السلام): أيناح في دارك ؟! فقال إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال لما مات حمزة: لكن حمزة لا بواكي له.

"حسین بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہوگئی۔ آپ نے اس پر ایک ماہ تک نوحہ کیا اور پھر ایک بیٹا فوت ہوگیا اس پر ایک سال تک نوحہ کیا پھر جب اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپ نے سخت جزع کا اظہار کیا۔ ایک عرصہ کے بعد بند کردی۔ آپ سے سائل نے سوال کیا کہ آپ نے گھر پر نوحہ کرایا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا نے جناب

حمزہؓ کی شہادت پر فرمایا تھا: کیا میرے چچا حمزہ پر رونے والی کوئی عورت نہیں ہے (یہ امر جائز ہے۔)۔"

وسائل الشیعہ

وروى الشيخ زين الدين في (مسكن الفؤاد) أن فاطمة (عليها السلام) ناحت على أبيها ، وأنه أمر بالنوح على حمزة

"شہید ثانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کے موقعہ پر جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے ان پر نوحہ کیا تھا اور جناب حمزہؓ کی شہادت پر آنحضرتؐ نے نوحہ کیا تھا۔"

وسائل الشیعہ

محمد بن علي بن الحسين قال: لما انصرف رسول الله (صلى الله عليه وآله) من وقعة أحد إلى المدينة سمع من كل دار قتل من أهلها قتيل نوحا وبكاءاً ، ولم يسمع من دار حمزة عمه، فقال (صلى الله عليه وآله): لكن حمزة لا بواكي له، فآلى أهل المدينة أن لا ينوحوا على ميت ولا يبكوه حتى يبدؤوا بحمزة فينوحوا عليه ويبكوه ، فهم إلى اليوم على ذلك.

"پاک نبی اکرمؐ جب جنگِ احد کے بعد شہر مدینہ پہنچے تو دیکھا کہ انصار کے گھر سے (اپنے اپنے شہداء پر) نوحہ اور آہ بکا کی آوازیں آ رہی تھیں۔تب بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور رو پڑے اور فرمایا: کاش میرے چچا حمزہؓ پر بھی

رونے والا ہوتا!(تب سعد بن معاذ عبدالاشہل قبیلہ کی طرف
لوٹے اوران سب عورتوں کو لے کر پاک نبی اکرم کے پاس چلے
آئے۔آنہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ آپ پاک نبیؐ کے
گھر جائیں اورحضرت حمزہ پرنوحہ خوانی اورآہ وبکاء کریں)۔''

اس کے بعد اہلِ مدینہ نے قسم کھائی کہ وہ اپنے کسی مرنے والے پرنوحہ نہیں کریں گے اور نہ گریہ جب تک پہلے جناب حمزہؓ پرنہیں کریں گے اور وہ آج تک وہ اپنے عہد پر قائم ہیں۔

وسائل الشیعه علامه الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی : کتاب الطهارة باب دفن:۸۸، ۷۰۔مرنے والے پرگریا وبکاا اورنوحہ کرنے کی جوازیت صفحہ:۲۸۹، ۳۱۴:،
مترجم جلد:۲۔احادیث نمبر:[3516]2[3518]4[3662]

عائشہ صدیقہؓ نے
اپنے والد حضرت ابو بکرؓ کی وفات پر
نوحہ خوانی کی مجلس کا اہتمام کیا

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مقام و مرتبہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ باب دوم: ۲ میں ان کے فضائل باب سوم میں ان کی خدمات تحریر کی جا چکی ہیں۔ ازواج میں سے آپ تنہا خاتون ہیں جس کا پاک نبی کریمؐ سے باکرہ کی حیثیت سے عقد ہوا تھا یہ سعادت بھی آپ ہی کو حاصل تھی۔ آپ کی بلوغت تو ہو چکی تھی مگر ابھی عقل شعور میں پختگی نہیں آئی تھی کہ شادی ہوگئی تھی۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات تو آپ کے رخصتی عقد سے پانچ سال قبل ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بعد آپ نبی کریمؐ کو آپ سے بہت پیار تھا۔ دیگر خواتین سے زیادہ وقت آپ نے پاک نبی کریمؐ سے گزارا۔ اور زندگی کی تمام خوشیاں اور عنایات آپ کو حاصل تھیں۔ وہ اس لیے بھی جس کی وجہ سے ہر شخص کی نظر میں آپ کا مقام اور مرتبہ بھی بلند تھا کہ آپ آخری نبی کی زوجہ تھیں جہاں آپ پر آسانیاں تھی۔ وہاں آپ پر بھاری ذمہ داریاں بھی تھیں کہ لوگ دین کی راہنمائی کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے۔

آپ نے پاک نبی کریمؐ سے بہت سا سنا اور دیکھا۔ جس کی بنا پر اکثر واقعات کی عینی شاہد ہیں۔ غزوۂ احد جب ہوا تو آپ پاک نبیؐ کی زوجہ بن چکی تھیں اور شہدائے اُحد کے ورثاء نے اپنے اپنے مقتول شہید پر جو غم و رنج کیا تھا آپ بھی اس واقعہ کی عینی گواہ تھیں اور پاک نبی کریمؐ نے یہ حکم دیا کہ سید الشہداء حضرت حمزہ پر نوحہ خواں نہیں تو انصار

مردوں نے اپنی خواتین گھروں سے لا کر پاک نبیؐ کے گھر حضرت حمزہؓ کا نوحہ اور ماتم کیا تھا۔

خانگی زندگی سے لے کر سفر اور حرب میں اکثر ساتھ تھیں۔ ان سے جو مسئلہ کی راہنمائی لی جاتی تھی وہ آپ نبی کریمؐ سے خود سن رکھا تھا جس کو آپ بیان فرماتی تھیں، اس لیے ان کا قول اور عمل دین میں حجت سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ امت کے نزدیک آپ دین کی مفسرہ ہیں۔ خواتین کے علاوہ مرد بھی آپ سے مسائل جانتے تھے چونکہ نزولِ قرآن کی آپ گواہ تھیں اور اکثر آیات کا نزول آپ کے گھر میں ہوا ہے۔ اس لیے امت کے نزدیک آپ نبی آخر زمان کی زوجہ ہونے کے ناطے آپ دین کی مفسرہ اور نمونہ عمل سمجھی جاتی تھی۔

جب آپ کے والد گرامی حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوا تو ان کی موت اور غم نے عرب کو بالخصوص مدینہ کے باسیوں کو سوگوار کر دیا تھا۔ چونکہ امت ان کی سرپرستی سے محروم ہو گئی تھی اور گھر والوں پر رنج والم کا سماں تھا۔ آپ بی بی نے والد کے محاسن اور عظمت بیان کرنے کے لیے نوحہ خواں عورتوں کی پارٹی کو مدعو کیا تا کہ ان کے والد پر نوحہ خوانی کی جاسکے۔ اس پر مجلس نوحہ خوانی منعقد ہوئی۔ چونکہ یہ بھی عرب میں تعزیت کا ایک رواج تھا کہ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں بیان کی جائیں، جو کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہوں ان کو بیان کیا جائے۔ محاسن اور خوبیاں مرثیہ اور نوحہ کی صورت میں ہوتا ہے اس لیے بی بی عائشہؓ نے نوحہ خواں جماعت طلب کر کے مامور کیا اور نوحہ خوانی کروائی۔ اس کی تکمیل کے بعد اس پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

عبارات متن

تاریخ طبری

باب قال: جعل قبر أبي بكر مثل قبر النبي صلى الله عليه وسلم مسطحاً ؛ ورش

علیه الماء، وأقامت علیه عائشة النوح.

''حضرت ابوبکرؓ کی قبر بھی پاک نبی کریمؐ کی قبر کی ساتھ مسطح بنائی تھی اور اس پر پانی چھڑکا گیا اس کے بعد جناب عائشہ نے نوحہ خواں کی جماعت کو دعوت دی۔''

طبری

حدثني يونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرنا يونس بن يزيد عن ابن شهاب ؛ قال: حدثني سعيد بن المسيب، قال: لما توفى أبو بكر رحمه الله أقامت عليه عائشة النوح باب ذكر مرض ابى بكر ووفاته.

''جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی ان پر حضرت عائشہ نے نوحہ کرنے والیوں کا اہتمام کیا۔''

تاریخ کامل

وجعل قبره مثل قبر النبي، صلى الله عليه وسلم، مسطحاً. وأقامت عائشة عليه النوح باب ذكر وفا ابى بكر

''حضرت ابوبکرؓ کی قبر بھی پاک نبی کریمؐ کی قبر کی مسطح بنائی تھی۔ اس کے بعد جناب عائشہ نے نوحہ خواں کی جماعت کو نوحہ کرنے کی دعوت دی۔''

عقدالفرید

قال لما توفى ابوبكر اقامت عليه عائشه النوح.

''راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تو جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ کرنے والی عورتوں کو نوحہ کرنے کے لیے جمع کیا۔''

کنزالعمال

عن سعيد بن المسيب قال : لما توفي أبو بكر أقامت عائشة عليه النوح

''سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی جناب عائشہ نے ان پر نوحہ خواں سے نوحہ کرایا۔''

کنزالعمال

عن عائشة قالت: توفي أبو بكر بين المغرب والعشاء فأصبحنا فاجتمع نساء المهاجرين والأنصار وأقاموا النوح وأبو بكر يغسل ويكفن.

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی مغرب اور عشاء کا وقت تھا۔ اس وقت ہم نے مہاجرین اور انصار عورتوں کا اجتماع پایا۔ تب نوحہ خواں نے ابوبکر پر نوحہ کیا، جب کہ آپ کو غسل اور کفن دیا جا رہا تھا۔''

حوالہ جات کتب

(۱) تاریخ طبری ابن جریر طبری باب وفات ابوبکر صفحہ:۲۱۷، جلد:۲۔
(۲) تاریخ کامل ابن اثیر باب وفات ابوبکر صفحہ:۳۹۵، جلد:۱۔
(۳) عقد الفرید مولف شہاب الدین مالکی باب وفات ابوبکر جلد:۲، صفحہ:۲۔
(۴) کتاب کنزالعمال مولف علی بن حسام الدین للتقی هندی باب للموت ابوبکر صفحہ:۱۱۳۰، ۱۱۳۱۔ جلد:۱۵۔

حضرت عمرؓ پر جنات کا نوحہ اور سورج گرہن، مرثیہ

حضرت عمرؓ کا مقام و مرتبہ مسلمانوں کے نزدیک ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ان کی انتظامی صلاحیت تاریخ کے لیے ایک سنہری باب ہے۔جو آج بھی عدل و انصاف کے مقام پر ان کی مثال دی جاتی ہے۔دین پر سختی سے قائم رہنا اور قائم رکھنا ان کا ماٹو تھا۔لہذا انسانوں کے علاوہ جنات بھی ان کی شہادت پر غم والم میں برابر کے شریک تھے۔حادثہ کی خبر تو ہر ایک واقف کار تھا لیکن اہل مخبر نے غیر مری قوتوں سے ان کلام کو اخذ کیا ہے کہ وہ بھی حضرت عمرؓ پر ان کے محاسن نوحہ کی صورت میں بیان کرتے تھے۔البتہ اس حادثہ پر انسان اور جنات نے غم منایا تھا۔

﴿۱﴾ صواعق محرقہ مترجم باب (ششم) وفات حضرت عمر صفحہ:۳۶۵ پر رقم ہے کہ صحیح روایت یہ ہے: آپ کی وفات کے روز سورج کو گرہن لگا اور جنات نے آپ پر نوحہ کیا۔حاشیہ پر درج ہے کہ سورج گرہن کی روایت کو طبرانی نے عبدالرحمن بن یسار سے روایت کیا ہے۔نور الہیثمی نے مجمع الزوائد میں کہا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں اور محب الدین طبری نے حسن بن ابی جعفر سے ذکر کیا ہے کہ زمین تاریک ہو گئی تھی اور بچے ماؤں سے پوچھتے تھے کہ کیا قیامت آ گئی ہے؟ تو وہ کہتی تھیں۔نہیں بیٹے عمر بن خطاب قتل ہو گئے ہیں۔

ذکر رثاء الجن لعمر جنات کا حضرت عمرؓ کے غم پر نوحہ خوانی

ریاض النضرہ

عن عائشة قالت: ناحت الجن على عمر قبل أن يموت بثلاث فقالت

''حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب پر

جنات نے نوحہ کیا تھا قبل از آپ پر موت واقعہ ہوتی اور فرمایا' یہ سنا گیا۔"

أبعد قتيلٍ بالمدينة أظلمت له الأرض تهتز العضاة بأسوق

جزى الله خيراً من إمام وباركت يد الله في ذاك الأديم الممزقِ

فمن يسع أو يركب جناحي نعامةٍ ليدرك ما قدمت بالأمس يسبق

قضيت أموراً ثم غادرت بعدها بوائق من أكمامها لم تفتق

تاريخ الخلفاء وأخرج عن سليمان بن يسار أن الجن ناحت على عمر.

وأخرج الحاكم عن مالك بن دينار قال: سمع صوت بجبل تبالة حين قتل عمر رضي الله عنه:

ليبك على الإسلام من كان باكياً فقد أوشكوا صرعى وما قدمُ العهد

وأدبرت الدنيا وأدبر خيرها وقد ملها من كان يوقن بالوعد

"سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی موت واقعہ ہوئی تو جنوں نے بھی نوحہ کیا۔ حاکم بن دینار سے روایت ہے کہ جب آپ شہید ہوگئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیے گئے۔ جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ روئے کیونکہ وہ بے ہوش ہیں اور اب ان کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔ گویا دنیا ہی الٹ گئی اور اس کا بہترین شخص چل بسا۔ وہ شخص جو وعدوں پر یقین کئے بیٹھا تھا۔ غم زدہ ہوگا۔"

ذكر إظلام الأرض لموت عمر

"زمین پر موت عمرؓ سے اندھیرا ہو جانا۔"

رياض النضره

عن الحسن بن أبي جعفر قال: لما قتل عمر أظلمت الأرض، فجعل الصبي يقول يا أماه! أقامت القيامة؟ فتقول: لا يا بني! ولكن قتل عمر ابن الخطاب.

''محب الدین طبری نے حسن بن ابی جعفر سے ذکر کیا ہے: زمین تاریک ہوگئی تھی اور بچے ماؤں سے پوچھتے تھے کہ کیا قیامت آگئی ہے؟ تو وہ کہتی تھیں: نہیں، بیٹے عمر بن خطاب قتل ہوگئے ہیں۔''

حوالہ جات

(۱) صواعق محرقہ مترجم باب (ششم) وفات حضرت عمر صفحہ: ۳۲۵۔
(۲) ریاض النضرہ محب الدین الطبری جلد: ۱ صفحہ: ۱۹۷، ۱۹۸۔ باب وفات حضرت عمر بن خطاب۔
(۳) تاریخ الخلفا سیوطی۔

حضرت آدمؑ وحواؑ کا ہابیل پر نوحہ کرنا

غم پر آنسو بہانا اور خوشی کے مقام پر مسکرانا انسان کی فطرت میں ہے۔ اولاد سے پیار اور مال سے محبت بھی انہی اصولوں میں ایک ہے کون ہوگا جو مرنے پر خوشی اور جینا پر غم مناتا ہے؟ اور یہ اصول پہلے سے موجود ہیں۔ سورج کی روشنی سے دن اور اندھیرے سے رات ہوتی ہے۔ لہذا مخلوق میں انسان اول ہو یا آخر تو اسے سردی گرمی، بھوک، پیاس، غم وخوشی کی علامتیں سب انسانوں کے لیے یکساں نوعیت پائی جاتی ہیں۔ پس حضرت آدم بھی انسان تھے اور قابیل کا عمل ہابیل کا مقتول ہو جانا حضرت آدمؑ پر جو اثر ہوا وہ یہ واقعہ گواہ ہے۔

تاریخ یعقوبی جلد:۱، صفحہ:۳۰

و مکث آدم وحوا نیوحان علی ھا بیل دھر طوییلا حتی یقال انہ خرج من دموعھما کاانھر۔

''آدمؑ وحواؑ ایک مدت دراز تک ہابیل پر نوحہ کرتے رہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ آنسوؤں مانند نہر جاری ہوتے تھے۔''

بنو ہاشم کا امام حسینؑ پر گریہ ونوحہ کرنا مدینہ میں امویوں کی خوشیاں

پاک نبی اکرمؐ کا خاندان جب مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تھا تو بچوں اور خواتین کے علاوہ مردوں کا ایک جم غفیر تھا۔ چند ماہ مکہ کے قیام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں جو قافلہ مدینہ سے چلا تھا یہ قافلہ خالصتاً ہاشمی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قافلہ مکہ سے حج کا احرام اُتار کر کوفہ کی جانب اس نیت سے روانہ ہوا تاکہ امن کی یہ جگہ خون وخرابہ سے بچ جائے اور پاک نبیؐ کے دین کی تبلیغ بہتر طور پر ہو سکے اور جہاں کہیں رخنہ پیدا ہو چکا ہے اسے دور کیا جا سکے۔ مکہ سے خالی ہاتھ، کم سواریوں اور

سامان خورد نوش کی قلت کے ساتھ روانگی ہوئی تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ کوفہ میں یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ کے ہاں قضاء وقدر میں جو لکھا جا چکا تھا اور جس کی پیشنگوئی پاک نبی کریمؐ کر چکے تھے ویسا ہی امر واقعہ ہونا تھا۔ ایک وقت آیا کہ کربلا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو جلاء مل گئی اور وہ تازہ رزق سے توانائی لینے لگا لیکن مصطفیؐ اور مرتضیٰؑ کا خاندان دشمن کے نیزوں کی خوراک بن گیا۔ اختتام روز عاشور اس قافلہ کا کوئی جوان مرد باقی نہ تھا بجز ایک بیمار، چند خواتین اور چند بچوں کا ایک ضعیف قافلہ جن کی حالت دیکھنے کے لائق نہ تھی۔ سفر جاری رہا۔ یزید کا دربار، اجنبیوں کا ہجوم مگر نبیؐ کا کلمہ پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے ہر طرح سے محفوظ اور قیدیوں کو دیکھ دیکھ کر مسرور ہو رہے تھے۔ انعام و اکرام کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر لاف زنی کرتا اور اپنی بہادری پر قہقہہ لگاتے ہوئے انعام اور اکرام کا مستحق ٹھہرانے جانے لگا۔ طرفہ تماشہ کہ منہ سے کلمہ توحید و رسالت بھی جاری تھا اور ناطق قرآن، وارث توحید و رسالت کی توہین پر جشن بھی منایا جا رہا تھا۔ الغرض مردوں کی ایک غالب تعداد پر مشتمل جو قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تھا کچھ عرصہ بعد بے سروسامانی کی حالت میں خواتین کی اکثریت پر مشتمل مدینہ واپس پہنچا۔ جس کے استقبال کے لیے شہر مدینہ کو خوب سج دھج سے اراستہ کیا گیا تھا ہر طرف دمشق کے نمائندہ نے پکار کروائی تا کہ ہر انسان اس کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرے۔

دوسری جانب بنو ہاشم کے چند افراد جو کسی وجہ سے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکے تھے اور مدینہ میں ہی رہ جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے سے بچ رہے یا یوں کہیے کہ کربلا کی زمین کی خوراک نہ بن پائے وہ قافلے کا استقبال ماتم اور نوحہ خوانی سے کر رہے تھے۔ ایک طرف واہ حسینا! واہ محمدا! کے نام سے گریہ اور نوحہ کیے جا رہا ہے دوسری جانب حکومتی کارندے شہر مدینہ میں فتح کی خوشیاں منا رہے تھے۔ شہادت امام عالی مقام کی مدینہ میں سرکاری طور پر پہلے کچھ عرصہ خبر مشتہر کی جا چکی تھی، البتہ سید الساجدینؑ کی قیادت میں واپسی آنے والا قافلہ کا انتظار تھا تا کہ خبر کے مطابق لوگ یہ قافلہ اور تماشہ آنکھوں سے دیکھ پائیں۔

متن عبارات

تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر

ثم كتب ابن زياد إلى عمرو بن سعيد أمير الحرمين يبشره بمقتل الحسين فأمر مناديا فنادى بذلك فلما سمع نساء بني هاشم ارتفعت أصواتهن بالبكاء والنوح فجعل عمرو بن سعيد يقول هذا ببكاء نساء عثمان بن عفان

"ابن زیاد نے امام مظلوم کی شہادت کی خبر خادم الحرمین عمر ابن سعید کو بھیجی۔ اس نے منادی کا حکم دیا کہ اس خوش خبری کے ساتھ مدینہ میں ندا دے۔ جب یہ خبر مستورات بنی ھاشم نے سنی تو انہوں نے آنجنابؑ پر بلند آواز سے نوحہ وگریہ کیا۔ جب خادم الحرمین اُموی گورنر نے خاندانِ نبوی کی مستورات کا گریہ سنا تو کہنے لگا: یہ گریہ اور رونا ہے اس کے بدل میں اس گریہ اور رونے کا جس روز عثمان قتل ہوئے تھے۔"

تاریخ طبری

قال هشام: حدثني عوانة بن الحكم، قال: لما قتل عبيد الله بن زياد الحسين بن علي وجيء برأسه إليه، دعا عبد الملك بن أبي الحارث السلمي فقال: انطلق حتى تقدم المدينة على عمرو بن سعيد بن العاص فبشره بقتل الحسين وكان عمرو بن سعيد بن العاص أمير المدينة يومئذ قال: فذهب

ليعتل له، فزجره وكان عبيد الله لا يصطلي
بناره فقال: انطلق حتى تأتي المدينة، ولا
يسبقك الخبر؛ وأعطاه دنانير، وقال: لا
تعتل، وإن قامت بك راحلتك فاشتر
راحلة؛ قال عبد الملك: فقدمت المدينة،
فلقيني رجل من قريش، فقال: ما الخبر؟
فقلت: الخبر عند الأمير، فقال: إنا لله وإنا
إليه راجعون! قتل الحسين بن علي؛
فدخلت على عمرو بن سعيد فقال: ما
وراءك؟ فقلت: ما سر الأمير، قتل الحسين
بن علي؛ فقال: ناد بقتله، فناديت بقتله،
فلم أسمع والله واعيةً قط مثل واعية نساء
بني هاشم في دورهن على الحسين، فقال
عمرو بن سعيد وضحك:

عجت نساء بني زياد عجةً　　كعجيج نسوتنا غداة الأرنب

والأرنب: وقعةٌ كانت لبني زبيد على بني
زياد من بني الحارث بن كعب، من رهط
عبد المدان؛ وهذا البيت لعمرو بن معد
يكرب، ثم قال عمرو: هذه واعية بواعية
عثمان بن عفان، ثم صعد المنبر فأعلم
الناس قتله.(مترجم طبری سید حیدر علی طباطبائی)

"ابنِ زیاد نے جب امام حسینؓ کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس
آیا تو عبدالملک سلمیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو
قتل حسین کی خوشخبری سنا۔ اس زمانے میں عمرو بن سعید امیر مدینہ

تھا۔ عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا تھا مگر ابن زیاد تو ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا ابھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچ پائے اور کچھ دینار بھی اس کو عطا کیے اور تاکید کی کہ سستی نہ کرنا۔ اگر تیرا ناقہ رستہ میں رہ جائے اور دوسری سواری خرید لینا۔ عبدالمالک جب مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا کہ ماالخبر اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قریشی نے کہا: قتلِ الحسین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عبدالملک جب عمرو بن سعید کے پاس آیا دیکھتے ہی اُس سے پوچھا: وہاں کی کیا خبر لایا ہے؟ اس نے کہا: آپ کو خوش کرنے کی خبر ہے۔ اور کہا: قتلِ حسین بن علیؑ عبدالملک نے کہا: اس خبر کی منادی کردے۔ جب یہ خبر زنانِ بنی ھاشم نے سنی تو اپنے اپنے گھروں میں جیسا نوحہ و ماتم قتل حسینؑ پر اُنھوں نے کیا تھا میں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اس پر عمرو بن سعید نے ہنس کر کہا اور یہ شعر پڑھ۔ یعنی ہماری عورتیں جنگ ارنب میں جس طرح روتی پیٹی تھیں آخر اس طرح عبدالمدان والی بنی زیاد کی عورتیں بھی روئیں اور پیٹیں، عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا جو عثمان بن عفان کے قتل پر جو فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ اور ماتم اسی کے بدلہ میں ہے۔ اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں سے قتلِ حسینؑ کی خبر بیان کی۔"

حوالہ جات کتب اہلسنت

(۱) تاریخ البدایہ و النہایہ حافظ ابن کثیر سن اکسٹھ:۶۱،ہجری کے واقعات صفحہ:۱۹۶،جلد:۸۔

(۲) تاریخ طبری سن اکسٹھ:۶۱،ہجری کے واقعات مترجم صفحہ:۳۱۲ صفحہ:۵۔

(۳) تاریخ کامل باب الحسین:۶۱ء جلد:۳، صفحہ:۱۸۱۔

جنات کا امام عالی مقام پر نوحہ اور گریہ کرنا

کربلا کے شہداء پر انسانوں کے لیے گریہ اور نوحہ کرنے پر پابندی تھی، لیکن جنات جو نبی کریمؐ کی بھی غیر مری امت ہے وہ امام حق کے مقام اور منصب کو جانتے تھے لہذا وہ بنو ہاشم کے غم اور درد میں برابر کے شریک تھے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار تھے۔ تو یہ ایک موقعہ تھا جو پاک نبی کریمؐ سے تعزیت بھی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو جائے، لہذا وہ نوحہ میں اپنا حق ادا کر رہے تھے اور اہل معرفت ان کے اس عمل کو سماعت کرتے تھے۔

متن عبارات

تاریخ البدایہ والنہایہ، تاریخ دمشق، تاریخ الخلفاء سیوطی

وقد حكى أبو الجناب الكلبي وغيره أن أهل كربلاء يلا زالون يسمعون نوح الجن على الحسين وهن يقلن ... مسح الرسول جبينه ... فله بريق فى الخدود

''جس کی پیشانی پر رسول اللہؐ نے دستِ مبارک پھیرا ہے ان کی رخساروں پہ بہت چمک تھی۔''

أبواه من عليا قريش جده خير الجدود

''ان کے خاندان قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھے اور ان کے بعد تمام اجداد سے بہتر تھے۔''

تاريخ البدايه والنهايه ، صواعق محرقه، ارجح المطالب، تاريخ دمشق

وقال الامام أحمد حدثنا عبد الرحمن بن مهدی ثنا ابن مسلم عن عمار قال سمعت أم سلمة قالت سمعت الجن يبكين على الحسين وسمعت الجن تنوح على الحسين رواه الحسين بن إدريس عن هاشم بن هاشم عن أمه عن أم سلمة قالت سمعت الجن ينحن على الحسين وهن يقلن ... أيها القاتلون جهلا حسينا... أبشروا بالعذاب والتنكيل...كل أهل السماء يدعو عليكم ... ونبي ومرسل وقبيل... قد لعنتم على لسان ابن داود ... وموسى وصاحب الأنجيل (۲۰)(۸)

''جناب ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا جو امام حسینؑ پر گریہ کر رہے تھے اور ان پر نوحہ کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ بی بی سلمہؓ کہتی ہیں کہ جن امام حسینؑ پر نوحہ کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: اے جہالت سے امام حسینؑ کو قتل کرنے والو! تم کو عذاب اور خواری کی بشارت ہو، تم پر لعنت ڈالی جا چکی ہے۔ سلیمان ابن داودؑ کی اور موسیؑ اور صاحب انجیل عیسیؑ کی زبان سے۔''

مجمع الزوائد

عن أم سلمة قالت : سمعت الجن تنوح على الحسين بن علي

(رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح)

''جناب بی بی ام سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا کہ وہ

حسینؑ ابنِ علیؑ پر نوحہ کرتے تھے۔"

مجمع الزوائد

وعن ميمونة قالت : سمعت الجن تنوح
على الحسين بن علي

(رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح)

"ام میمونہ روایت کرتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا کہ وہ حسینؑ
ابن علی پر نوحہ کرتے تھے۔"

مجمع الزوائد

وعن أم سلمة قالت : ما سمعت نوح الجن
منذ قبض النبي صلى الله عليه و سلم إلا
الليلة وما أرى ابني إلا قبض تعني الحسين
رضي الله عنه فقالت لجاريتها : اخرجي
اسألي فأخبرت أنه قد قتل وإذا جنية تنوح
:

ألا يا عين فاحتفلي بجهد ومن يبكي على الشهداء بعدي

على رهط تقودهم المنايا إلى متجبر في ملك عبد

"ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے: میں نے نہیں سنا
جنات کو نوحہ کرتے جب سے پاک نبیؐ کی روح قبض کی گئی مگر
ایک رات اس طرح ماسوائے حسینؑ علیؑ ابن ابی طالب کے
جنات نے نوحہ کیا ہے۔ پھر فرماتی ہیں: ایک لڑکی کو کہا کہ جائیں
اور معلومات کرے کہ کون مقتول ہوا ہے؟ جس پر پھر جنات نوحہ
کررہے ہیں اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔"

ألا يا عين فاحتفلي بجهد ومن يبكي على الشهداء بعدي

على رهط تقودهم للمنايا   إلى متجبر في ملك عبد

مجمع الزوائد

وعن أبي جناب الكلبي قال : حدثني الجصاصون قالوا : كنا إذا خرجنا إلى الجبان بالليل عند مقتل الحسين سمعنا الجن ينوحون عليه ويقولون : مسح الرسول جبينه . . . فله بريق في الخدود

أبواه من عليا قري   ش [قريش] جده خير الجدود

''ابی جناب الکلبی سے روایت ہے۔ جصاصون سے بیان ہے کہ فرماتے ہیں: ہم نکلے جبان کی جانب رات کے وقت جہاں حسین علیہ السلام مقتول ہوئے تھے ہم نے جنات سے نوحہ کرتے ہوئے سنا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ وہ پاک نبی نے جس کی پیشانی کو چوما تھا اور جس کے زم گمالیں تھیں ان کے والد کا نام علیؑ اور (قبیلہ) قریشی تھا۔ ان کا نسب اعلیٰ نسب تھا۔''

کتب حوالہ جات اہلسنت

(۱) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر واقعات کربلا سن ۶۱ ہجری جلد:۸، ۲۰۱۔
(۲) صواعق محرقہ صفحہ() باب()
(۳) ارجح المطالب صفحہ:۳۷۱ باب مناقب حسین امام حسین پر جنات کا نوحہ۔
(۴) تاریخ دمشق باب امام حسین صفحہ ۲۴۰،۲۳۹ جلد:۱۴۔
(۵) تاریخ الخلفاء سیوطی:۸۵، مترجم صفحہ:۳۰۵۔
(۶) تاریخ السلام ذہبی جلد:۱، صفحہ:۵۲۰۔
(۷) مجمع الزوائد و منبع الفوائد باب امام حسین علیہ السلام جلد:۹، صفحہ:۳۲۱۔

جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا امام انبیاء پر مرثیہ اور نوحہ

مرثیہ اور نوحہ کسی شخص کی محاسن اور خوبیوں کا صحیح صحیح بیان کرنے کا نام ہے۔ جو اس شخص میں پائی جائے اور اس کا تذکرہ اس حالت میں کیا جائے۔ جب وہ کسی فرد کی جدائی پر گریہ اور حزن کر رہا ہو جو کہ ایک فطری امر ہے جیسا پاک نبی کریمؐ نے اپنے چچا حمزہؓ پر نوحہ اور گریہ کرنے حکم دیا تھا۔ اس طرح آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا اپنے باپ پر جو کرب اور گریہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ تاریخ اور احادیث کی کتب میں سنہری حروف سے درج ہے۔ لہذا سیدہ کے مرثیہ کو اہل علم نے جوازیت کے ساتھ درج کیا ہے جو انہوں نے اپنے باپ امام انبیاءؐ پر پڑھے۔ اس کی قرآنی مثال سامنے ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسفؑ پر اس طرح حالت کرب اور حزن کے وقت یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفُ ہائے میرے بیٹا یوسفؑ اس گریہ سے آپ کی آنکھوں سے بینائی ختم ہوگی۔ اس پر آپ نے اللہ کی رضا پر عمل کیا تھا۔

متن عبارات

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

ما اصاب المسلمين من المصيبة بوفاته صلى الله عليه و سلم قال البخاري ثنا سليمان بن حرب ثنا حماد بن زيد ثنا ثابت عن أنس قال لما ثقل النبي صلى الله عليه و سلم جعل يتغشاه الكرب فقالت فاطمة واكرب ابتاه فقال لها ليس على أبيك كرب

بعد اليوم فلما مات قالت واأبتاه اجاب ربا دعاه يا ابتاه من جنة الفردوس مأواه يا ابتاه الى جبريل ننعاه فلما دفن قالت فاطمة يا أنس أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله صلى الله عليه و سلم التراب تفرد به البخاري رحمه الله
صفحہ(۲۷۳)جلد(۵)

''حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ نبی کا وقت رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے کہا: پیارے ابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی کریم نے جواباً فرمایا: آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے آپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے۔

۞ آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
۞ آہ پیارے باپ آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔
۞ آہ پیارے بابا ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔
۞ آہ پیارے بابا اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔''

حضرت فاطمہ زہراءؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انسؓ! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

وقال الامام احمد حدثنا يزيد ثنا حماد بن زيد ثنا ثابت البناني قال أنس فلما دفن

النبي صلى الله عليه و سلم قالت فاطمة يا أنس أطابت أنفسكم أن دفنتم رسول الله صلى الله عليه و سلم في التراب ورجعتم وهكذا رواه ابن ماجه مختصرا من حديث حماد بن زيد به وعنده قال حماد فكان ثابت اذا حدث بهذا الحديث بكى حتى تختلف اضلاعه وهذا لا يعد نياحة بل هو من باب ذكر فضائله الحق عليه أفضل الصلاة والسلام صفحہ(۲۷۳)جلد(۵)

''حماد بن زید نے جناب ثابت سے بیان کیا ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں: جب پاک نبی کریمؐ کو دفن کیا گیا تب حضرت فاطمہ زہراؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انسؓ! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔''

حماد کہتے ہیں: جناب ثابت سیدہ زہراؑ کے نبی کریمؐ پر نوحہ کو جب بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور اس طرح روتے تھے کہ ان کی پسلیاں ہلتی تھیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ جس طرح سیدہ زہراؑ نے نبی کریمؐ کی نوحہ خوانی کی۔ یہ نوحہ ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ فضائل حقہ کا ذکر ہے۔ (جو پاک نبی پر بیان ہوا تھا)۔

سنن ابن ماجه

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ أَبَتَاهْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لاَ كَرْبَ عَلَى أَبِيكِ بَعْدَ الْيَوْمِ إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكِ

مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللهِ.

''حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: جب آپ نبی کا وقت رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراؑ ء نے کہا: پیارے اباجان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی کریم نے جواباً فرمایا: آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگئی جو آپ والد کے پاس حاضر ہے لیکن اس کو حضرت فاطمہ زہراؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انسؓ! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔''

سنن ابن ماجہ

وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهُ وَا أَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ وَا أَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ وَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ. قَالَ حَمَّادٌ فَرَأَيْتُ ثَابِتًا حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِفُ.(۵)(۲۰۰)

''حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کی جب آپ نبی کریم کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ نے اپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔

(۲) آہ پیارے بابا آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔

(۳) آہ پیارے بابا ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔

(۴) آہ پیارے بابا اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہوگئے۔

حماد کہتے ہیں میں نے ثابت کو دیکھا جب یہ حدیث بیان کرتے ہیں آپ کی پسلیاں ہلتی تھیں۔"

حوالہ جات

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد:۵، صفحہ:۲۷۳۔

(۲) سنن ابن ماجہ صفحہ:۲۰۰، جلد:۵۔

نوٹ: مزید حوالہ جات آگے آئیں گے۔

نوحہ کی جوازیت مکتبِ اہل بیتؑ میں

علامہ محمد حسین نجفی نے یہ نوٹ مترجم وسائل الشیعہ جلد (۲) صفحہ (۲۹۰) برحاشیہ پر لکھا ہے من وعن تحریر کیا جاتا ہے۔ مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں نظم میں بیان کر کے اس پر گریا و بکا کیا جاتا ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جائز عمل ہے اس طرح کلام کسی نثر میں ہو یا نظم میں اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حقائق کا اظہار کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ بعض منصف مزاج علمائے اہل سنت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب تیسیر الباری ترجمہ بخاری پ (۵) ص (۶۴) پر لکھتے ہیں: اصل یہ ہے کہ فی نفسہ مرثیہ کہنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ نفس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے۔ حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں:

ماذا علی من شم تربة احمد ان لا یشم
مدی الزمان غوالیا صبت علی مصائب
لوانها صبت علی الایام صرن لیالیا.

''جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیا لازم ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سونگھے۔''

مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۴۹ (حوادث ۱۳ھ میں) روایت موجود ہے کہ

لما توفی ابوبکر اقامت علیه عائشہؓ النوح.

''یعنی جب ابوبکر کی وفات ہوئی تو جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ

گر عورتوں سے نوحہ کرایا۔"

کتب سیر تواریخ میں صحابہ کرام کے مراثی اور نوحے موجود ہیں (سیرت ابن ہشام، عقد فرید، اور استیعاب وغیرہ)

وسائل الشیعه

عن الحسين بن يزيد قال : ماتت ابنة لأبي عبدالله (عليه السلام) فناح عليها سنة ، ثم مات له ولد آخر فناح عليه سنة ، ثم مات إسماعيل فجزع عليه جزعا شديدا فقطع النوح، قال: فقيل لأبي عبدالله (عليه السلام): أيناح في دارك؟! فقال إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال لما مات حمزة: لكن حمزة لا بواكي له باب جواز النوح والبكاء على الميت والقول الحسن عندذلك والدعاء ص(٧٥) ج(٢)

"حسین بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہوگئی۔ آپ نے ایک ماہ تک اس کا نوحہ کیا۔ پھر ایک بیٹا فوت ہوگیا تو ایک سال تک اس پر نوحہ کیا، پھر اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپ نے سخت جزع کا اظہار کیا۔ ایک وقت اس کو بند کردیا گیا آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے گھر میں نوحہ کرایا جائے؟ فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے جناب حمزہؓ کی شہادت پر فرمایا تھا: کیا میرے چچا حمزہؓ پر رونے والی کوئی عورت نہیں ہے۔" (تب حمزہؓ پر اہل مدینہ کی خواتین نے نوحہ کیا تھا۔)

وسائل الشیعه

وروى الشيخ زين الدين في (مسكن الفؤاد) أن فاطمة (عليها السلام) ناحت على أبيها ، وأنه أمر بالنوح على حمزة باب جواز النوح والبكاء على الميت والقول الحسن عندذلك والدعاء ص(۷۵) ج(۲)

''شہید ثانی نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول خداؐ کی وفات کے موقعہ پر جناب سیدہ نے ان پر نوحہ کیا تھا اور جناب حمزہؓ کی شہادت پر آنحضرتؐ نے نوحہ کرنے کا حکم دیا تھا۔''

بابِ دهم

ماتم

حزن، بکا، ندبہ، نوحہ، مرثیہ کے عمل کو جمع کرنے کا نام ماتم ہوتا ہے۔ جب کسی گھر میں مرنے والے کے لیے تعزیتی اجلاس یا اجتماع کیا جائے جس میں اجتماعی طور سے مرحوم کے لیے بکی وحزن برپا ہو جائے۔ اس عملِ اجتماعی کا نام ماتم داری ہے۔ اہل لغت کی زبان میں ماتم کا اطلاق اس مجمع پر ہوتا ہے جو رنج یا فرحت کے اظہار کے لیے کیا جائے پھر اس کا اصل استعمال صرف اس مجمع پر ہونے لگا جو رنج وغم کے اظہار کے لیے کیا گیا ہو اور آخر میں اس کا غلبہ عورتوں کے اس مجمع پر ہو گیا جو رونے کے لیے اکٹھی ہوں۔

(لغت الحدیث المنجد لغات)

والمَأْتَمُ عند العرب: النساء يجتمعن في الخير والشر. قال أبو عطاء السِنْديّ: عَشِيَّةَ قام النائحاتُ وشُقِّقَتْ ... جيوبٌ بأيدي مأتمٍ وخُدودُأي بأيدي نساء والجمع المآتم وعند العامة: المصيبة، يقولون: كنا مأتمِ فلان، والصواب أن يقال: كنّا في مَناحَةِ فلان(لاصصاح فی لغت).

"ماتم عربوں کے نزدیک عورتوں کا خیر وشر میں جمع ہونے کا نام ہے۔ ابو عطا السندی کے مطابق اگر رات کو عورتیں نوحہ کر اپنے کپڑے پھاڑیں اور رخساروں کو ہاتھوں سے پیٹیں اور مل کر روئیں اور تعریف عام کے مطابق مصیبت کے وقت جو اجتماع ہوتا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ فلاں کے ماتم داری میں تھے اور صحیح یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ہم مرنے والے کے گھر رونے کے لیے تھے۔"

سیرت نبی علامہ شبلی نعمانی نے غزوۂ احد کے بعد جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو شہر اور گلیوں کی کیفیت اور نقشہ یوں بیان کیا۔ آنحضرتؐ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

اما حمزہ فلا بواکی لہ؟

''لیکن حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہیں۔''

انصار نے یہ لفظ سنتے تو تڑپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پیغمبر اسلام پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حمزہ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔

انسان سے انسان کی جدائی میں یا ظلم سے مارے جانے کی بنا پر جو زندوں پر اثر مرتب ہوتا ہے اس کے ردعمل کا نام غم، حزن، پیٹنے کی صورت میں ہے۔ اگر مرحوم کے فضائل اور محاسن پر گریہ کیا جائے تو موقعہ پر جو انسانی عقل کچھ لمحات کھو جاتی ہے اور انسان خود کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے جسم کے اعضا کو پیٹ لیتا ہے جتنا واقعہ بڑا اور شدید ہوگا اتنا ہی اس کا ردعمل زیادہ ہوگا۔ غیر متوقع خبر انسانی اعضاء پر اثر کرتی ہے اور انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے تو پھر جو عمل ہوتا ہے اگر رونے کی شکل میں ہو تو حزن کہتے ہیں اور اگر تڑپ کی صورت میں ہو تو اس کو بکا کہتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ خاص خاص الفاظ سے پکارا جائے جیسے واہ سیداہ واہ محمداہ تو اس کو ندبہ کہتے ہیں۔ اگر مجموعی محاسن غم کی صورت میں بیان ہو جائیں ان کو غم والم کے طور پر اور شاعری زبان میں ادا کیا جائے تو اس کو نوحہ یا مرثیہ کہتے ہیں: یہ تمام عمل اگر کسی مرحوم کے گھر ہو جائیں تو کہا جائے گا کہ فلاں گھر میں مجلس ماتم منعقد ہوئی تھی۔

جس کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ کا ماتم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی تھے۔ آپ کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بڑے بڑے امتحانات سے گذرے۔ جس کی بنا پر بلند مقام ومرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ پاک نبی اکرمؐ کے جد امجد بھی ہیں اور آپ کا دین ہی ملت ابراہیمی ہے۔ جس کے مفسر نبی آخر الزمان ہیں۔ آپ کے قول وفعل سے دین مفسر ہے۔ آپ بڑے مہمان نواز تھے۔ جب کبھی کوئی اجنبی ان کے ہاں ملاقاتی ہوتا تو آپ اس کے لیے بڑی سطح پر اس کی خاطر وتواضع کرتے تھے۔

ایک مرتبہ فرشتے انسانی شکل میں آئے تا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کیا جائے۔ لیکن دوسری جانب اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی خوشخبری تھی اس کو آپ تک پہنچانا تھا۔ اولاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ذات کی طرف توجہ مبذول نہیں کی۔ جب ان کے سامنے کھانا رکھا تو وہ انکاری ہوئے۔ تو آپ سمجھ گے کہ یہ زمینی مخلوق نہیں ہے۔ تب فرشتوں کے قائد نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ایک بیٹے اسحاق کی خوشخبری ہے۔ جب یہ خبر آپ کی اپنی زوجہ نے سنی تو اس نے گھبراہٹ سی محسوس کی اور شوہر کے سامنے مقام حیرت اور تعجب سے بڑی چیخ ماری اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ لیا اور کہا یہ بڑھاپا اور یائسہ کی حالت میں بچہ کی پیدائش؟ جناب ابراہیم علیہ السلام اس پر کوئی رکاوٹ نہیں بنے۔ اور نہ ہی زوجہ کو منع کیا اور نہ ہی اس کو ناجائز عمل قرار دیا۔ مفسیرین اور مترجمین نے اپنی تفاسیر وتراجم میں صرۃ کا معنی چیخ اور فضکت وجھھا کا ماتھے یا جبین پر تھپڑ اور ہاتھ مارنے کا لیا ہے۔

قانون اور استنباط فقہ

- حضرت بی بی سارہ ایک نبی کی بیوی اور دوسرے نبی کی ماں تھیں۔
- حضرت سارہ کو ایک بچہ کی خوش خبری دی گئی تھی۔
- حضرت سارہ تبعاًوہ عمر گذار چکی تھی جس میں بچہ جنا جاتا ہے۔

- مقام بشارت آپ کے لیے حیرت اور تعجب کا سبب بنا اور آپ نے چیخیں ماریں اور منہ کو پیٹ لیا۔
- نبی کے سامنے جب کوئی عمل کرے اس پر نبی خاموش رہے تو دین کے لیے حجت ہے۔
- خاموشی نبی شریعت کی زبان میں قول اور فعل کے بعد تقریر دین کی تفسیر کے لیے حجت ہوتا ہے۔
- مقام حیرت اور مصیبت میں کوئی عمل جو خلاف فطرت ہو اس کا ہو جانا شریعت میں جائز عمل اور رخصت جانا جاتا ہے۔

اب بعض مترجمیں کے ترجمے اور تفاسیر تحریر کی جاتی ہیں۔

القرآن

)فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ [الزریت۲۹:۵۱]

① ''پھر اُن کی بیوی (سارہ) حیرت و حسرت کی آواز نکالتے ہوئے متوجہ ہوئیں اور تعجب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی: (کیا) بوڑھیا بانجھ عورت (بچہ جنے گی؟)۔''

(پروفیسر محمد طاہر قادری)

② ''تو ابراہیمؑ کی بیوی چلاتی آئی اور اپنا منہ پیٹ کر کہنے لگی کہ (اے ہے ایک تو) بڑھیا اور (دوسرے) بانجھ۔''

(مولانا جالندھری)

③ ''اُس پر اس کی بی بی چلاتی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ)۔''(مولانا شاہ احمد رضا علی خان)

④ ''یہ سن کر اُس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے منہ پیٹ لیا اور کہنے لگی بوڑھی، بانجھ۔''

(تفہیم القرآن مولانا ابو الاعلیٰ مودودی)

⑤ ''پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور حیرت میں آ کر اپنے منہ پر

ہاتھ مار کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ۔''

(مولانا محمد جونا گڑھی انڈیا)

۹ ''اتنے میں ان کی بی بی بولتی آئیں۔ پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی کہ (اول) تو میں بڑھیا ہوں (پھر) بانجھ۔''

(مولانا اشرف علی تھانوی)

۷ اتنے میں ان کی بی بی بولتی آئیں پھر ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگیں اول تو بڑھیا پھر بانجھ۔''

(تفسیر مظہری مولانا قاضی ثناللہ پانی پتی مترجم)

مکتبِ اہل بیتؑ کے مترجمین

۱ ''پس اس کی عورت چیخ مارتی آگے آئی پھر اس سے اپنا چہرہ پیٹ لیا اور کہنے لگی۔ میں تو بڑھیا بانجھ۔''

(سید امداد حسین کاظمی للشہدی)

۲ ''تو ان کی زوجہ چلاتی ہوئی آئیں اور اپنا منہ پیٹنے لگیں اور بولیں (میں تو) ایک بڑھیا (اور ساتھ) بانجھ بھی ہوں۔''

(مولانا شیخ محسن علی نجفی)

۳ ''پس آپ کی بیوی (سارہ) چیختی ہوئی آئی اور اس نے اپنا منہ پیٹ لیا اور کہا بوڑھی، بانجھ؟ (بچہ کس طرح ہوگا)''

(فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

اس آیت پر مفسرینِ اسلام کی آراء

تفسیر طبری

حدثني علي، قال: ثنا أبو صالح، قال: ثني معاوية، عن علي، عن ابن عباس، قوله(فَصَكَّتْ وَجْهَهَا) يقول: لَطَمت.وقال آخرون: بل ضربت بيدها جبهتها تعجبا.

''حضرت علیؑ، ابن عباس کا قول کہ فضکت وجہھا کا مطلب منہ کو پیٹ لینا ہے اور بعض نے کہا: حیرت کے ساتھ جبین پر سخت ہاتھ مارنا ہے۔''

(۲) تفسیر ابن کثیر

وقوله: [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ] أي: في صرخة عظيمة ورنة، قاله ابن عباس، ومجاهد، وعكرمة، وأبو صالح، والضحاك، وزيد بن أسلم والثوري والسدي وهي قولها: [يَا وَيْلَتَا] [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا] أي: ضربت بيدها على جبينها، قاله مجاهد وابن سابط.وقال ابن عباس: لطمت، أي تعجبا كما تتعجب النساء من الأمر الغريب، [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] أي: كيف ألد وأنا عجوز [عقيم]، وقد كنتُ في حال الصبا عقيما لا أحبل؟.

''مترجم کے مطابق[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صرۃٍ] صرة کا مطلب ایک بڑی چیخ وپکار کرنا۔{فَصَكَّتْ وَجْهَهَا} اور اپنے منہ پر دو ہتھڑ مارنا ابن عباس کا قول کہ فضکت وجهها کا مطلب منہ کو پیٹ لینا ہے۔ایسی عجیب وغریب خبر کو سن کر حیرت کے ساتھ کہنے لگیں کہ جوانی میں تو میں بانجھ رہی اب میاں بیوی دونوں پورے بوڑھے ہو گئے تو مجھے حمل ٹھہرے گا؟

تفسیر الکبیر الرازی

ثم قال تعالى : [فَأَقْبَلَتِ امرأته فِي صَرَّةٍ

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عجوزٌ عَقِيمٌ].
أي أقبلت على أهلها ، وذلك لأنها كانت في خدمتهم ، فلما تكلموا مع زوجها بولادتها استحيت وأعرضت عنهم ، فذكر الله تعالى ذلك بلفظ الإقبال على الأهل، ولم يقل بلفظ الإدبار عن الملائكة، وقوله تعالى: [فِي صَرَّةٍ] أي صيحة ، كما جرت عادة النساء حيث يسمعن شيئاً من أحوالهن يصحن صيحة معتادة لهن عند الاستحياء أو التعجب، ويحتمل أن يقال تلك الصيحة كانت بقولها يا ويلتا، تدل عليه الآية التي في سورة هود ، وصك الوجه أيضاً من عادتهن، واستبعدت ذلك لوصفين من اجتماعهما. أحدهما: كبر السن. والثاني: العقم، لأنها كانت لا تلد في صغر سنها، وعنفوان شبابها ، ثم عجزت وأيست.

''جب مہمان گھر آئے حضرت سارہ ان کی خدمت کے لیے مصروف ہوگئیں۔ انہوں نے جب ایک بچہ کی والادت کی بات کی آپ نے حیاء کی بنا پر ان سے منہ موڑ لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لفظ اقبال اہلہ پر کیا جبکہ ملائکہ سے لفظ ادبار کے بارے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا قول (صرۃ) کا ہے۔ ایک چیخ نکلنا ہے عورتوں کی۔ یہ ایک عادت ہے کہ جب کبھی کوئی

خبر اجنبی سنتی ہیں تو ان کی ایک چیخ سی حیاء سے نکل جاتی ہے۔ یا تعجب کی بنا پر ایسا ہوتا ہے یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ اس چیخ کی ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہو کہ یاویلینا جیسا کہ سورہ ہود میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ منہ پر ایسا کرنا ایک عادت ہے جس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک بڑھاپے کی بنا پر اور دوسرا بانجھ پن کی بنا پر۔ فرماتی ہیں: چھوٹی عمر میں جب جوانی تھی بچہ نہیں جناب جب کہ بچہ جننے سے عاجز اور یائسہ ہو گئی ہوں تو پھر کیسے؟''

روح المنعانی

[فَأَقْبَلَتِ امرأته] سارّة لما سمعت بشارتهم إلى بيتها وكانت في زاوية تنظر إليهم، حدثني عليّ، قال: ثنا أبو صالح، قال: ثني معاوية، عن عليّ، عن ابن عباس، قوله(فَصَكَّتْ وَجْهَهَا) يقول: لَطمت.

وقال آخرون: بل ضربت بيدها جبهتها تعجبا.

* ذكر من قال ذلك:

''حضرت علیؓ، ابن عباسؓ کا قول کہ فصکت وجھھا کا مطلب منہ کو پیٹ لینا ہے اور بعض نے کہا: حیرت کے ساتھ جبین پر سخت ہاتھ مارنا ہے۔''

حدثني موسى بن هارون، قال: ثنا عمرو بن حماد، قال: ثنا أسباط، عن السديّ، قال: لما بَشَّر جبريل سارةَ بإسحاق، ومن وراء إسحاق يعقوب، ضربت جبهتها

عجبا، فذلك قوله(فَصَكَّتْ وَجْهَهَا).

''السدی سے روایت ہے کہ جبرائیلؑ نے سارہ کو اسحاقؑ کی خوشخبری سنائی اور کہا: ان اسحاقؑ کے بعد یعقوبؑ ہونگے تو بی بی سارہ نے حیرت کی بنا پر اپنے ماتھے کو پیٹا۔ یہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔''

تفسیر الجلالین

[فَأَقْبَلَتِ امرأته]سارة [فِي صَرَّةٍ] صيحة حال، أي جاءت صائحة [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا] لطمته [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] لم تلد قط وعمرها تسعة وتسعون سنة وعمر إبراهيم مائة سنة، أو عمره مائة وعشرون سنة وعمرها تسعون سنة.

''حضرت سارہ اس حالت میں آئی کہ چیخ و پکار کر رہی تھی اور تعجب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی: بوڑھی اور بانجھ پن جبکہ میری عمر ننانوے (۹۹) سال اور ابراہیم کی سو سال یا ایک سو بیس (۱۲۰) سال تو بچہ کیونکر ہوگا؟''

تفسیر الخازن

[فأقبلت امرأته] قيل لم يكن ذلك إقبالاً من مكان إلى مكان بل كانت في البيت فهو كقول القائل أقبل يفعل كذا إذا أخذ فيه [في صرة] أي في صيحة والمعنى أنها أخذت تولول وذلك من عاد النساء إن سمعن شيئاً [فصكت وجهها] قال ابن عباس : لطمت

وجهها. وقيل: جمعت أصابعها وضربت جبينها تعجباً وذلك من عادة النساء أيضاً إذا أنكرن شيئاً [وقالت عجوز عقيم] معناه: أتلد عجوز عقيم وذلك لأن سارة لم تلد قبل ذلك.

''ابنِ عباسؓ کے مطابق منہ پر تھپڑ مارا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہاتھ کی تمام انگلیوں سمیت ماتھے پر حیرت کے ساتھ ہاتھ مارا جو کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ جب کسی چیز سے انکاری ہوتی ہیں اس طرح ایک بوڑھی اور بانجھ پن کیسے بچے جنے گی۔ جبکہ اس سے قبل کوئی بچہ نہیں جنا۔''

تفسیر درمنثور

وأخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما في قوله [فأقبلت امرأته في صرة] قال : في صيحة [فصكت] قال : لطمت .

وأخرج سعيد بن منصور وابن جرير وابن المنذر عن مجاهد رضي الله عنه في قوله [في صرة] قال: صيحة [فصكت وجهها] قال: ضربت بيدها على جبهتها وقالت : يا ويلتاه.

''ابنِ عباسؓ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ قول فأقبلت امرأته في صرة چیخ ہے فصكت تھپڑ ہے مجاہد کے مطابق في صرة چیخ ہے اور فصكت وجها ماتھے پر ہاتھ مارا

اور کہایا ویلتا۔"

تفسیر مظہری مترجم

"فی صرۃ کا معنی چیختی ہوئی بعض اہل علم کا قول ہے کہ آنے سے مراد انتقال مکانی، یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا مراد نہیں ہے، بلکہ (اقبلت کی حیثیت معاون فعل کی ہے) اس کا ترجمہ ہے، لگی چیخنے یا چیخنا شروع کیا فصکت حضرت ابن عباسؓ نے ترجمہ کیا: "اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا منہ کو پیٹ لیا۔"

تفسیر التبیان ج:۹ وقال غیرہ

هو اسحاق، لانه من سارة، وهذه القصة لها لا لهاجر، سمعت البشارة امرأته سارة " فأقبلت في صرة " يعني في صيحة في قول ابن عباس ومجاهد وسفيان وقال مجاهد وسفيان أيضا في رنة " فصكت وجهها " قال ابن عباس لطمت وجهها.

وقال انسدي: ضربت وجهها تعجبا، وهو قول مجاهد وسفيان، فالصك الضرب باعتماد شديد "وقالت عجوز عقيم" فالتقدير أنا عجوز عقيم كيف ألد؟! والعقيم الممتنعة من الولادة لكبر او آفة

"کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت اسحاق مراد ہیں جو کہ بی بی سارہ کے بطن سے ہیں۔ یہ قصہ تھا حضرت سارہ کے بارے میں نہ کہ حضرت بی بی ہاجرہ کا تھا (جن سے حضرت اسماعیلؑ پیدہ ہوئے تھے۔) جب حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ سارہ نے بشارت

اسحاق سنی تب وہ چیختی ہوئی آئی۔ اس پر قول ابن عباس ومجاہد وسفیان کا ہے اور جہاں تک فصکت وجھا کا ہے، ابن عباس کے نزدیک منہ پر تھپڑ مارنا ہے۔ سدی کہتے ہیں: منہ پر جو ضرب ماری وہ تعجب کی بنا پر تھی۔ اس پر مجاہد اور سفیان کا بھی قول ہے۔ فصك کا مطلب اعتماد کے ساتھ زور سے مارنا ہے۔ حضرت سارہ کہتی ہیں: میں بانجھ پن ہوں اور بوڑھی ہوں اور بچہ کیوں کر پیدا کروں گی؟''

مجمع البيان في تفسير القران

هذه القصة لها عن أكثر المفسرين و هذا كله مفسر فيما مضى فأقبلت امرأته في صرة أي فلما سمعت البشارة امرأته سارة أقبلت في ضجة عن ابن عباس و مجاهد و قتادة و قيل في جماعة عن الصادق (عليه السلام) و قيل في رفقة عن سفيان و المعنى أخذت تصيح و تولول كما قالت يا ويلتي فصكت وجهها أي جمعت أصابعها فضربت جبينها تعجبا عن مقاتل و الكلبي و قيل لطمت.

''تمام مفسرین نے اس قصہ کو ایک جیسا ہی بیان کیا ہے جہاں تک امراته فی صرة کا تعلق ہے اس کا مطلب یہ کہ جب سارہ نے بیٹے کی بشارت کا سنا تو اس حالت میں آئی کہ وہ چیخ رہی تھی اس پر ابن عباس، مجاہد، قتادہ نے بیان کیا ہے۔ اس طرح ایک جماعت نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی

طرح روایت بیان کی ہے۔ایک روایت یہ بھی کہ نرمی کے ساتھ ہے جبکہ اس کا معنی چیخ ہے تو لول کا مطلب جیسا کہ سارہ نے کہا یا ویلتی ہے فصکت وجهها اس کا مطلب پورا ہاتھ کے ساتھ جبین پر مارا، اس حال میں کہ پریشان تھی۔مقاتل اور کلبی سے ہے کہ منہ پر تھپڑ مارا۔"

تفسیر للمیزان السید الطباطبائی

قوله تعالى: "فأقبلت امرأته في صرة فصكت وجهها و قالت عجوز عقيم" في المجمع، الصرة شدة الصياح و هو من صرير الباب و يقال للجماعة صرة أيضا.

قال: و الصك الضرب باعتماد شديد انتهى.

و المعنى فأقبلت امرأة إبراهيم (عليه السلام) لما سمعت البشارة في ضجة و صياح فلطمت وجهها و قالت: أنا عجوز عقيم فكيف ألد؟ أو المعنى هل عجوز عقيم تلد غلاما؟ و قيل: المراد بالصرة الجماعة و أنها جاءت إليهم في جماعة فصكت وجهها و قالت ما قالت، و المعنى الأول أوفق للسياق.

"فأقبلت امرأته في صرة فصكت وجها و قالت عجوز عقيم" کا مجمع میں ہے سخت چیخ ماری گئی ہے جیسے دروازے کو دھکا دیا جاتا ہے۔ صك کا معنی اعتماد کے ساتھ

شدید ضرب ہے۔ فاقبلت امراۃ ابراہیم علیہ السلام کا معنی
جب بچہ کی بشارت سنی تو چیخ ماری اور منہ کو پیٹ لیا اور بی بی
کہنے لگی کہ میں بوڑھی اور بانجھ پن ہوں تو پھر کیسے بچہ جنوں گی۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرۃ کا معنی جماعت ہے۔ اور جب ان
کے پاس (فرشتوں) گروہ کے ساتھ آئی تو پھر اس نے منہ پر تھپڑ
مارے وہ کہا جو کہا جا سکتا ہے لیکن پہلا معنی سیاق و سباق کے
مطابق زیادہ درست ہے۔"

کتب حوالہ جات تفاسیر

(۱) تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱ پارہ:۲۶، جلد:۷، صفحہ:۴۲۱۔
(۲) تفسیر الکبیر فخرالدین الرازی کثیر سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱، پارہ:۲۶۔ جلد:۱۴، صفحہ:۲،۲۹۷۔
(۳) تفسیر روح المعانی الوسی کثیر سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱ پارہ:۲۶، جلد:۱۹، صفحہ:۲،۳۸۳
(۴) تفسیر جلالین سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱، پارہ:۲۶، جلد:۱۰، صفحہ:۲۰۲
(۵) تفسیر درمنثور جلال الدین سیوطی سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱، پارہ:۲۶، جلد:۹، صفحہ:۳۰۰۔
(۶) تفسیر طبری محمد جریر طبری سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱، پارہ:۲۶، جلد:۲۲، صفحہ:۴۲۷۔
(۷) تفسیر الخازن سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱، پارہ:۲۶، جلد:۵ صفحہ:۴۸۳۔
(۸) تفسیر مظہری مترجم سورہ الذریات آیت:۲۹، ۵۱، اردو:۲۶، جلد:۱۱، صفحہ:۶۸۔

تفاسیر مکتب اہلبیت

(۱) تفسیر التبیان ج:۹ التبیان في تفسیر القرآن تألیف شیخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسی صفحہ:۳۷۷، جلد:۹۔
(۲) مجمع البیان في تفسیر القران تألیف امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن الطبرسي من أعلام القرن السادس الهجري صفحہ:۳۳، جلد:۹۔
(۳) تفسیر المیزان السید الطباطبائي الجزء الثامن عشر صفحہ:۱۹۹، جلد:۱۸۔

ازواج النبی کا امام الانبیاء پر ماتم

شریعت کی تشریح اور تعبیر کے ماخذ صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کا مقام و مرتبہ سابقہ ابواب میں بیان ہو چکا ہے۔ اس میں حجیت اور دین کے مفسر ہونے میں قرآن حکیم اور حدیث نبوی کے بعد ان کے اقوال اور افعال ہی شریعت کی تفسیر کے لیے حجت تھے۔ امت نے دین کو سمجھنے اور اس پر چلنے کے لیے جو راہنما اصول کا انتخاب کیا ہے اور مجتہدین نے مسائل کے استدراک اور استنباط کے لیے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے اقوال اور افعال کو بطور حجت مانا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ کی کلام اور پاک نبیؐ کے اقول اور افعال کے عینی گواہ آپ صحابہ کرام اور ازواج نبی اہل بیت اطہار تھے اور آپ نبی کریمؐ کے ساتھ نماز سے لے کر میدانِ حرب تک صحابہ کرام نے ہر عمل میں شرکت اور تربیت حاصل کی۔ امت کے متفقہ اور مواتر آراء کے مطابق آپ نے پاک نبی کریمؐ سے جو دیکھا اور سیکھا اس پر عمل کیا اور بعد کے لیے من وعن پاک نبیؐ سے بیان کیا لہذا ازواج گھر کی مالکہ تھیں۔ داخلی امور اور احکام کا بیان کرنا آپ کے متعلقہ تھے اور باہر کے معاملات صحابہ کرام جو میدانِ حرب کے شہسوار تھے ان کے فرض منصبی میں تھا، لہذا اس کلام میں وحی حجیت پائی جاتی ہے جیسے آپ نبیؐ کے فرمان کا بیان کرنے میں ان کے کلام سے حجیت اور عدالت ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب آپ نبی کریمؐ کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے سب ازواج کی مشاورت کے بعد میرے گھر کا انتخاب کیا جب کہ میں تمام ازواج نبی سے کم عمر اور ناتجربہ کار بھی تھی اس کہ باوجود آپ نے میرے گھر کو اولیت اور ترجیح دی۔ میرے گھر میں قیام کے دوران آپ نے امور ریاست کے معاملات کو نمٹایا اور جو وصیت امت اور انصار اور مہاجرین کو کرنی تھیں وہ بھی کی۔ پاک نبی کریمؐ نے

جو آخری نمازیں پڑھائیں وہ بھی میرے گھر سے مسجد میں تشریف لے جاتے رہے اور بیماری کی شدت میں اہل و عیال سے آخری ملاقاتیں اور صحابہ کرام سے وعظ و نصیحت بھی کی گئی تھی۔ بالآخر وہ وقت آ گیا جو روح قبض ہونا تھا اور بار بار فرماتے تھے:

بل الرفيق الاعلى من الجنة

''بل کہ جنت کے رفیق اعلیٰ۔''

اس پر میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا اور آپ کو اختیار دیا گیا کہ آپ دنیا و آخرت کا کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے وہ بھی آپ کے اختیار میں ہے جب کہ آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔

البتہ آغاز دو پہر تھا تو روح آمین آیا اور اجازت طلب کی تو پھر آپ کی اجازت سے آپ کی روح لے گیا جب کہ آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اس کے بعد میں نے آپ کا سر مبارک اٹھا کر تکیے پر رکھا اور اس حالت میں گھر میں میرے علاوہ دیگر ازواج بھی موجود تھیں اور ہمیں یہ جدائی برداشت نہ ہو سکی، لہٰذا اپنے سے بے قابو ہو کر قانونِ فطرت کے مطابق وہ عمل کیا جو ہر عورت کرتی تھیں۔ نہایت غم کی حالت میں اپنی چھاتیوں اور منہ کو پیٹنا اور کوٹنا شروع کیا۔ جس سے آپ خواتین کے چہرے شدت ضربوں سے سرخ ہو گئے تھے۔ یہ وہ عالم تھا کہ ایک جانب وحی کا منقطع ہونا اور دوسرا شوہر کی جدائی سے ہم نڈھال ہو چکی تھیں۔ اور ہوش و حواس کھو چکی تھیں اور آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا نہ جانے اب کیا ہونے والا ہے ہر طرف صحابہ کرام کے آہ و بکاء کی پکار اور صدائیں بلند تھیں اور ہر ایک کی آنکھوں میں دریا کی طرح آنسو جاری تھے۔

یحییٰ بن عبادہ بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا، جس وقت رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ تھی، میرے گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے لگا

آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں (ازواج) کے ساتھ سینہ کوٹنا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔

جناب عائشہؓ فرماتی تھیں: جناب رسالت مآبؐ نے صبح کے وقت جب کہ وہ میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز ہونے لگی آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو تکیے پر رکھ دیا اور پھر اُٹھ کر دیگر (ازواج) کے ساتھ ماتم کیا اور اپنے چہرے پر پیٹنے لگی

تقابلی مماثلت

ازواج النبی کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر وہ عمل جس کی بنا پر چھاتیاں اور رخسار وں کو پیٹ لیا گیا تھا یہ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم اور مادر حضرت اسماعیل علیہما السلام کا تسلسل تھا۔ جنہوں نے فرشتوں سے بیٹے کی خوش خبری سن کر حیرت سے قابو سے باہر ہو کر منہ پر دونوں ہاتھوں سے تھپڑ مارے تھے اور کہا تھا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک جانب بڑھیا اور بانجھ پن ہو چکی ہوں، جب کہ یہ اعلان اور عمل جناب سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موجودگی میں کیا تھا۔ جس پر آپ نبی نے کوئی برا نہیں منایا تھا اور نہ ہی ایسا عمل کرنے سے روکا تھا۔ اس طرح آپ پیغمبر اسلام کی رحلت پر تمام صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیتؑ اطہار غم والم میں سوگوار تھے اور مدینہ میں ہر جانب آہ وبکا کی صدائیں بلند تھیں اور کوئی کچھ بھی نہیں جانتا تھا کیا ہو گیا ہے۔ چونکہ ہر جانب ہر شخص کے ہوش وحواس کھو چکے تھے۔

قانون

- ازواجِ پیغمبرؐ دین کی مفسرہ ہیں۔
- ان کا عمل امت کے لیے حجت ہے۔
- ان سے مرقوم احادیث، عمل، تقریر کی عینی گواہ ہیں۔

- ان کا فرمان سچ ہے۔
- وہ پاک نبی پر افتراء نہیں کرسکتیں۔
- ان کا عمل قرآن حکیم اور فرمان نبی کریم کے مطابق تھا۔
- پاک نبی کریمؐ پر گریہ اور ماتم ان کا حق تھا چونکہ ان پر غم والم کے پہاڑ ٹوٹے تھے۔
- وہ ہمیشہ کے لیے بیوائیں ہو چکی تھیں۔
- ان پر عقد ثانی حرام تھا۔
- گریہ اور ماتم جائز ہونے کے ناطے ان نے پاک نبیؐ پر کیا تھا۔
- ان کا قول، فعل بھی امت کے لیے حجت تھا۔
- ان پر جہالت اور دین سے ناسمجھی کا الزام کفر ہے۔
- پاک نبی کریمؐ پر ایک فرد گریہ اور ماتم کرنے میں تنہا نہیں تھا بلکہ ازواج کے ساتھ صحابہ کرام اور اہلِ بیتؑ اطہار بھی تھے۔
- آپ کی رحلت پر پورا مدینہ سوگوار تھا اور حالت غم والم میں تھا۔
- ازواج النبی کا ماتم اور گریہ کرنا حضرت سارہ زوجہ نبی ابراہیمؑ کا تسلسل تھا۔
- پاک نبی کریمؐ قبر میں زندہ امت کے امام ہیں۔

فقہی استنباط

- پاک نبی کریمؐ کا قول، فعل، تقریر حجت ہے۔
- شریعت کی تشریح وتعبیر کے لیے قرآن حکیم اور احادیث نبوی بنیاد ہیں۔
- صحابہ کرام، اہلِ بیتؑ اطہار اور ازواجِ نبیؐ کا قول اور عمل بھی دین کی تفسیر کے لیے حجت ہے۔
- فقہائے اعلام اور مجتہدین عظام نے قیاس پر اقوال اور عمل صحابہ، اہلِ بیتؑ اطہار، ازواج نبی کو ترجیح دی ہے۔
- ازوج نبی نے پاک نبی کریمؐ پر گریہ اور ماتم کیا کسی صحابی نے اس کو روکا نہیں اور ناجائز عمل قرار نہیں دیا۔

- ازواج نبی کریم کا یہ عمل حکم شریعت کے لیے جائز ہے۔
- مدینہ نبوی مکمل سوگوار تھا۔ ہر جانب آہ وبکاء کی صدائیں بلند تھیں۔
- پاک نبی کریم کی ازواج کا پیٹنا اور ماتم کو امت کے کسی مفتی اور مجتہد نے غیر شرعی قرار نہیں دیا۔
- ازواج نبی کریمؐ نے سنت سارہ کی اتباع کی اور اس سنت کو زندہ رکھا۔
- شریعت میں امت دینِ ابراہیمی کی مکلف اور پاک نبی کریم اس دین کے مفسر ہیں۔
- باب یعقوب میں گریہ شدید کی جوازیت بیان ہو چکی ہے۔

متن کتب

سیرت ابن کثیر، تاریخ البدایہ والنہایہ

وقال الامام أحمد: حدثنا يعقوب، حدثنا أبي، عن ابن إسحاق، حدثني يحي ابن عباد بن عبدالله بن الزبير، عن أبيه عباد، سمعت عائشة تقول: مات رسول الله صلى الله عليه وسلم بين سحري ونحري وفى دولتي.

ولم أظلم فيه أحدا، فمن سفهى وحداثة سنى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض وهو في حجري ثم وضعت رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء وأضرب وجهى.

"یحیی بن عبادہ بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے

باپ عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا جس وقت رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ تھی کہ میرے گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے لگا آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور کھڑے ہوکر عورتوں (ازواج) کے ساتھ سینہ کوٹا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔''

سیرت ابنِ ہشام

روض الانف وَحَدّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبّادِ بْنِ عَبْدِ اللّهِ بْنِ الزّبَيْرِ ، عَنْ أَبِيهِ عَبّادٍ قَالَ سَمِعْت عَائِشَةَ تَقُولُ مَاتَ رَسُولُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَفِي دَوْلَتِي ، لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا ، فَمِنْ سَفَهِي وَحَدَاثَةِ سِنّي أَنّ رَسُولَ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ قُبِضَ وَهُوَ فِي حِجْرِي ، ثُمّ وَضَعْت رَأْسَهُ عَلَى وِسَادَةٍ وَقُمْت أَلْتَدِمُ مَعَ النّسَاءِ وَأَضْرِبُ وَجْهِي.

''یحییٰ بن عبادہ بن عبداللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا جس وقت رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے حضورؐ میرے

گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے لگی آپ کا سر میری گود
میں تھا۔ وفات کے بعد میں آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور کھڑے
ہوکر عورتوں (ازواج) کے ساتھ سینہ کوٹنا اور ہاتھ چہرے پر مارنا
شروع کر دیا۔"

تاریخ الکامل، طبقات ابن سعد

قالت: توفي وهو بين سحري ونحري، وحداثة سني أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قبض في حجري، فوضعت رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء وأضرب وجهي.

"جناب عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جناب رسالت مآبؐ صبح کے
وقت جب کہ وہ میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں
کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری کم عمری کی وجہ سے آپ نے
میرے حجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز کرنے
لگی آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ
کے سر مبارک کو تکیے پر رکھ دیا اور پھر اُٹھ کر دیگر (ازواج) کے
ساتھ ماتم کیا اور اپنے چہرے پر پیٹنے لگی۔"

تاریخ طبری، تاریخ الفداء

حدثنا ابن حميد ، قال حدثنا سلمة ، عن محمد بن إسحاق، عن يحيى بن عباد بن الزبير، عن أبيه عباد ، قال : سمعت عائشة تقول: مات رسول الله صلى الله عليه وسلم بين سحري ونحري وفي دوري ؛ ولم أظلم

فيه أحداً ، فمن سفهى وحداثة سني أن رسول الله قبض وهو في حجري، ثم وضعت رأسه على وسادة؛ وقمت ألتدم مع النساء ، وأضرب وجهي.

''جناب عبادہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جناب عائشہؓ سے سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ جناب رسالت مآبؐ نے صبح کے وقت جب کہ انہوں نے میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپ نے میری حجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز ہونے لگے آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو تکیئے پر رکھ دیا اور پھر اُٹھ کر دیگر (ازواج) کے ساتھ ماتم کیا اور اپنے چہرے پر پیٹنے لگی۔''

تاریخ البدایہ والنہایہ

قد توفي على الفراش والنسوة حوله فخمرن وجوههن.

''پاک نبی کریمؐ کا جب ان کا روح مبارک قبض ہوا تو وہ خواتین جو آپ کے ارد گرد بیٹھی تھیں پس انہوں نے منہ پیٹ کر سرخ کئے ہوئے تھے۔''

مسند احمد بن حنبل

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال ثنا أبي عن بن إسحاق قال حدثني يحيي بن عباد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عباد

قال سمعت عائشة تقول : مات رسول الله صلى الله عليه و سلم بين سحري ونحرى وفي دولتي لم أظلم فيه أحدا فمن سفهي وحداثة سني ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قبض وهو في حجري ثم وضعت رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء واضرب وجهي-تعليق شعيب الأرنؤوط: إسناده حسن من أجل ابن إسحاق ترجمه: كذا سيرت ابن كثير-۔

کتب حوالہ جات

(۱) کتاب سیرت ابن کثیر صفحہ:۴۷۷، جلد:۴، باب آغا مرض وفات رسالت مآبؐ (تاریخ البدایہ و النہایہ) حافظ ابوالفداد ابن کثیر باب وفات رسالت مآبؐ صفحہ:۲۳۳، ۲۴۰، جلد:۵۔

(۲) سیرت ابن ہشام باب وفات نبی اکرمؐ جلد:۲، صفحہ:۲۵۴۔

(۳) تاریخ کامل باب وفات نبی اکرم جلد:۱، صفحہ:۳۵۷۔

(۴) تاریخ طبری باب وفات نبی اکرم جلد:۲، صفحہ:۱۱۵۔

(۵) تاریخ ابو الفداء باب وفات نبی کریم صفحہ:۲۳۲، جلد:۱۔

(۶) روض الانف باب وفات نبیؐ جلد:۴، صفحہ:۲۴۰۔

(۷) سیرت حلبیہ باب وصال نبی کریم صفحہ

(۸) مدارج النبوت باب وصال نبی کریم مترجم صفحہ:۷۲۹، ۷۳۲ جلد:۲، مترجم()

(۹) طبقات ابن سعد باب وصال پاک نبی کریم جلد:۲، صفحہ:۳۶۲۔

(۱۰) مسند احمد بن حنبل (لفظ حضرت عائشہ باقی مسند انصار حدیث نمبر:۲۴۳۹۱، جلد:۶، صفحہ:۲۷۴۔

باب یازدهم

پیغمبر اسلامؐ کی شدت بیماری اور رحلت پر صحابہ کرام کا عقل وحواس کھودینا اور آہ وبکا اور گریا (ماتم) کرنا۔

پاک نبی کریمؐ کو بیماری کی وجہ سے ضعف جسمانی اور لاغری پن کا یہ عالم ہوگیا تھا کہ آپ نماز کی ادائیگی سے بھی عاجز ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے آپ کی آخری نماز پڑھانے میں تاخیر ہوگئی تو صحابہ کرام کو اس پر اتنی تشویش لاحق ہوگئی کہ آپ کی مزید زندگی کے حوالے سے مایوسی چھا گئی۔ پس صحابہ کرام کا ان لمحات میں کیا عالم تھا اس کی تفصیل صاحب مدارج نے جو بیان کی ہے۔

مدارج النبوت۔

''پاک نبی کریمؐ پر ایک ایسا وقت آیا کہ جسم میں لاغری کے بڑھ جانے سے اٹھنے میں اور نماز باجماعت پڑھانے میں مشکلات پیدا ہونے لگی تو ایک مرتبہ جماعت کرانے میں تاخیر واقعہ ہوئی تو صحابہ کرام میں مایوسی پیدا ہونے لگی۔ بے صبری میں بھی اضافہ ہونے لگا تو بعض صحابہ اس کا اشارہ موت سمجھنے لگے، اس لیے وحی کا منقطع ہونا زیارت سے محروم ہونے کا قلق بڑھنے لگا تو ہر طرف گریہ اور ماتم سا ماحول پیدا ہوگیا۔''

''دوسری جگہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ نے اذان دیکر حضور اکرمؐ کے دروازے پر کھڑے ہوکر عرض کیا: السلام علیک یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، اس پر حضور اکرم نے فرمایا: ابوبکر صدیقؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ اپنا سر پیٹتے اور فریاد کرتے ہوئے باہر آئے، چونکہ امید ٹوٹ چکی تھی اور کمر شکستہ ہوگئی تھی۔ کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر جنا تھا تو

اس دن دیکھنے سے پہلے مجھے موت آ جاتی اور میں رسول اللہ کو اس حالت میں نہ دیکھتا پھر حضرت بلالؓ مسجد میں آئے اور کہا: اے ابوبکرؓ! رسول اللہؐ حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیے اور لوگوں کو نماز پڑھایے، پھر جب حضرت صدیق نے دیکھا کہ مسجد شریف رسول اللہؐ سے خالی ہے چونکہ حضرت صدیقؓ بہت زیادہ رقیق قلب تھے از حد غمگین ہوئے اور خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے بے ہوش ہو گئے تمام صحابہ رونے لگے جب رسول اللہؐ کے گوش مبارک میں یہ آوازیں پہنچیں تو فرمایا: اے فاطمہؓ! یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آ رہی ہیں؟ فاطمہ علیہا السلام نے عرض کیا: یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور فریاد کرنے کی ہیں کہ وہ آپ کو مسجد میں نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عبداللہ بن عباسؓ کو بلایا اور ان کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے اور مسجد مبارک میں نماز پڑھائی۔''

پیر کے دن ابھی سورج اپنے شباب تک نہیں پہنچ پایا تھا کہ پاک نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر معروف ہو گئی تھی، چونکہ گھر اور باہر کے علاوہ مسجد نبوی صحابہ کرام سے بھری ہوئی تھی۔ آپ کی رحلت پر مدینہ میں صحابہ کرام پر کیا گذری اس کی تفصیل صاحب مدارج النبوت اس طرح عکس بندی کرتے ہیں۔

''ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور اکرمؐ کے بعد سراسیمہ اور پریشان ہو گئے۔ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں۔ ان کے حواس معطل ہو گئے بعض حضرات کی زبان بند ہو گئی۔ ان کے ہوش و حواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے چنانچہ مروی ہے

کہ ان کے پاس سے حضرت عمرؓ گزرے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے ان کے سلام کو سنا بھی مگر سلام کا جواب نہ دے سکے۔ (الحدیث) بعض حضرات اپنی جگہ جمے بیٹھے رہے۔ جنبش کی طاقت بھی نہ رہی چنانچہ حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا یہی حال تھا، صحابہ میں سب سے زیادہ ثابت واشجع حضرت ابوبکرؓ تھے، حالانکہ وہ بھی آنسو بہا رہے تھے اور آہ و نالہ کر رہے تھے۔ اسی کیفیت سے حضرت ابوبکر صدیق کی شجاعت پر استدلال کیا گیا ہے۔ بعض بیمار اور لاغر ہو کر اور گھل گھل کر اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ بعض دعا کرتے کہ اے خدا! ہمیں اندھا کر دے کہ کسی اور کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔''

محمد رسول اللہ

وروي أن بلالا رضي الله عنه كان يؤذن بعد وفاته صلى الله عليه و سلم وقبل دفنه قال: أشهد أن محمدا رسول الله ارتج المسجد بالبكاء والنحيب.

''روایت بیان کی گئی ہے کہ جب پاک نبی کریمؐ روح انور قبض ہوا جبکہ دفن باقی تھا جناب بلالؓ نے اذان دینا چاہی اور کہا: أشهد أن محمدا رسول الله کہا تو پھر بھری مسجد میں بلند آوازوں کے ساتھ شدید گریہ ہوا۔''

مختصر تاریخ دمشق

تاريخ البدايه النهايه وعن أم سلمة قالت: نحن نبكي على رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيوتنا، لم ننم ولم نسكن لرؤيته

على السرير، فسمعنا صوت الكرازين في ليلة الثلاثاء. قالت أم سلمة: فصحنا فصاح أهل المسجد، فارتجت المدينة صيحة واحدة، وأذن بلال بالفجر، فلما بلغ ذكر النبي صلى الله عليه وسلم بكى فانتحب فزادنا حزناً، وعالج الناس الدخول إلى قبره. فغلق دونهم، فيا لها مصيبة. فما أصبت بعده بمصيبة إلا هانت علي إذا ذكرت مصيبتنا به عليه السلام

''ام المومنین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ ہم نے پاک نبی کریمؐ پر اپنے گھروں میں آہ وبکاہ کیا اور جب آپ کو چارپائی پر رکھا تب سے نہ ہمیں نیند آئی اور نہ سکون۔ جب آپ کو چارپائی پر پایا ہم نے بدھ کی رات ایک غائب سے آواز کرازین سے سنا پھر ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ہماری چیخیں نکل گئیں اور جو بھی مسجد میں تھا وہ سب چیخیں مار کر رونے لگا۔ پس اہلِ مدینہ نے ایک آواز کے ساتھ چیخ ماری۔ جب حضرت بلالؓ کو صبح کی آذان کی لیے کہا گیا اور جب وہ ذکر مصطفیٰ (اشهدان محمد رسول الله) کہا: پس کیا تھا کہ آپ پر اور زیادہ غم اور گریہ ہوگیا۔ انسانوں کا ایک اژدھام قبر کی جانب دوڑ پڑا جب کہ دروازہ بند تھا اور بلند آوازوں کے ساتھ پکارنے لگے کہ آج جو مصیبت ہم پر آ پڑی ہے وہ عظیم ہے یہ اس وقت ہوا جب آپ کا ذکر آذان میں ہوا تھا''

مختصر تاریخ دمشق صفحہ:۳۰۴، جلد:۱ باب کفن ودفن محمد

رسول اللہ:۱، ۵۸۰

واجتمع حوله أصحابه يبكون قال القرطبي وهذا أول دليل على كمال شجاعة الصديق رضي الله عنه لأن الشجاعة هي ثبوت القلب عند حلول المصائب ولا مصيبة أعظم من موت رسول الله فظهرت شجاعة الصديق رضي الله عنه

''آپ نبی کریمؐ پر سب صحابہ کرام نے گریہ کیا۔ قرطبی کہتا ہے کہ یہ اول کمال کی دلیل شجاعت ابوبکر کی ہے کیونکہ ان کی دل میں مصائب کے ٹھہر جانے کا ثبوت ہے کہ پاک نبی کریمؐ کی موت سے کوئی دیگر بڑی مصیبت نہیں ہے اس سے صدیق کی شجاعت ظاہر ہوتی ہے۔''

تاریخ البدایہ والنہایہ

فيهم بالذي رآهم فقال يا أيهما الناس أيما أحد من الناس أو من المؤمنين أصيب بمصيبة فليتعز بمصيبته بي عن المصيبة التي تصيبه بغيري فإن أحدا من أمتي لن يصاب بمصيبة أشد عليه من مصيبتي

''جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پاک نبی کریمؐ نے فرمایا: اے لوگو! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کی میری مصیبت کے ساتھ تسلی دو چونکہ میری امت کو میری مصیبت سے زیادہ کسی طرح کی مصیبت ہرگز نہیں آئے گی۔''

الروض الانف

مَا حَدَثَ لِلصَّحَابَةِ عَقِبَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''پاک نبی کریم کی وفات پر جو حالات واقعات ظاہر ہوئے۔''

وَمِنْ ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا وَغَيْرِهَا مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلَائِكَةَ دُهِشَ النَّاسُ وَطَاشَتْ عُقُولُهُمْ وَأُقْحِمُوا ، وَاخْتَلَطُوا ، فَمِنْهُمْ مَنْ خُبِلَ وَمِنْهُمْ مَنْ أُصْمِتَ وَمِنْهُمْ مَنْ أُقْعِدَ إِلَى أَرْضٍ فَكَانَ عُمَرُ مِمَّنْ خُبِلَ وَجَعَلَ يَصِيحُ وَيَحْلِفُ مَا مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مِمَّنْ أُخْرِسَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حَتَّى جَعَلَ يُذْهَبُ بِهِ وَيُجَاءُ وَلَا يَسْتَطِيعُ كَلَامًا ، وَكَانَ مِمَّنْ أُقْعِدَ عَلِيٌّ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَرَاكًا ، وَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُنَيْسٍ ، فَأُضْنِيَ حَتَّى مَاتَ كَمَدًا ، وَبَلَغَ الْخَبَرُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ وَهُوَ بِالسَّنْحِ فَجَاءَ وَعَيْنَاهُ تَهْمُلَانِ وَزَفَرَاتُهُ تَتَرَدَّدُ فِي صَدْرِهِ وَغُصَصُهُ تَرْتَفِعُ كَقِطَعِ الْجِرَّةِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ جَلْدُ الْعَقْلِ وَالْمَقَالَةِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ وَكَشَفَ وَجْهَهُ وَمَسَحَهُ

وَقَبَّلَ جَبِينَهُ وَجَعَلَ يَبْكِي ، وَيَقُولُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي طِبْت حَيًا وَمَيِّتًا ، وَانْقَطَعَ لِمَوْتِكَ مَا لَمْ يَنْقَطِعْ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ النُّبُوَّةِ فَعَظُمْت عَنْ الصِّفَةِ وَجَلَلْت عَنْ الْبُكَاءِ .

''ارباب سیر بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب پاک نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی ملائکہ لوگوں کی جانب حیران تھے کہ صحابہ کرام حضور اکرمؐ کے بعد سراسیمہ اور پریشان ہو گئے۔ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں۔ ان کے حواس معطل ہو گئے۔ بعض حضرات کی زبان بند ہو گئی۔ ان کے ہوش و حواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عمرؓ ان لوگوں میں تھے جو بدحواس ہو کر چیخیں مار کر آپ کی موت کا انکار کر رہے تھے حضرت عثمان بن عفانؓ بھی اُنہی لوگوں میں سے تھے جن کے قوت گوئی نے ساتھ چھوڑ دیا تھا اور کلام کرنے سے عاری تھے۔ بعض حضرات اپنی جگہ جمے بیٹھے رہے۔ جنبش کی طاقت بھی نہ رہی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہی حال تھا۔ عبداللہ بن انیس کی آنکھوں سے آنسو دریا کی طرح بہانے سے دل ٹوٹ چکا تھا۔

جب ابوبکرؓ کو آپ نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر پہنچی اس وقت آپ مقام سنخ میں تھے۔ آپ روتے ہوئے آئے۔ ان کے سینہ میں تشویش تھی اور دل میں بدمزگی پیدا ہو چکی تھی۔ عقل پر پردہ پڑ چکا تھا اور کلام کرنے کی استطاعت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ آپ پاک نبی کریمؐ کے جسد خاکی تک گئے اور ان پر جھک گئے اور منہ سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور کہا:

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور موت
میں پاک ہیں۔ موت سے وہ چیز منقطع ہوگئی جو کہ آپ سے قبل
انبیاء سے بھی جدا نہیں تھی۔ وہ وحی تھی آپ کے مناقب بلند ہیں
اور آپ پر گریہ عظیم ہے۔"

حوالہ جات

(۱) مدارج النبوت مولانا عبدالحق محدث دہلوی جلد:۲، صفحہ :۴۳۵،۷۱۵ باب وفات النبیؐ۔

(۲) الروض الانف جلد:۲، صفحہ:۳۴۴۔

(۳) محمد رسول اللہ صفحہ:۵۸۰ جلد ۱۔

(۴) مختصر تاریخ دمشق صفحہ:۳۰۴، جلد:۱، باب کفن ودفن حمد رسول اللہ:۱، ۵۸۰۔

(۵) تاریخ البدایہ والنھایہ باب متی واقعہ دفنہ علیہ السلام جلد:۵، صفحہ: ۲۷۰،۲۷۱۔

سیدہ فاطمہ زہراؑ کا باپ پر ماتم

اور

آہ و بکا کرنا، مرثیہ پڑھنا

مدارج النبوت

''حضور اکرمؐ کے دفن سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام خاک حسرت وندامت اپنے وقت وحال کے سر پر ڈالنے لگے اور اپنے محبوب دو جہان کے آتشِ فراق میں جلنے لگے اور گریہ وزاری کرنے لگے، خصوصاً حضرت سیدہ فاطمہ زہراءؑ جو سب سے زیادہ مصیبت زدہ، بیکس تر اور زار نالاں تر تھیں۔ سیدنا امام حسن وحسین علیہما السلام کے چہروں کی طرف دیکھتی اور اپنی یتیمی اور ان فرزنداں کی نامرادی پر روتی تھیں۔ دوسرے گوشہ میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس حجرہ میں جس میں سرور کائنات سے علیہ التحیہ و التسلیمات نے وفات پائی مصروف آہ وبکا تھیں۔ یہ گھر بیت الحزن والفراق بنا بے خانما شدہ رات ودن آہ وبکا کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔ اہل بیتؑ اطہار اور صحابہ کبار میں سے ہر ایک حضور اکرمؐ کے حزن وملال میں منظم کر کے اشعار پڑھ رہا تھا۔ ان میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ زہراء تھیں جو بعد از دفن قبر شریف کی زیارت کو گئیں اور اس جگہ کی مٹی اٹھا کر غمزدہ آنکھوں پر رکھا اور روتے ہوئے یہ شعر منظوم فرمایا۔''

ماذا اعلی شم تربت احمد
ان لاشم مدی الزمان غوالیا

صبت علیَّ مصائب لوانها
صبت علی الایام صرن لیا لیا.

''جوکوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیالازم ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سونگھے۔''

''مجھ پر ایسی مصیبتیں آپڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے۔''

طبقات ابن سعد، تاریخ البدایہ والنہایہ،المستدرک للحاکم، السیرةالنبویةتألیفالدکتور:علي‌محمدمحمدالصلابي،

ذكر الحزن على رسول الله، صلى الله عليه وسلم ومن ندبه وبكى عليه پاک نبیؐ پر حزن اور ندبه.

أخبرنا سليمان بن حرب، أخبرنا حماد بن زيد عن ثابت عن أنس قال: لما ثقل النبي، صلى الله عليه وسلم، جعل يتغشاه الكرب فقالت فاطمة: وا كرب أبتاه! فقال لها النبي، صلى الله عليه وسلم: ليس على أبيك كرب بعد اليوم! فلما مات رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قالت فاطمة: يا أبتاه! أجاب ربا دعاه، يا أبتاه! جنة الفردوس مأواه، يا أبتاه! إلى جبريل ننعاه، يا

أبتاه! من ربه ما أدناه! قال: فلما دفن قالت فاطمة: يا أنس أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله، صلى الله عليه وسلم، التراب؟

''حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ نبی کا وقت رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراءؓ نے کہا: پیارے بابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی کریم نے جواباً فرمایا آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراءؓ نے اپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

① آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
② آہ پیارے بابا آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔
③ آہ پیارے باپ! ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔
④ آہ پیارے باپ اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہوگئے آپ والد کے پاس حاضر ہے لیکن اس کو حضرت فاطمہ زہراء نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انسؓ! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہؐ پر مٹی ڈالو۔؟''

رسولِ رحمت حضرت فاطمہؑ کا حزن

تمام اقربا وصحابہ کی حالت نا قابلِ بیان تھی، لیکن حضرت فاطمہ علیہا السلام کے حزن واندوہ کا معاملہ سب سے الگ تھا۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ دلدوز کلمات جاری تھے:

① آہ پیارے باپ آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔

۲ آہ پیارے باپ آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔

۳ آہ پیارے باپ ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔

۴ آہ پیارے باپ اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔

جب رسول اللہ کو دفن کیا جا چکا تو حضرت فاطمہؑ نے حضرت انسؓ بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم نے بہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہؐ پر مٹی ڈالو؟ ابوجعفرؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد کسی نے حضرت فاطمہؑ کو ہنستے نہ دیکھا سوائے اس کے دہن مبارک کا کنارہ کسی قدر رکھا گیا ہو۔ دو شعر بھی حضرت فاطمہ زہراءؑ سے منسوب ہیں:

ماذا علی شم تربت احمد
ان لاشم مدی الزمان غوالیا

''جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سونگھ لے اس پر کیا لازم ہے، یہ کہ پھر عمر بھر کوئی خوشبو نہ سونگھے۔''

صبت علیَّ مصائب لوانها
صبت علی الایام صرن لیا لیا

''مجھ پر ایسی مصیبتیں آ پڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جائے۔''

طبقات الکبری ابن سعد، سنن النسائی

ذكر الحزن على رسول الله، صلى الله عليهوسلم ومن ندبه وبكى عليه

أخبرنا سليمان بن حرب، أخبرنا حماد بن زيد عن ثابت عن أنس قال: لما ثقل النبي، صلى الله عليه وسلم، جعل يتغشاه الكرب فقالت فاطمة: وا كرب أبتاه! فقال لها

النبي، صلى الله عليه وسلم: ليس على أبيك كرب بعد اليوم! فلما مات رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قالت فاطمة: يا أبتاه! أجاب ربا دعاه، يا أبتاه! جنة الفردوس مأواه، يا أبتاه! إلى جبريل ننعاه، يا أبتاه! من ربه ما أدناه! قال: فلما دفن قالت فاطمة: يا أنس أطابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله، صلى الله عليه وسلم، التراب؟

① "آہ پیارے بابا! آپؐ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔

② آہ پیارے بابا! آپؐ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔

③ آہ پیارے بابا! ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔

④ آہ پیارے بابا! اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔

جب رسول اللہؐ کو دفن کیا جا چکا تو فاطمہؑ نے حضرت انسؓ بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے انس! کیا تم نے بہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہؐ پر مٹی ڈالو؟"

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ

وقال الامام احمد حدثنا يزيد ثنا حماد بن زيد ثنا ثابت البناني قال أنس فلما دفن النبي صلى الله عليه و سلم قالت فاطمة يا أنس أطابت أنفسكم أن دفنتم رسول الله صلى الله عليه و سلم في التراب ورجعتم وهكذا رواه ابن ماجه مختصرا من حديث

حماد بن زید به وعنده قال حماد فکان ثابت اذا حدث بهذا الحدیث بکی حتی تختلف اضلاعه وهذا لا یعد نیاحة بل هو من باب ذکر فضائله الحق علیه أفضل الصلاة والسلام صفحه(۲۷۳)جلد(۵)

''حماد بن زید نے جناب ثابت سے بیان کیا ہے حضرت انسؓ کہتے ہیں: جب پاک نبی کریمؐ کو دفن کیا گیا تب حضرت فاطمہ زہراءؑ نے انس بن مالک سے مخاطب ہوکر فرمایا اے انسؓ! کیا تم نے بہ طیب خاطر قبول کرلیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔''

حماد کہتے ہیں: جناب ثابت سیدہ زہراءؑ کے نوحہ کی نبی کریمؐ بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور اس طرح روتے تھے کہ ان کی پسلیاں ہلتی تھیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں: جس طرح سیدہ زہراء نے نبی کریمؐ کی نوحہ خوانی کی یہ نوحہ ممنوعہ نہیں ہے، بلکہ یہ فضائل حقہ کا ذکر ہے۔(جو پاک نبی پر بیان ہوا تھا)۔

سنن ابن ماجہ وَحَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللهِصلى الله عليه وسلم وَا أَبَتَاهْ إِلَى جِبْرَائِيلَ أَنْعَاهْ وَا أَبَتَاهْ مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهْ وَا أَبَتَاهْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهْ وَا أَبَتَاهْ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهْ. قَالَ حَمَّادٌ فَرَأَيْتُ ثَابِتًا حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَكَى حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلاَعَهُ تَخْتَلِفُ.(۵)(۲۰۰)

''حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ نے اپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

۞ آہ پیارے باپ! آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
۞ آہ پیارے باپ! آپ نے جنت الفردوس کو ٹھکانا بنالیا۔
۞ آہ پیارے باپ ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔
۞ آہ پیارے باپ اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔

حماد کہتے ہیں: میں نے ثابت کو دیکھا جب یہ حدیث بیان کرتے ہیں آپ کی پسلیاں ہلتی تھیں۔"

(حوالہ جات)

(۱) مدارج النبوت باب سوم غسل تجہیز و تکفین اور نماز۔ جلد:۵، صفحہ:۷۵۳۔
(۲) طبقات ابن سعد صفحہ:۳۱۱، جلد:۸۔
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ۔باب رحلت پاک نبی کریم تجہیز وتکفین ۔ما اصاب المسلمین من المصیبۃ بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد:۵، صفحہ:۲۷۳۔
(۴) رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب تجہیز و تکفین اور تدفین۔ صفحہ:۶۵۸، ()
(۵) مشکواۃ شریف مترجم باب رحلت پیغمبر السلام جلد:۳، صفحہ:۲۰۱۔
(۶) بخاری باب للغازی آغاز مرض صفحہ:۵۸۸۔ پارا:۱۸، جلد:۵۔
(۷) تاریخ کامل باب آغاز مرض جلد:۱، صفحہ:۳۵۷۔
(۸) السیرۃ السیر تالیف علی محمد محمد الصلابی صفحہ:۲۸۵، جلد:۲ باب وفات۔
(۹) طبقات الکبری ابن سعد جلد:۲، صفحہ:۳۱۱۔
(۱۰) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب:۱۳، باب فی الْبُکَاءِ عَلَی الْمَیِّتِ صفحہ:۴۲۰۔ جلد:۲۔
(۱۱) المستدرک للحاکم کتاب الجنائزہ:۳۳۷۔۳۔
(۱۲) السیرۃ النبویۃ تألیف الدکتور: علی محمد محمد الصلابی صفحہ:۲۸۱، جلد:۱۔

حسنین کریمین کا نانا پر گریہ کرنا

مدارج النبوت

''پاک نبی کریمؐ نے سیدہ فاطمہ زہراءؑ سے فرمایا: اپنے بچوں کو لاؤ۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہم التحیۃ والرضوان کو حضور اکرمؐ کے سامنے لائے۔ جب ان صاحبزادگان نے سب کو اس میں حال میں دیکھا تو رونے لگے۔ اور اتنی گریہ وزاری کی کہ ان کے گریہ سے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔ حضور اکرمؐ نے ان کو بوسہ دیا اور ان کی تعظیم و توقیر اور ان کے محبت کے بارے میں صحابہ کرام اور تمام امت کو وصیت فرمائی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں حضور اکرمؐ کے آغوش مبارک میں رو رہے تھے جب ان کے رونے کی آواز حضور اکرمؐ کے گوش مبارک میں پہنچی تو حضور اکرمؐ بھی رونے لگے ام سلمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو گزشتہ وآئندہ ہر حال میں مغفور ہیں۔ گریہ فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا: میرا رونا امت پر رحمت وشفقت کے لیے ہے''

مدارج النبوت باب رحلت پیغمبر السلام صفحہ: ۷۳۰، جلد: ۲

''سیدہ فاطمہ زہراءؑ کا بیت الحزن اور مقابر حضرت حمزہؓ اور پہاڑ اُحد کے دامن میں۔''

پاک نبی کریم کی رحلت پر اگر کسی کو شدید صدمہ پہنچا اور آنکھوں میں نہ تھمنے والے آنسو تھے اور اندر سے دل ٹوٹ چکا تھا۔ مصائب دنیا نے آپ کے گھر کو آماجگاہ بنا

لیا تھا۔ راحت وسکون مٹ چکا تھا۔ وہ پاک نبی کریمؐ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ زہراءؑ سلام اللہ علیہا تھی۔ آپ کی حزن اور بکاء کا یہ عالم تھا کہ شہر مدینہ کا وہ محلہ جہاں ہاشمی آباد تھے وہاں سکون نہ رہا لہذا آپ سیدہ نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے جو گریہ کرنا ہے اور باپ کے فضائل کے لیے مرثیہ پڑھنا ہے اس کے لیے مناسب جگہ دامن اُحد ہے۔ آپ روزمرہ اور بعض روایات کے مطابق ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہاں جاتی اور دن بھر قیام کرتی اور خوب گریہ کرتی اور اس سے دل میں سکون لاتی اور شام کے وقت حسنینؑ کریمین یا جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تشریف لے جاتے اور اپنے ہمراہ لے آتے۔ اس طرح یہ سلسلہ تاحیات رہا۔ معروف روایات کے مطابق آپ سیدہ چھ ماہ تک زندہ رہی تھیں۔

المستدرک حاکم عن علي بن الحسين ، عن أبيه ، أن فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وسلم ، كانت تزور قبر عمها حمزة كل جمعة فتصلي وتبكي عنده هذا الحديث رواته عن آخرهم ثقات

''حضرت علی بن الحسینؑ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہراءؑ (جدہ) جناب حمزہؓ (دادا) کا ہر جمعہ کے روز ان کے قبر کی زیارت فرماتی تھیں اور وہاں نماز پڑھتی اور گریہ کرتی تھیں۔''

مدارج النبوت

''امام غزالی نے بقیع کی زیارت میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اس میں نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے۔ بعض اور حضرات نے بھی اس مسجد شریف کا ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ بیت الحزن کے نام سے معروف ہے۔ کیوں کے فاطمہ زہراء سلام علیہا رسول مقبولؐ کے غم وجدائی کی مصیبت کے زمانے میں لوگوں کی صحبت

سے پریشان ہوکر تنہائی اختیار کر کے اس جگہ قیام پذیر ہوگئی تھیں۔"

وسائل الشیعہ۔(مکتب اہل بیتؑ

وفي (الخصال): عن محمد بن الحسن ، عن الصفار، عن العباس بن معروف ، عن محمد بن سهل البحراني، يرفعه إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال البكاؤون خمسة: آدم، ويعقوب، ويوسف، وفاطمة بنت محمد (صلى الله عليه واله)، وعلي بن الحسين (عليه السلام) ، فأما آدم فبكى على الجنة حتى صار في خديه أمثال الأودية، وأما يعقوب فبكى على يوسف حتى ذهب بصره، وحتى قيل له: (تالله تفتؤ تذكر يوسف حتى تكون حرضاً أو تكون من الهالكين)، وأما يوسف فبكى على يعقوب حتى تأذى به أهل السجن فقالوا: إما أن تبكي الليل وتسكت بالنهار، وإما أن تبكي النهار وتسكت بالليل، فصالحهم على واحد منهما .

وأما فاطمة (عليها السلام) فبكت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى تأذى بها أهل المدينة ، فقالوا لها: قد آذيتنا بكثرة بكائك، وكانت تخرج إلى المقابر

مقابر الشهداء فتبكي حتى تقضي حاجتها ثم تنصرف، وأما علي بن الحسين (عليه السلام) فبكى على الحسين (عليه السلام) عشرين سنة أو أربعين سنة، ما وضع بين يديه طعام إلا بكى حتى قال له مولى له مترجم جلد(۲) صفحہ:۳۱۲ باب: باب جواز البكاء على الميت والمصيبة، واستحبابه عند زيادة الحزن

''محمد بن سہل بحرونی مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: دنیا میں بہت رونے والے پانچ افراد گزرے ہیں:

① حضرت آدمؑ ② حضرت یعقوبؑ
③ حضرت یوسفؑ ④ حضرت فاطمہ زہراؑ
⑤ امام زین العابدین علیہم السلام

حضرت آدمؑ جنت اور حواؑ کی جدائی پر اس قدر روئے کہ رخساروں پر وادی کی طرح گڑھے پڑ گئے۔ حضرت یعقوبؑ فراقِ یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی یہاں تک کہ ان سے کہا گیا بخدا اس وقت تک برابر روتے رہیں گے جب تک ہلاک یا موت واقع ہو جائے گی۔ جناب یوسف اپنے باپ اور ماں کے غم میں اتنا روئے کہ تمام قیدی تنگ آ گئے اور ان سے کہا گیا تھا کہ رات یا دن کو ایک وقت روئیں بالآخر آپ نے ایک وقت رونے پر اتفاق کر لیا۔

سیدہ فاطمہ زہراؑ اپنے باپ حضرت رسولِ خداؐ کی جدائی پر اس

قدر روئیں کہ اہلِ مدینہ تنگ آ گئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ
آپ نے رو رو کر ہمیں اذیت دی ہے۔ اس پر آپ قبرستانِ
شہدائے اُحد یا (جنت البقیع بمقام بیت الحزن) تشریف لے
جاتیں اور وہاں دل کھول کر روتیں اور پھر واپس آ جاتیں۔"

حوالہ جات

(۱) المستدرک حاکم باب الجنائز صفحہ:۴۳۴ جلد ۴۔
(۲) مدارج النبوت باب سیدہ فاطمہ زہراہ بنت رسول اللہ کی وفات جلد:۲، صفحہ:۷۹۱۔ وسائل الشیعہ مترجم۔جلد:۲، صفحہ:۳۱۲، باب: ۸۷، باب جواز البکاء علی المیت وللمصیبة، واستحبابه عند زیادة الحزن۔

رسول خداؐ کی رحلت امت پر عظیم مصیبت تھی
(آپؐ نے ماتم داری
اور
تعزیت کا طریقہ بیان فرمایا)

ماتم کی کیفیت اور مصیبت کا حجم تو مرنے والے کی شخصیت پر ہے لیکن پاک نبی کریمؐ نے اس غم اور الم کے موقعہ پر اس کی حیثیت اور حقیقت سے بھی آ گاہ فرمایا اور اس مقام سے قانون کی وضاحت کی اور فرمایا کیا: امت پر مجھ سے زیادہ کوئی اور مصیبت زدہ نہیں یہ وہ الفاظ تھے جو آپؐ نے غزوۂ احد اور حضرت حمزہؓ کی لاش مبارک کو دیکھ کر بیان فرمائے تھے اور دوسری مرتبہ آپؐ مرض کی بنا پر حالت بستر اور آرام میں تھے تو امت کو مصیبت اور تسلی کا طریقہ بیان فرمایا: اگر کوئی عظیم غم زدہ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ میری مصیبت کو یاد کر کے تسلی کر لے چونکہ میری موت امت پر ایک عظیم حادثہ اور سانحہ ہوگا اس سے امت ہر نعمت جدید سے محروم ہو جائے گی اس لیے کہا جاتا ہے کہ امت پر یہ لازم ہے کہ اگر اسے کسی بڑے حادثہ سے گزرنا پڑے تو کربلا کے شہداء کو یاد کر کے تسلی کرے۔ آخر پاک نبیؐ کی اولاد پر بھی عظیم سانحہ گذرا ہے۔ اس واقعہ کو صاحب مدارج النبوت نے یوں نقل کیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضورؐ کو قطیفہ (بڑی چادر) میں لپٹا ہوا پایا۔ میں نے قطیفہ کے اوپر سے بخار کی گرمی محسوس کرتا تھا اور مجھے برداشت نہ تھی کہ میں حضور اکرمؐ کے بدن اقدس پر ہاتھ رکھوں۔ میں نے اس شدت پر تعجب کیا۔ حضور اکرم نے فرمایا: کسی

کی مصیبت واذیت انبیاء علیہم السلام کی مصیبت واذیت سے زیادہ سخت وشدید نہیں ہے۔ بلاشبہ جس طرح ان کی مصیبتیں دوگنی ہیں اس طرح ان کا اجر بھی دوگنا ہے۔ اس طرح بہت سی کتب نے یہ جملے حدیث کے نقل کیے ہیں۔ سنن ابن ماجہ کہتے ہیں: آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لینی چاہیے چونکہ اس کائنات میں امت پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔

کتب متن

سنن ابن ماجه۲،رحمة للعالمين:۳،تاريخ البدايه والنهايه:۴، كنزالعمال

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَحَ رَسُولُ اللهِصلى الله عليه وسلم بَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ أَوْ كَشَفَ سِتْرًا فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا رَأَى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ رَجَاءَ أَنْ يَخْلُفَهُ اللهُ فِيهِمْ بِالَّذِي رَآهُمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أُصِيبَ بِمُصِيبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ بِمُصِيبَتِهِ بِي عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي تُصِيبُهُ بِغَيْرِي فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِي لَنْ يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِي أَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ

مُصِیبَتِي.

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے مسجد کی جانب سے کھڑکی کو کھولایا پردہ ہٹایا تو لوگ میرے والد کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اس وقت آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لینی چاہیے، چونکہ اس کائنات میں امت پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔''

مدارج النبوت

''حضرت ابوسعید خدری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضورؐ کو قطیفہ میں لپٹا ہوا پایا۔ میں قطیفہ کے اوپر سے بخار کی گرمی محسوس کرتا تھا اور مجھے برداشت نہ کہ میں حضور اکرمؐ کے بدن اقدس پر ہاتھ رکھوں۔ میں نے اس شدت پر تعجب کیا۔حضور اکرمؐ نے فرمایا: کسی کی مصیبت واذیت انبیاء علیہم السلام کی مصیبت واذیت سے زیادہ سخت وشدید نہیں ہے۔ بلاشبہ جس طرح ان کی مصیبتیں دوگنی ہیں اس طرح ان کا اجر بھی دوگنا ہے۔''

طبقات ابن سعد الکبری

عن أبي سعيد الخدري قال: جئنا النبي، صلى الله عليه وسلم، فإذا عليه صالب من الحمى ما تكاد تقر يد أحدنا عليه من شدة الحمى، فجعلنا نسبح فقال لنا رسول

الله، صلى الله عليه وسلم: ليس أحد أشد بلاء من الأنبياء، كما يشتد علينا البلاء كذلك يضاعف لنا الأجر، إن كان النبي من أنبياء الله ليسلط عليه القمل حتى يقتله، وإن كان النبي من أنبياء الله ليعرى ما يجد شيئا يواري عورته إلا العباءة يدرعها.

أخبرنا خالد بن خداش، أخبرنا عبد الله بن وهب عن هشام بن سعد عن يزيد بن أسلم عن عطاء بن يسار: أن أبا سعيد الخدري دخل على رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وهو موعوك عليه قطيفة فوضع يده عليه فوجد حرارتها فوق القطيفة فقال: ما أشد حماك! فقال: إنا كذلك يشدد علينا البلاء ويضاعف لنا الأجر! قال: من أشد الناس بلاء؟ قال: الأنبياء!

ترجمہ مفہومی مدارج نبوت نے بیان کیا ہے۔

رحمۃللعالمین

المبحث الحادي والثلاثون: مصيبة المسلمين بموته صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين

الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني

مبحث نمبر(۳۱) پاک نبی کریم کی رحلت پر امت پر مصیبت

من المعلوم يقيناً أن محبة النبي صلى الله عليه وسلم محبة كاملة من أعظم درجات الإيمان الصادق؛ ولهذا قال صلى الله عليه وسلم: لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من ولده، ووالده، والناس أجمعين . فإذا فقد الإنسان أهله، أو والده، أو ولده، لا شك أن هذه مصيبة عظيمة من مصائب الدنيا، فكيف إذا فقدهم كلّهم جميعاً في وقت واحد؟

پاک نبی کریم کی محبت ہی سے بلند درجات کا سچا ایمان ثابت ہے۔آپ نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے ایمان اور محبت کی تکمیل اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک وہ مجھے اپنے باپ، بیٹے اور دنیا بھر کے لوگوں سے محبوب تر نہ جانتا ہو۔

اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ دنیا کے تمام مصائب سے آپ کی رحلت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔کیونکہ ایک ہی وقت میں ہر چیز ضائع ہوگئی۔

ولا شك أن مصيبة موت النبي صلى الله عليه وسلم أعظم المصائب على المسلمين؛ ولهذا جاءت الأحاديث الصحيحة بذلك.

’’اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ دنیا کے تمام مصائب سے آپ کی رحلت سے بڑھ کر کوئی دیگر مصیبت نہیں ہے اور یہ تمام احادیث صحیح ہیں۔‘‘

فعن عائشة رضي الله عنها قالت: فتح

رسول الله صلى الله عليه وسلم باباً بينه وبين الناس، أو كشف ستراً فإذا الناس يصلون وراء أبي بكر، فحمد الله على ما رآه من حسن حالهم ورجاء أن يخلفه الله فيهم بالذي رآهم* يا أيها الناس أيما أحد من الناس أو من المؤمنين أصيب بمصيبة فليتعزَّ بمصيبته بي عن المصيبة التي تصيبه بغيري؛ فإن أحداً من أمتي لن يُصاب بمصيبة أشدَّ عليه من مُصيبتي .

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے مسجد کی جانب سے کھڑکی کو کھولا یا پردہ ہٹایا تو لوگ میرے والد کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور یہ امید برلائے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم پر باقی رکھا ہے۔ اس وقت آپ نے لوگوں کو مخاطب ہوکر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہوتو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لینی چاہیے، چونکہ اس کائنات میں امت پر میری مصیبت سے بڑ کر کوئی اور ،مصیبت نہیں ہے۔''

وعن أنس رضي الله عنه قال: (لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة أضاء منها كل شيء، فلما كان اليوم الذي مات فيه أظلم منها كل شيء،وما نفضنا عن رسول الله صلى

الله عليه وسلم الأيدي وإنا لفي دفنه حتى أنكرناقلوبنا).

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں: جب آپ نبیؐ مدینہ میں تشریف لائے تھے تو ہر چیز روشن ہوگئی تھی اور جب رخصت فرمایا تو ہر چیز میں اندھیرا چھا گیا تھا اور ہاتھوں نے گھوارہ ہی نہیں کیا تھا کہ آپ کو دفن کریں، جب کہ دلوں نے ایسا قبول کرنے سے انکار کردیا تھا۔''

اصبر لكلِّ مصيبة وتجلَّدِ واعلم بأن المرء غير مخلَّد
فإذا ذكرت مصيبة تسلو بها فاذكر مصابك بالنبي محمد

وخلاصة القول: أن الدروس والفوائد والعبر المستفادة هذا المبحث كثيرة، ومنها:

موت النبي صلى الله عليه وسلم أعظم مصيبة أصيب بها المسلمون.

إنكار الصحابة قلوبهم بعد موت النبي صلى الله عليه وسلم؛ لفراقهم نزول الوحي وانقطاعه من السماء.

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) مسلمانوں پر جو عظیم مصیبت آئی تھی وہ آپ کی رحلت تھی

(۲) آپ کی رحلت کو صحابہ کرام کی دلوں نے قبول نہیں کیا چونکہ آپؐ سے جدائی اور آسمان سے وحی کا منقطع ہونا برداشت نہ تھا۔

طبقات ابن سعد السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلابي۔

أخبرنا محمد بن عبيد الطنافسي قال:

أخبرنا فطر بن خليفة عن عطاء بن أبي رباح قال: قال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: إذا أصيب أحدكم بمصيبة فليذكر مصيبته بي فإنها أعظم المصائب!

''عطا بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسولِ خداؐ کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرتؐ جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔''

طبقات ابنِ سعد

أخبرنا إسحاق بن عيسى قال: أخبرنا مالك، يعني بن أنس، عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه: أن رسرل الله، صلى الله عليه وسلم، قال: ليعزي المسلمين في مصائبهم المصيبة بي.

''پاک نبی کریمؐ نے فرمایا: جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ میری مصیبت کے ساتھ تعزیت کرلیا کرے۔''

نبی کریمؐ کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔

فروع کافی، وسائل الشیعہ

محمد بن يعقوب ، عن عدة من أصحابنا ، عن أحمد ب، محمد .ن عيسى ، عن علي بز الحكم ، عن أبي المغرا ، عن زيد الشحام ، عن عمرو بن سـ يد بن هلال ، عن أبي

عبدالله (عليه السلام) ـ في حديث ـ قال : وإذا أصبت بمصيبة فاذكر مصابك برسول الله (صلى الله عليه واله) ، فإن الخلق لم يصابوا بمثله قط .

''نبی کریم کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔عمر وبن سعید بن بلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کی ضمن میں فرمایا تھا: جب کوئی مصیبت پیش آئے تو حضرت رسول خداؐ کے بارے میں اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ کوئی بھی مخلوق ان جیسی مصیبت کے ساتھ کبھی دو چار نہیں ہوئی۔''

الفروع کافی،وسائل الشیعه

وعنهم، عن سهل بن زياد ، عن علي بن الحكم، عن سليمان بن عمر لنخعي، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ، قال: من أصيب بمصيبة فليذكر مصابه بالنبي (صلى الله عليه وآله) فإنه من أعظم المصائب سيلمان بن عمرو النخفى

''حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جس شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے اسے چاہیے کہ حضرت رسول خداؐ کی مصیبت کو یاد کرے، کیونکہ وہ تمام مصائب سے بڑی مصیبت ہے''

الفروع کافی،وسائل الشیعه

عبدالله بن جعفر في (قرب الإسناد): عن

الحسن بن ظريف، عن الحسين بن علوان ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآله): من أصيب بمصيبة فليذكر مصيبته فيّ فإنّها أعظم المصائب.

''عمرو بن سعید ثقفی حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خداؐ کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو، کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرتؐ جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔''

وروى الشيخ زين الدين في كتاب (مسكن الفؤاد)

عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صلى الله عليه واله) : إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذكر مصيبته بي فإنها من أعظم المصائب.

''عمرو بن سعید ثقفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خداؐ کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرتؐ جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔''

(۱) وسائل الشیعہ جلد (۲) صفحہ () مترجم (۲،۳۰۵)

مسکن الفواد، وسائل الشیعہ

وروى الشيخ زين الدين في كتاب (

مسكن الفؤاد) عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صلى الله عليه واله) : إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذكر مصيبته بي فإنها من أعظم المصائب.

''شہید ثانی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے۔ اس پر اپنی مصیبت آسان ہوجائے گی۔''

حوالہ جات

(۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ احد جلد:۳، صفحہ:۹۴۔
(۲) (علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد:۱، صفحہ:۸۴۳ باب سید الشہداء حضرت حمزہؓ)
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ باب غزوہ احد جلد:۴، صفحہ:۴۰۔
(۴) الروض انف جلد:۲، صفحہ:۲۸۱ باب غزوہ
(۵) استعاب جلد:۱، صفحہ:۱۱۰۔
(۶) رحمة للعالمين جلد:۳۱، صفحہ:۱، الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني
(۷) سنن ابن ماجہ:۵۵، باب مَا جَاءَ فِي الصَّبرِ عَلَى المصِيبَةِ.
(۸) طبعقات ابن سعد الکبیر صفحہ:۲۰۸، صفحہ:۲۷۵، جلد:۲ باب وفات پیغمبر السلام۔
(۹) الروض الانف کتاب غزوہ احد باب حُزنُ الرّسولِ عَلَی حمزَةَ وَتَوَعّدُ المشرِكِينَ بِالمثلَةِ جلد:۲، صفحہ:۲۸۱۔۲۸۵۰۔
(۱۰) السیرة النبویة تألیف الدكتور : علي محمد محمد الصلابي جلد:۳ باب وفات النبی صفحہ:۲۸۵۔۲۸۷۔() کنز العمال:۱۵، صفحہ:۱۰۳۴۔۱۱۵۱۔ کتاب الموت باب افعال۔ علامہ علی متقی ھندی۔

مکتب اہلِ بیتؑ کی کتب۔

(۱) وسائل الشیعہ جلد:۲، صفحہ() مترجم:۲، ۳۰۵۔۲۔ فروع کافی باب۔

حضورؐ نے ابو طالبؑ

اور

خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات

امت کے لیے عظیم مصیبت قرار دیا

اس سال کا نام عام الحزن رکھا

جب تک حضرت ابوطالب زندہ تھے تو آپ مشرکین کے خوف سے محفوظ تھے۔ جب تک جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ زندہ تھیں رزق میں برکت اور فراوانی رہی۔ ان دونوں کے اٹھ جانے سے مصیبتوں نے جکڑ لیا، پھر آپ پر کیا گذری؟ مکہ چھوڑنا پڑا اور ہمیشہ کے لیے مدینہ آپ کا وطن بن گیا۔ آپ (نبی کریمؐ) نے ان دونوں کے اُٹھ جانے سے ایک مکمل سال غم اور سوگوار کا قرار دیا تھا۔ اس پر آپؐ (نبی کریم) کیا فرماتے ہیں روایات اس کی گواہ ہیں۔

متن روایات

تاریخ الکامل (۲) تاریخ یعقوبی

وقال: اجتمعت على هذه الأمة في هذه الأيام مصيبتان لا أدري بأيهما أنا أشد جزعا، يعني مصيبة خديجة وأبي طالب.

وروي عنه أنه قال: أن الله، عز وجل، وعدني في أربعة، في أبي وأمي وعمي وأخ كان لي في الجاهلية.

''امت کا ان ایام پر اجماع ہے کہ اس وقت دو عظیم مصیبتیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دونوں میں کس پر سخت جزع کروں۔ وہ جدائی مصیبت خدیجۃ الکبریٰؓ پر یا جناب ابوطالبؑ کی موت پر ہے۔''

تاریخ طبری

ثم إن أبا طالب وخديجة هلكا في عام واحد وذلك فيما حدثنا ابن حميد، قال: حدثنا سلمة، عن إبن إسحاق قبل هجرته إلى المدينة بثلاث سنين، فعظمت المصيبة على رسول الله بهلاكهما؛ وذلك أن قريشاً وصلوا من أذاه بعد موت أبي طالب إلى ما لم يكونوا يصلون إليه في حياته منه؛ حتى نثر بعضهم على رأسه التراب.

''حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجہؓ آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے۔ ان کے فوت ہوجانے سے آپؐ کے مصائب میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا تھا کیونکہ ابوطالبؑ کے انتقال کے بعد اب قریش آپ کو وہ اذیتیں دینے لگے، جو ان کی زندگی میں ان کو نہیں دے سکتے تھے یہاں تک کسی نے آپؐ کے سر پر مٹی ڈال دی۔ اسی حالت میں آپؐ گھر سے تشریف لائے۔ آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلانے

کھڑی ہوئی وہ سر دھلاتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔''

مدارج النبوت

''حضرت ابوطالبؑ کی وفات کے تین یا پانچ روز کے بعد ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؑ نے وفات پائی۔ ان کی اقامت حضور اکرمؐ کے یہاں پچیس (۲۵) سال رہی حضورؐ اس سال کو عام الحزن یعنی غمی کا سال فرمایا کرتے تھے اور گھر سے جسے بیت الحزن کہنا چاہیے بہت کم نکلتے تھے۔ کفار نے پہلے سے بہت سے زیادہ ظلم و جفا کی بنیاد رکھی۔''

کتب روایات

(۱) تاریخ الکامل صفحہ:۱۱۷، جلد:۱۔

(۲) تاریخ طبری جلد:۱، صفحہ:۳۰۹۔

(۳) مدارج النبوت جلد:۱، صفحہ:۸۰ باب سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی وفات۔

(۴) تاریخ یعقوبی جلد:۱، صفحہ:۱۱۷۔ باب خدیجہ، ابو طالب۔ باب:۱۲۔

امام الانبیاء کا حضرت حمزہؓ کے لاشہ پر گریہ، ندبہ اور ماتم کرنا

امام الانبیاء نے جب حضرت حمزہؓ کا لاشہ دیکھا تو چیخ نکل گئی اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور پھر ندبہ کیا اور فرمایا کہ میری مصیبت عظیم ہے

غزوہ احد میں حضرت حمزہؓ کی اس لحاظ سے انفرادی شہادت تھی کہ ابوسفیاں اور ان کے گھر والے از حد بنو ہاشم سے دشمنی رکھتے تھے۔ اس جنگ میں حضرت حمزہؓ کی شہادت تو ہو گئی، مگر دشمن نبی علیہ السلام نے ان کی لاش کے ساتھ جس طرح بے حرمتی کی اس کے کلیجہ کو بھی چبالیا اور شہادت کے بعد ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور یہ لاش ایک جسم کے ساتھ محفوظ نہیں رہی۔ جب اس حالت میں حضرت حمزہؓ کے جسم کو پاک نبیؐ نے ملاحظہ کیا تو صبر کے تمام پہلو قابو میں نہیں رہے بلکہ بے ساختہ منہ سے چیخیں نکل گئیں اور ان پر ندبہ کہنا شروع کیا اور فرمایا اے اسد اللہ، اے اسد رسول! اس پر مدارج النبوت نے جو تحریر کیا ہے وہ یہ ہے۔ حضرت ابنِ مسعودؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ کو حضرت حمزہؓ پر رونے کی مانند کبھی روتا نہ دیکھا۔ آپؐ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہؓ! اے عم رسولؐ اللہ اے اسد اللہ واسد رسول! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جھیلنے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہ کے روئے انور کو کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے

دوسری جانب آپ نے امت کو اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا اور فرمایا: میری رحلت خود ایک مصیبت ہے۔ جس کی وجہ سے وحی الٰہی کا منقطع ہو جانا ہے اور امت کے لیے دین کی روشنی جو جاری تھی وہ اندھیرے کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ کرب و بلا جو مجھے تھی وہ امت کو نہیں ہے، لہذا اگر کسی کو کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ میری مصیبت یاد کر کے صبر

کرے، چونکہ میری مصیبت اور مصائب سے بڑھ کر کسی کو اللہ تعالیٰ آزمائش نہیں کرے گا۔ پاک نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ مستقبل کے حالات سے یوں باخبر رکھتا تھا جیسے ایک انسان کو ماضی کی تاریخ یاد رہتی ہے۔ اس کے اثرات آپ پر گہرے مرتب ہوتے تھے۔ جس طرح واقعہ کربلا کا مستقبل کا نقشہ آپ کو (۵۷) سال قبل بتا دیا گیا تھا۔ اس نے آپ پر آپ کی صحت پر کیا اثر چھوڑا وہ آئندہ واقعات پر بیان ہوگا۔

قانون واستنباط

- واقعہ کے مطابق انسان کی کیفیت کو ماپا جاتا ہے۔
- حضرت حمزہؓ کی شہادت پر پاک نبی کریم کا صبر بھی قابو سے باہر ہو گیا تھا۔
- پاک نبی کریمؐ کی حضرت حمزہؓ کی لاش کر ٹکڑے ٹکڑے پا کر اس حد صدمہ ہوا کہ جنازہ تک مسلسل گریہ کرتے رہے اور بے ہوشی کے دورے پڑتے تھے۔
- اگر گریہ منع ہوتا تو پاک نبیؐ دین کے مفسر کبھی ایسا عمل نہ کرتے۔
- گریہ کرنا انبیاء کا طریقہ رہا ہے۔
- حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسف علیہم السلام پر یوں گریہ کرتے تھے یَا اَسْفٰی عَلٰی یُوْسُفُ وَابْیَضَّتْ عَیْنٰہ مِنَ الْحُزْنِ۔ ہائے میرا یوسفؑ ہائے میرا یوسفؑ کہتے کہتے آنکھوں کی بینائی شدید گریہ سے ختم ہو گئی، اس طرح پاک نبی کریمؐ نے جب لاشہ حضرت حمزہؓ کو آنکھوں سے دیکھا تو چیخیں نکل گئیں اور فرمایا: آپؐ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہؓ! اے عم رسول اللہؐ! اے اسد اللہ و اسد رسول! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جھیلنے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہ کے روئے انور کو کھلانے والے! یہ ندبہ جو کیا گیا تھا وہ حضرت یعقوبؑ نبی اور پاک نبی محمد علیہما السلام کی مماثلت ہے۔
- اس عمل سے پاک نبیؐ کے دو عمل سامنے آتے ہیں: قولِ نبی، فعلِ نبی پس یہ شریعت کے لیے حجت ہیں۔

- دین نام ہے پاک نبی کریم کے قول، وفعل اور تقریر کا جو اس میں شامل ہے۔
- پس گریہ اور بے قابو چیخیں، گہرے غم ورنج سے جسم پر ہاتھ مارنا، منہ سے میت کے محاسن کا بیان کرنا درست اور غیر مہذب کلمات جو کفریا ہوں غیر درست ہیں۔
- کربلا کے شہداء پر گریہ ورنج وغم پر آنسو بہانا اور ماتم کرنا شریعت محمدی میں جائز ہے اور سنت انبیاء اور سنت ازواج مطہرات کے ساتھ سنت صحابہ کرام ہے۔
- آپ پر جو مصائب اور مشکلات گذرے ہیں وہ امت کے سامنے ایک مثال ہیں۔
- اگر کسی پر کوئی مصیبت واقعہ ہو جائے تو وہ آپ کی مصیبت کو یاد کر کے صبر کرے۔

متن کتب

مدارج النبوت

جب حضورؐ نے حضرت حمزہؓ کو شہید دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ انہیں مثلہ کیا گیا ہے تو حضور اکرمؐ کی چیخ نکل گئی اور فرمایا: ''میں جتنا مصیبت زدہ آج ہوں کبھی تمہاری مانند مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی مانند غضبناک کھڑا ہونگا جیسا کہ آج اس جگہ کھڑا ہوں۔''

حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ کو حضرت حمزہؓ پر رونے کی مانند کبھی روتا نہ دیکھا آپ ان کے جنازہ پر کھڑے رو رہے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا اے حمزہ اے عم رسول اللہؐ! اے اسد اللہ واسد رسولہ! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جھیلنے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہ کے روئے انور کو کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ ونالہ بھی وجود میں آیا ہے۔

[حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى حَمْزَةَ وَتَوَعُّدُهُ الْمُشْرِكِينَ بِالْمُثْلَهِ]

پاک نبی کا چچا حمزہ پر گریہ فرمایا اور کہا اگر فتح اور قدرت ہمیں ہوئی تو مشرکین کو بھی اسی طرح مثلہ کریں گے۔ (جس طرح انہوں نے میرے چچا حمزہ کو کیا تھا)۔

سیرت ابن ہشام، الروض الانف، تاریخ بری، السیرة النبویة تألیف الدکتور: علي محمد محمد الصلابي

فَلَمَّا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَزِنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْظَهُ عَلَى مَنْ فَعَلَ بِعَمِّهِ مَا فَعَلَ قَالُوا : وَاللهِ لَئِنْ أَظْفَرَنَا اللهُ بِهِمْ يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ لَنُمَثِّلَنَّ بِهِمْ مُثْلَةً لَمْ يُمَثِّلْهَا أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ : وَلَمَّا وَقَفَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ قَالَ لَنْ أُصَابَ بِمِثْلِكَ أَبَدًا مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا قَطّ أَغْيَظَ إِلَيَّ مِنْ هَذَا ثُمَّ قَالَ جَاءَنِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَكْتُوبٌ فِي أَهْلِ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَسَدُ اللهِ وَأَسَدُ رَسُولِهِ.

''مسلمانوں نے جو کہ حضرت حمزہؓ کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرنے والوں پر پاک نبی کریم کا غم، گریہ اور غصہ دیکھا تو کہا ،خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ان کفار پر کسی زمانے میں بھی فتح ونصرت نصیب کی تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے کہ عرب میں کسی شخص کو بھی ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا۔ ابنِ ہشام نے بیان کیا ہے، جب رسول اللہؐ حضرت حمزہؓ کے پاس ٹھہرے تو فرمایا: آپ کی (حضرت حمزہؓ کو خطاب) وجہ سے مجھے جو مصیبت پہنچی ہے ایسی آئندہ کبھی نہیں پہنچے گی۔۔ میں ایسی جگہ نہیں ٹھہرا جو اس سے زیادہ غصہ دلانے والی ہو۔ پھر فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں حمزہؓ کے متعلق لکھا گیا کہ حمزہ ابن عبدالمطلب اسداللہ، اسد رسولہ (حمزہ اللہ اور رسول اللہ کے شیر ہیں)۔''

استعاب

وروى عبد الله بن نمير عن أبي حماد الحنفي عن عبد الله بن محمد عقيل عن جابر بن عبد الله لما رأى النبي صلى الله عليه و سلم حمزة قتيلا بكى فلما رأى ما مثل به شهق .

وروى صالح المري عن سليمان التميمي عن أبي عثمان النهدي عن أبي هريرة قال وقف رسول الله صلى الله عليه و سلم على حمزة وقد قتل ومثل به فلم يرى منظرا كان أوجع لقلبه منه فقال : " رحمك الله أي عم فلقد كنت وصولا للرحم.

''جابر بن عبداللہ سے روایت ہے جب کہ پاک نبی کریمؐ نے حضرت حمزہؓ کو مقتول دیکھا تو گریہ کیا۔ جب ان کو مثلہ دیکھا تو چیخ نکل گئی۔ اس طرح ایک روایت حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ جب آپ حضرت حمزہؓ کے لاشہ پر کھڑے ہوئے تو آپ سے وہ منظر دیکھا نہ گیا یہاں تک آپ کا دل مضطرب ہو گیا اور فرمایا: اے چچا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔''

السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلابي

ولما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم حمزة بن عبد المطلب، وقد مُثِّل به حزن حزنًا شديدًا، وبكى حتى نشغ من البكاء.

''جب پاک نبی کریمؐ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو اس

حالت میں دیکھا کہ وہ مثلہ تھے (ناک، کان، بازوں کاٹ دیے گے تھے) تو آپ کا غم شدید تھا اوران پر گریہ کیا حتیٰ آہ وبکاء کرتے اورروتے روتے غش کھا گئے۔"

تاریخ یعقوبی

جزع عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم جزعاً شديداً وقال: لن أصاب بمثلك،

"آپ نبیؐ نے حضرت حمزہؓ کی لاش کو جب مثلہ دیکھا تو آپ نے سخت جزع (بے اختیار ہو کر آہ وبکاء) کیا اور فرمایا کہ مجھے آپ سے زیادہ مصیبت کسی اور سے نہیں پہنچی۔"

حوالہ جات

(۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ احد جلد:۳، صفحہ:۹۴۔

(۲) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد:۱، صفحہ:۸۴۳۔ باب سیدالشہداء حضرت حمزہؓ۔

(۳) تاریخ البدایہ والنھایہ باب غزوہ احد() جلد۔

(۴) صفحہ:۴۰۳۔ تاریخ طبری جلد() صفحہ()۔

(۵) استعاب جلد:۱، صفحہ:۱۱۰۔

(۶) رحمۃ للعالمین جلد:۳۱، صفحہ:۱، الدکتور سعید بن علی بن وھف القحطانی

(۷) سنن ابن ماجہ:۵۵ باب مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ.

(۸) طبقات ابن سعد الکبری صفحہ:۲۰۸، صفحہ:۲۷۵، جلد:۲ باب وفات پیغمبر السلام۔

(۹) الروض الانف کتاب غزوہ احد باب حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى حَمْزَةَ وَتَوَعُّدُهُ الْمُشْرِكِينَ بِالْمُثْلَةِ جلد:۲، صفحہ:۲۸۱۔ ۲۸۵۔

(۱۰) السیرۃ النبویۃ تألیف الدکتور: علي محمد محمد الصلابی باب غزوہ احد جلد:۲، صفحہ:۱۷۸۔

(۱۱) تاریخ یعقوبی صفحہ:۱۲۲ جلد:۱ غزوہ احد۔

امام الانبیاء نے حضرت حمزہؓ پر گریہ کرنے کا حکم دیا
اور
خود بھی گریہ فرمایا

خواتینِ انصار نے حضرت حمزہؓ پر نوحہ اور ماتم کیا

امام الانبیاء ﷺ جب اُحد سے صحابہ کرام کے ساتھ غمزدہ ہوتے ہوئے شہر مدینہ میں داخل ہوئے تو مدینہ کی گلیوں میں عجب ماحول تھا۔ ہر جانب انصار کی خواتین اپنے اپنے شہید پر نوحہ خوانی اور ماتم میں مصروف تھیں۔ اس کا مکمل نقشہ برصغیر کے بڑے سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی غزوۂ اُحد کی واپسی پر یوں پیش کیا ہے۔

آنحضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔ اما حمزہ فلا بواکی لہ؟ ''لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں۔'' انصار نے یہ لفظ سنے تو تڑپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پر جا کر حضرت حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔

(اس کے بعد مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے یوں تحریر کیا ہے۔)

مدارج النبوت

جب رسول اللہؐ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اکثر انصار کے گھروں سے عورتوں

کے رونے کی آواز سماعت فرمائی مگر حضرت حمزہؓ کے گھر سے رونے کی آواز نہ سنائی دی۔ فرمایا: لکن حمزہ لا بواکی لہ مطلب یہ کہ حضرت حمزہؓ کے لیے کوئی عورت رونے والی نہیں ہے۔ انصار نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہؓ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے روؤ اس کے بعد گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لیے روؤ۔ انصار کی عورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہؓ کے گھر آئیں اور آدھی رات تک ان کے لیے روتی رہیں۔ حضور خواب گاہ میں تشریف لے جا چکے تھے جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہؓ کے گھر سے عورتوں کے رونے کی آوازیں سماعت فرمائیں۔ دریافت فرمایا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا: یہ آپ کے چچا پر انصار کی عورتوں کے رونے کی آواز ہے۔ پھر حضور ﷺ نے دعا کی اور فرمایا:

رضیَ اللہ تعالیٰ عنکن و عن اولادکن واولاد اولادکن۔

"اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو"

سیرت ابن ہشام

[بُكَاءُ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ عَلَى حَمْزَةَ]

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ)، الروض الانف

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَمَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارٍ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَظَفَرٍ فَسَمِعَ الْبُكَاءَ وَالنَّوَائِحَ عَلَى قَتْلَاهُمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَى ، ثُمَّ قَالَ لَكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ إِلَى دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَمَرَا

نِسَاءَهُمْ أَنْ يَتَحَزَّمْنَ ثُمَّ يَذْهَبْنَ فَيَبْكِينَ عَلَى عَمِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ قَالَ لَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُكَاءَهُنَّ عَلَى حَمْزَةَ خَرَجَ عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ يَبْكِينَ عَلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْنَ يَرْحَمُكُنَّ اللهُ فَقَدْ آسَيْتُنَّ بِأَنْفُسِكُنَّ. (صفحہ:۹۸ جلد:۳ خواتین کا نوحہ وبکا)

''ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہؐ بنوعبدالاشہل اور بنوظفر سے تعلق رکھنے والے انصاریوں کے ایک مکان کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہداء پر نوح وبکا کرتے ہوئے سنا۔ آپ کی چشم ہائے مبارک سے بھی آنسو نکل پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا لیکن کاش کہ کوئی حمزہؓ پر رونے والی عورتیں بھی ہوتیں؟ جب سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر بنوالاشہل کے مکان کی طرف لوٹے تو انھوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہؐ کے چچا پر نوحہ کریں۔ ابن اسحاق نے کہا مجھ حکیم بن حکیم بن حنیف نے بنوعبدالاشہل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہؐ نے حمزہؓ پر عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تم واپس چلی جاؤ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔ (مترجم عبد الجلیل صدیقی صفحہ: ۸۳، جلد: ۲۔''

(حوالہ جات)

(۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ احد جلد:۳، صفحہ:۹۴۔
(۲) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد:۲، صفحہ:۲۳۰ باب غزوہ احد:۳ ۸۴ باب سید الشہداء حضرت حمزہ۔
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ باب غزوہ احد() جلد:۴، صفحہ:۴۰۔
(۴) الروض انف جلد:۲، صفحہ:۲۸۱ باب غزوہ احد:۵ استعاب جلد:۱، صفحہ:۱۱۰۔
(۶) رحمۃ للعالمین جلد:۳۱، صفحہ:۱، الدکتور سعید بن علی بن وہف القحطانی۔
(۷) سنن ابن ماجہ:۵۵ باب مَا جَاءَ فِی الصَّبْرِ عَلَی الْمُصِیبَۃِ۔
(۸) طبعقات ابن سعد الکبری غزوہ احد صفحہ:۲۰۸، صفحہ:۲۷۵، جلد:۲، باب وفات پیغمبر السلام:۹ الروض الانف کتاب غزوہ احد جلد:۲ صفحہ:۲۸۱۔۲۸۵۔
(۱۰) سیرت النبی شبلی نعمانی جلد:۱، صفحہ:۲۳۳ باب غزوہ احد۔

جعفر طیارؓ کی شہادت پر

پاک نبی کریمؐ نے سخت گریہ کیا

اور

گھر والوں کا ماتم، تین دن تک کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

غزوہ موتہ کے واقعہ کی تفصیل رسول رحمت میں مولانا ابوالکلام آزاد نے یوں بیان کی ہے۔ رسول اللہؐ نے مختلف حاکموں اور رائیسوں کے نام اسلام کے دعوت نامے بھیجے تھے تو ایک دعوت نامہ حارث بن عمیر کے ہاتھ حاکم بصری کے نام بھی ارسال کیا تھا حضرت حارث بقا سے گذرتے ہوئے بُصریٰ جا رہے تھے۔ موتہ کے عامل شرجیل بن عمرو غسانی نے انہیں روک لیا اور پوچھا کون ہو؟ اور کہاں جا رہے ہو۔ حضرت حارث نے صاف صاف بتا دیا کہ میں رسول اللہ کا فرستادہ ہوں اور بُصریٰ جا رہا ہوں۔ خدا جانے شرجیل کے جی میں کیا آیا اس نے حضرت حارثؓ کو شہید کر دیا کسی علاقہ سے مسافر کا گزر جانا قطعاً جرم نہ تھا۔ حضرت حارثؓ نے تو بتا دیا تھا کہ میں سفیر ہوں۔ سفیر کا قتل بین الاقوامی معمولات کے مطابق صریح ظالمانہ فعل تھا۔ چنانچہ یہ حد درجہ رنج افزاء واقعہ حضورؐ کی طبع مبارک پر بڑا گراں گزرا اور شرجیل کے تادیب کے لیے فوراً لشکر کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ راہ خدا کے مجاہد ارشاد نبوی کے مطابق جرف میں جمع ہو گئے جو مدینہ سے تین میل شمال کی جانب ہے۔

سالاروں کی نامزدگی

① سب سے کے امیر زید بن حارث ہو گئے

﴿۲﴾ اگر وہ قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہونگے
﴿۳﴾ اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو امارت لشکر عبداللہؓ بن رواحہ کے حوالے کر دیا جائے
﴿۴﴾ اگر رواحہ بھی قتل سے محفوظ نہ رہے مسلمان جس کو چاہیں امیر چن لیں۔

جعفر بن ابی طالب۔ پھر جعفر بن ابی طالب نے زید بن حارثہ کے قتل ہونے کے بعد علم سنبھال لیا وہ آگے بڑھے ان کا دایاں بازو کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں اٹھالیا۔ وہ بھی کٹ گیا تو علم کو سینہ سے لگالیا غرض جب تک زندگی رمق باقی رہی علم کو سر بلند رکھا ایک تلوار ان کی کمر پر پڑی جس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گے۔

پاک نبی کریمؐ کا جعفرؓ کے گھر غم زدہ حالت میں تشریف لانا اور سخت گریہ کرنا

اسما بنت عمیس روایت کرتی ہیں۔ جب جعفر ان کے ساتھی شہید ہو گے تو رسول اللہؐ میرے گھر تشریف لائے جبکہ میں کام (مصروف تھی)۔ رسول اللہؐ مجھ سے کہا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں بچوں کو آپ کے پاس لے گئی۔ آپ نے ان کے بالوں کو سونگا اور آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس پر میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں و باپ قربان ہوں آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جعفر اور ان کی ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسما کہتی ہے: پھر میں کھڑی ہو کر رونے چیخنے لگی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں رسول اللہؐ اپنے گھر روانہ ہو گئے آپ نے گھر والوں کو کہا کہ دیکھو جعفرؓ کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا چونکہ وہ تمام جعفرؓ کے صدمہ میں (رونے دونے میں) مصروف ہیں۔ عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ پاک نبی کریم ﷺ ہمارے گھر والدہ کے پاس تشریف لائے اور ہمارے والد کی شہادت کی خبر دی۔ اسی اثنا میں آپ نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر (یتیمی والا) ہاتھ رکھا تھا اور آپ اس حالت میں تھے کہ آپ کی آنکھوں میں اس قدر آنسو بہہ رہے تھے کہ داڑھی مبارک پر قطرے

کرتے تھے۔

قانون

- جب کوئی مصیبت والی خبر پاک نبی کو بھی پہنچتی تھی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔
- جیسا واقعہ بڑا ہو ویسے غم والم اور آہ و بکا بھی شدید ہوگی۔
- حضرت جعفرؓ کے گھر والوں کے جذبات اور گریہ پاک نبیؐ کی موجودگی میں کیا آپ نے روکا نہیں بلکہ اصلاح فرمائی۔
- آپ نے حکم فرمایا کہ جو خوبی میت کی ہو وہ بیان کریں اس کے علاوہ واویلا نہ کریں۔
- میت کی خوبیاں بیان کرنا سنت انبیاء ہے اور تب ہی شعرائے اسلام نے اس کو کلام بنایا ہے۔ آنحضرت کی موجودگی میں اُحد کے شہداء کے نوحہ اور مرثیہ بیان کیے۔
- پاک نبیؐ کا یہ فرمان کہ میت کے گھر رونے والوں کے ساتھ ہمدردی یہ ہے کہ آپ کو رونا چاہیے۔
- جس گھر میں سوگ ہو ان کے لیے تین دن تک کھانے کا انتظام کرنا عزیز اقارب کے ذمہ ہے۔

سیرتِ ابن ہشام، روض الانف

حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى جَعْفَرٍ وَوِصَايَتُهُ بِآلِهِ

''پاک نبی کریم کا جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت پر رونا۔''

[قَالَتْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ائْتِينِي بِبَنِي جَعْفَرٍ؟ قَالَتْ فَأَتَيْته بِهِمْ فَتَشَمَّمَهُمْ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَقُلْت: يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْت وَأُمِّي مَا يُبْكِيك؟ أَبَلَغَك عَنْ

جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ نَعَمْ أُصِيبُوا هَذَا الْيَوْمَ. قَالَتْ فَقُمْت أَصِيحُ وَاجْتَمَعَتْ إِلَيّ النِّسَاءُ وَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ إِلَى أَهْلِهِ. فَقَالَ لَا تُغْفِلُوا آلَ جَعْفَرٍ مِنْ أَنْ تَصْنَعُوا لَهُمْ طَعَامًا، فَإِنّهُمْ قَدْ شُغِلُوا بِأَمْرِ صَاحِبِهِمْ.

''اسما بنت عمیس روایت کرتی ہیں۔جب جعفر ان کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول اللہؐ میرے پاس آئے۔ میں ۔رسول اللہؐ مجھ سے کہا کہ جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں بچوں کو آپ کے پاس لے گئی۔آپ نے ان کے بالوں کو سونگھا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس پر میں نے پوچھا: یا رسول اللہؐ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے۔وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسما کہتی ہے کہ پھر میں کھڑی ہوکر رونے چیخنے لگی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں رسول اللہؐ اپنے گھر روانہ ہو گئے۔آپ نے گھر والوں کو کہا کہ دیکھو جعفرؓ کے اہلِ خانہ کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا، چونکہ وہ تمام جعفرؓ کے صدمہ میں (رونے دونے میں) مصروف ہیں۔''

تاریخ یعقوبی غزوہ موتہ، ص:۱۲۹

"قالت أسماء بنت عميس الخثعمية، وكانت امرأة جعفر وأم ولده جميعاً: دخل على رسول الله، ويدي في عجين، فقال: يا

أسماء أين ولدك؟ فأتيته بعبد الله ومحمد وعون، فأجلسهم جميعاًفي حجره وضمهم إليه ومسح على رؤوسهم ودمعت عيناه. فقلت: بأبي وأمي أنت يا رسول الله لم تفعل بولدي كما تفعل بالأيتام لعله بلغك عن جعفر شيء فغلبته العبرة وقال: رحم الله جعفرا فصحت: وا ويلاه وا سيداه فقال: لا تدعي بويل ولا حرب، وكل ما قلت فأنت صادقة. فصحت: وا جعفراه وسمعت صوتي فاطمة بنت رسول الله، فجاءت وهي تصيح: وا بن عماه فخرج رسول الله يجر رداءه، ما يملك عبرته، وهو يقول: على جعفر فلتبك البواكي، ثم قال يا فاطمة اصنعي لعيال جعفر طعاما فإنهم في شغل، فصنعت لهم طعاما ثلاثة أيام، فصارت سنة في بني هاشم."

''اسماء بن عمیس سے وہ جعفر طیارؓ کی بیوی تھی۔تمام اولاد اس سے تھی وہ کہتی ہیں کہ ایک دن پاک نبی ہمارے گھر تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں گوندھا آٹا لگا تھا، اور آپ نے فرمایا: اے اسماء! آپ کے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عبداللہ، محمد، عون کو بلایا۔آپ نے سب کو اپنی گود میں بیٹھالیا ان کو بوسے دیے اور ہاتھ ان کے سروں پر رکھا اور آپ کے آنکھوں میں آنسو جاری ہوگئے۔تب میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان

ہو جائیں آپ نے میرے بچوں کے ساتھ ایسا کیا جیسا یتیم بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔شاید آپ کو جعفرؓ کی شہادت کی خبر آئی ہے؟ آپ سخت رنجیدہ ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ جعفرؓ پر رحمت کرے۔ پس میری چیخ نکلی اور وا ویلاء واسیدہ کہا تو آپ نے عرض کیا کہ ویل،حرب نہ کہو وہ کہو جو سچ ہے۔ پھر چیخ ماری اور کہا واہ جعفراہ میری آواز سیدہ فاطمہ زہراؑ نے سن لی۔ وہ چیختی ہوئی آئی اور یہ کہتی تھی واہ عماہ واہ عماہ پھر پاک نبی کریمؐ آنسو کو بہاتے ہوئے اور روتے ہوئے چادر کو گھسیٹ کر چلے گئے اور وہ کہتے تھے: جعفرؓ پر رونے والوں کے ساتھ رو اور تعزیت کرو۔ پھر فرمایا: اے فاطمہؑ! جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانے کا اہتمام کرو۔ چونکہ وہ ماتم میں مصروف ہیں۔اس طرح تین دن کھانے کا انتظام کرو۔تب بنی ہاشم میں یہ سنت بن گی جب کوئی فوتگی ہوتی تین یوم تک عزیز واقارب کھانے کا انتظام کرتے۔"

تاریخ البدایہ والنہایہ ص:۴۔۳۵۰

قال ابن اسحاق حدثني عبد الله بن أبي بكر عن أم عيسى الخزاعية عن أم جعفر بنت محمد بن جعفر بن أبي طالب عن جدتها اسماء بنت عميس قالت لما اصيب جعفر وأصحابه دخل علي رسول الله صلى الله عليه و سلم وقد دبغت أربعين مناء وعجنت عجيني وغسلت بني ودهنتهم ونظفتهم فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم ائتني ببني جعفر فأتيته بهم فشمهم

وذرفت عيناه فقلت يا رسول الله بأبي أنت وأمي ما يبكيك ابلغك عن جعفر وأصحابه شيء قال نعم أصيبوا هذا اليوم قالت فقمت أصيح واجتمع الي النساء وخرج رسول الله صلى الله عليه و سلم إلى أهله فقال لا تغفلوا عن آل جعفر أن تصنعوا لهم طعاما فانهم قد شغلوا بامر صاحبهم.

''اسماء بنت عمیس کہتی ہے کہ جب جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر پہنچ گئی، تو آپ نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے، جب کہ میں چالیس چمڑوں کی دباغت (رنگائی) کر رکھی تھی اور آٹا کو گوندر رکھا تھا اور بچوں کو نہلا کر ان پر تیل مل رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس جعفرؓ کے بچوں کو لاؤ۔ میں بچوں کو لائی۔ آپ نے ان کو سونگھا اس اثنا میں آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کو کس چیز نے رولایا ہے؟ کہیں جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر تو نہیں آئی؟ فرمایا: ہاں آج ان کی شہادت کی خبر آئی ہے۔ پھر کہتی ہیں میں چیختی ہوئی اٹھی۔ اس وقت خواتین کا اجتماع ہو گیا۔ پاک نبی کریم میرے گھر سے نکل کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے اور فرمایا: جعفرؓ کے گھر کے کھانے تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا چونکہ ان کے گھر والے اپنے صاحب پر رونے دونے میں مصروف ہیں۔''

مغازی الواقدی

حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ أُمِّ عِيسَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: أَصْبَحْت فِي الْيَوْمِ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ جَعْفَرٌ وَأَصْحَابُهُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ هَيَّأْت أَرْبَعِينَ مَنًّا مِنْ أُدْمٍ وَعَجَنْت عَجِينِي، وَأَخَذْت بَنِيَّ فَغَسَلْت وُجُوهَهُمْ وَدَهَنْتهمْ ؟ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا أَسْمَاءُ أَيْنَ بَنُو جَعْفَرٍ ؟" فَجِئْت بِهِمْ إلَيْهِ فَضَمَّهُمْ وَشَمَّهُمْ ثُمَّ ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَى، فَقُلْت: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ لَعَلَّك بَلَغَك عَنْ جَعْفَرٍ شَيْءٌ ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ قُتِلَ الْيَوْمَ". قَالَتْ: فَقُمْت أَصِيحُ وَاجْتَمَعَ إلَيَّ النِّسَاءُ. قَالَتْ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَا أَسْمَاءُ لَا تَقُولِي هُجْرًا وَلَا تَضْرِبِي صَدْرًا" قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ وَهِيَ تَقُولُ وَاعَمَّاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَى مِثْلِ جَعْفَرٍ فَلْتَبْكِ الْبَاكِيَةُ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "اصْنَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا، فَقَدْ شُغِلُوا عَنْ أَنْفُسِهِمُ الْيَوْمَ.

''ماتحت مدارج النبوت۔''

مدارج النبوت

حضرت اسماء بنت عمیس سے سے منقول ہے جو حضرت جعفرؓ کی زوجہ تھی کہ جب ان کی شہادت کی خبر حضور تک پہنچی تو حضورؐ میرے گھر تشریف لے آئے۔ فرمایا: ان کے بچے کہاں ہیں؟ میں ان کو لے کر حضور کے سامنے لائی۔ حضورؐ نے ان کو سونگھا اور بوسہ دیا اور گود میں لے لیا پھر حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور گریہ کیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا حضور نے جعفر کے بارے میں سنا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ شہید ہو گئے ہیں۔ میں اٹھی اور بے خودی میں فریاد کرنے لگی۔ عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں۔ اس پر حضور نے فرمایا: اے اسماء! فریاد نہ کرو اور ناکشتہ کلمات نہ بولو اور سینہ پر ہاتھ نہ مارو۔ یہ فرما کر حضورؐ اٹھے باچشم پرنم سیدہ فاطمہ زہراءؑ کے یہاں تشریف لے گئے تو ملاحظ فرمایا کہ وہ یا عماہ یا عماہ (اے چچا! اے چچا) کہہ کر رو رہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: علی المرتضیٰ جعفرؓ کی مانند ہیں۔ فلتبك الباكيه رونے والی کو رونا چاہیے۔ اس کے بعد حضورؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا: جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجو۔ ان کو مصیبت نے گھیر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ کھانے پکانے کی مہلت نہیں رکھتے۔

الاستیعاب

والأول أثبت ولما أتى النبي صلى الله عليه وسلم نعي جعفر أتى امرأته أسماء بنت عميس فعزاها في زوجها جعفر ودخلت فاطمة رضي الله عنها وهي تبكي، ونفول واعماه ففال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "على مثل جعفر فلتبك البواكي

"پاک نبی کریمؐ کو جب حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ جعفرؓ کے گھر اس کی بیوی اسماء بنت عمیس کے پاس آئے۔ پس آپ نے ان کے شوہر کی تعزیت کی۔ جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ آئی۔ وہ آہ و بکاء کیا اور کہتی تھی: ہائے چچا! ہائے چچا۔ پھر پاک نبی کریم نے فرمایا: جعفرؓ پر وہ کہو جو رونے والیاں کہتی ہیں۔"

سنن النسائی

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِصلى الله عليه وسلم نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا قَبْلَ أَنْ يَجِيءَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

"حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرمؐ نے زید اور جعفرؓ کے موت کی خبر دی۔ قبل از گھر والوں کے ان کے پاس خبر آئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔"

مغازی الواقدی

حدثني محمد بن مسلم، عن يحيى بن أبي يعلى، قال: سمعت عبد الله ابن جعفر يقول: أنا أحفظ حين دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على أمي فنعى لها أبي، فأنظر إليه وهو يمسح على رأسي ورأس أخي، وعيناه تهراقان الدموع حتى تقطر لحيته

"(واقدی کی دوسری روایت کے مطابق) عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ پاک نبی کریمؐ ہمارے گھر والدہ کے پاس تشریف لائے اور ہمارے والد کی شہادت کی خبر دی اسی اثنا میں آپ نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر

(یتیمی والا) ہاتھ رکھا۔ اور آپ اس حالت میں تھے کہ آپ کی
آنکھوں میں اس قدر آنسو بہہ رہے تھے کہ داڑھی مبارک پر
قطرے گرتے تھے۔"

حوالہ جات کتب اہلسنت

(۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ موتہ صفحہ: ۳۸۰، جلد: ۲۔
(۲) تاریخ یعقوبی باب غزوہ موتہ جلد: ۱، صفحہ: ۱۲۹۔
(۳) تاریخ البدایہ و النہایہ باب غزوہ موتہ حزن پیغمبر علی جعفر جلد: ۲، صفحہ: ۳۵۰۔
(۴) مدارج النبوت باب غزوہ موتہ تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت جلد: ۲، صفحہ: ۴۲۲۔
(۵) الاستیعاب جلد: ۱ صفحہ: ۲۷ باب جعفر بن ابی طالب: ۶ رسول رحمت مولانا ابو الکلام آزاد باب غزوہ موتہ صفحہ: ۷ روض انیق۔
(۷) الواقدی مغازی باب غزوہ موتہ جلد: ۲ صفحہ: ۳۱۱۔
(۸) سنن النسائی کتاب الجنائز جلد (۱) مترجم صفحہ (۶۷۱)۔

باب دوازدهم

نبی کریمؐ نے خود گریہ فرمایا اور ماتم کا انتظام کرنے کا حکم دیا
گریہ اور ماتم کرنے کی اجازت دی

اس باب میں ان روایات کا انتخاب کیا ہے جو کتب صحاح ستہ سے ہیں۔ اس میں نبی کریم کا گریہ جو آپ نے کیا ہے اور جس کا حکم دیا نقل کیا ہے۔ بلاشبہ جو عمل زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا اس کو آپ نے رد کرتے ہوئے نہی فرمائی ہے۔ لیکن ہمارا مطلوب کلام وہ ہے جس کو آپ نے کیا اور اس کو کرنے کی اجازت فرمائی تھی اور اس گریہ کو آپ نے رحمت فرمایا ہے۔ ایک روایت میں حضرت انسؓ کا بیان ہے۔

رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہؐ! آپ رو رہے ہیں۔ اے ابن عوف! یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا:

> ''آنکھیں روتی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات
> نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے
> غمگین ہیں۔''

دوسری روایت میں ہے حضرت ابنِ عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہؐ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمنؓ، سعدؓ اور عبداللہؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپؐ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اللہ آنکھ سے روتے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا اور تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں: حضورؐ کی آل میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ عورتیں جمع ہو کر بلند آواز سے رونے

لگیں (عورتوں کا اجتماع کر کے رونے کو ماتم کہتے ہیں (لغت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگے اور ہانکنے لگے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا اے عمران کو مت روکو اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔ چوتھی روایت میں آپ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔ پاک نبی کریم جب غزوۂ اُحد کی واپسی پر مدینہ میں قبیلہ عبدالاشھل کے گھروں سے گذر رہے تھے تو آپ نے سنا کہ خواتین اپنے شہدائے احد پر گریہ کر رہی تھیں لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کا نام اور محاس نہ سن کر آزروئے حیرت سے کہا کہ کاش کوئی حمزہؓ پر بھی (اجتماعی ماتم) گریہ ونوحہ کرنے والا ہوتا، پھر انصار کی خواتین آئیں تو حضرت حمزہؓ پر ماتم کیا۔ (اس روایت کو موضوع باب نوحہ میں نقل کیا جا چکا ہے) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نبی کریمؐ نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کو بوسہ دیا اور اس طرح گریہ فرمایا کہ آنکھوں کے آنسو نہ تھمنے والے تھے۔

متن کتب

سنن النسائی، ۲: ، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الأَزْرَقِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ مَاتَ مَيِّتٌ مِنْ آلِ رَسُولِ اللهِصلى الله عليه وسلم فَاجْتَمَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ يَنْهَاهُنَّ وَيَطْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِصلى الله عليه وسلم «دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالْقَلْبَ مُصَابٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ کی آل میں سے
کوئی فوت ہوگیا۔ عورتیں جمع ہوکر رونی لگیں (عورتوں کا اجتماع
کرکے رونے کو ماتم کہتے ہیں (لغت) حضرت عمرؓ کھڑے ہوکر
منع کرنے لگے اور ہانکنے لگے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا کہ اے عمر!
ان کو مت روکو، اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے
اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔"

سنن ابن ماجه، المستدرک للحاکم، صحیح ابن حبان، سنن البیهقی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ فِي جِنَازَةٍ فَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دَعْهَا يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالنَّفْسَ مُصَابَةٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ.

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ ایک جنازہ میں
تھے حضرت عمرؓ نے دیکھا عورتیں چیخ و پکار کر رو رہی ہیں
(عورتوں کا اجتماع کرکے رونے کو ماتم کہتے ہیں
(لغت) حضرت عمرؓ کھڑے ہوکر منع کرنے لگے اور ہانکنے لگے تو
پاک نبیؐ نے حکم دیا کہ اے عمر! ان کو مت روکو اس لیے کہ
آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک
ہے۔"

المستدرک حاکم

عن أبي هريرة ، قال : خرج النبي صلى الله عليه وسلم على جنازة ومعه عمر بن الخطاب فسمع نساء يبكين ، فزبرهن عمر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا عمر دعهن فإن العين دامعة، والنفس مصابة، والعهد قريب هذا حديث صحيح على شرط الشيخين.

''حضرت ابوہرہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ پاک نبی کریم ایک جنازہ کے لیے نکلے۔حضرت عمرؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے خواتین کے رونے کی آواز کو سنا تو آپ نبی کریمؐ نے حضرت عمرؓ کو کہا: اے عمر! ان رونے والوں کو نہ روکیں اس لیے کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے(یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے)۔''

سنن ابو دود، سنن البیھقی، مرقاۃ المفاتیع شرح مشکاۃ المصابیع

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُتِلَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٌ وَعَبْدُ اللهِبْنُ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْحُزْنُ وَذَكَرَ الْقِصَّةَ.

''حضرت عائشہؓ سے رویت ہے کہ رسول اللہؐ کو جب زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کے قتل کی خبر

پہنچی۔تب رسول اللہ مسجد میں بیٹھے (صحابہ کرام ساتھ تھے مجلس ماتم بنائی،) آپ کے چہرے پر حزن اور گریہ تھا اور (غزوہ موتہ کا) تمام واقعہ بیان کیا۔"

(۵) سنن ابو دود

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ ابْنَةً لِرَسُولِ اللهِصلى الله عليه وسلم أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ وَأَحْسِبُ أُبَيًّا أَنَّ ابْنِي أَوْ بِنْتِي قَدْ حُضِرَ فَاشْهَدْنَا. فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلاَمَ فَقَالَ قُلْ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَىْءٍ عِنْدَهُ إِلَى أَجَلٍ . فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَأَتَاهَا فَوُضِعَ الصَّبِيُّ فِي حِجْرِ رَسُولِ اللهِصلى الله عليه وسلم وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِصلى الله عليه وسلم فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هَذَا قَالَ إِنَّهَا رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللهُ فِي قُلُوبِ مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ.

(۶) صحیح البخاری، صحیح مسلم، تفسیر روح المعانی، تفسیر مظہری، سنن ابو دود، سنن ترمذی، المستدرک للحاکم۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صلى الله

عليه وسلم إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ، ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ ، فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم تَذْرِفَانِ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رضى الله عنه وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِفَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ . ثُمَّ أَتْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ صلى الله عليه وسلم إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ ، وَلاَ نَقُولُ إِلاَّ مَا يَرْضَى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ

''حضرت انسؓ کا بیان ہے رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراھیم سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہؐ آپ رو رہے ہیں؟ اے ابن عوف! یہ دل کی رقت ہے اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روتی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے، جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔''

(۷) صحیح البخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن حبان

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

وَعَبْدِ اللهِبْنِ مَسْعُودٍ رضى الله عنهم فَلَمَّا
دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ فَقَالَ
قَدْ قَضَى . قَالُوا لاَ يَا رَسُولَ اللهِ. فَبَكَى
النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا رَأَى
الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم
بَكَوْا فَقَالَ أَلاَ تَسْمَعُونَ إِنَّ اللهَ لاَ
يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلاَ بِحُزْنِ الْقَلْبِ.

''حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہؐ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمنؓ اور سعدؓ، عبداللہؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا: کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپؐ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے اللہ آنکھ سے روتے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔(۱) صحیح بخاری کتاب جنازہ باب الْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ. صفحہ(۱۸۸)

(۸) سنن ابن ماجہ، المستدرک للحاکم، سنن البیہقی، سیرت ابن حبان

حدثنا هارون بن سعيد المصري . حدثنا
عبد الله بن وهب . أنبأنا أسامة بن زيد
عن نافع عن ابن عمر.
: أن رسول الله صلى الله عليه و سلم مر بنساء

عبد الأشهل يبكين هلكاهن يوم أحد .
فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم (
لكن حمزة لا بواكي له) فجاء نساء
الأنصار يبكين حمزة.

"حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں: پاک نبی کریمؐ جب غزوۂ اُحد کی واپسی پر مدینہ میں قبیلہ عبدالاشہل سے گذر رہے تھے تو آپ نے سنا کہ خواتین اپنے شہدائے اُحد پر گریہ کر رہی ہیں لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کا نام اور محاسن نہ سن کر از روئے حیرت سے کہا کہ کاش کوئی حضرت حمزہؓ پر بھی (اجتماعی ماتم) گریہ ونوحہ کرنے والا ہوتا پھر انصار کی خواتین آئیں تو حضرت حمزہؓ پر ماتم کیا۔"

(۹) المستدرک حاکم، طبقات ابن سعد

عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه
وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو ميت
وهو يبكي . قال : وعيناه تهرقان

"حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ نبی کریمؐ نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کو بوسہ دیا اور اس طرح گریا فرمایا کہ آنکھوں کے آنسو نہ تھمنے والے تھے۔"

مرقاۃ الفاتیح شرح مشکاۃ المصابح

رواه أحمد وعن البخاري تعليقا أي بلا
إسناد قال لما مات الحسن بن الحسن بن
علي رضي الله عنهم ضربت امرأته القبة
أي الخيمة على قبره سنة

''حسن بن حسن بن علی علیہم السلام کی جب وفات ہوئی تو ان کی
قبر پر قبہ بنا کر ایک سال تک گریہ کیا۔''

حوالہ جات

(۱) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب:۱۶ باب الرُّخصَةِ فی الْبکَاءِ علی المیّتِ جلد(۱)صفحہ مترجم:۶۶۲۔
(۲) سنن ابن ماجہ۔کتاب الجنائزہ:۵۳باب ما جَاءَ فی الْبکَاءِ علی المیّتِ.
(۳) سنن ابو دود ما جَاءَ فی الْبکَاءِ علی المیّتِ کتاب الجنائزہ
(۴) صحیح البخاری کتاب الجنائزہ باب قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم « إِنَّا بِكَ لمحزونونَ »صفحہ:۱۸۵۔
(۵) تفسیر مظہری سورہ یوسف آیت قال یاسفی علی یوسف صفحہ مترجم:۱۲۹، ۱۳۰۔
(۶) تفسیر روح للمعانی آیت مذکور۔
(۷) ترمذی کتاب الجنائزہ باب رخصت فی البکاء علی المیت:۸۔المستدرک للحاکم کتاب الجنائزہ جلد:۳،صفحہ: ۳۶۔۴۳۴۔۴۳۵۔
(۹) صحیح مسلم کتاب الجنائزہ:۱، صحیح ابن حبان.صفحہ:۳۰۶۔۳۱۰۔ جلد:۱۳۔۱۱۔۱،۲۱۸۔ سنن البیہقی صفحہ:۴۱۷، جلد:۲۔۱۲۔مرقاۃ للفاتیح شرح مشکاۃ للصابیع کتاب الجنائزہ باب البکاء جلد:۵،صفحہ:۱۲،۹،۶۔

ماتمی گھر میں تین دن تک سوگ

اور

کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

مکتبِ اہل بیتؑ سے منقول احادیث شہادتِ جعفر طیارؑ
واقعہ کی تفصیل بیان ہو چکی ہے:

جامع الترمذی۔ ① ② باب ما جاء في الطعام يصنع لأهل الميت

حدثنا أحمد بن منيع و علي بن حجر قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر قال : لما جاء نعي جعفر قال النبي صلى الله عليه و سلم إصنعوا لأهل جعفر طعاما فإنه قد جاءهم ما يشغلهم.

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح وقد كان بعض أهل العلم يستحب أن يوجه إلى أهل الميت شيء لشغلهم بالمصيبة وهو قول الشافعي.

''عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی (غزوۂ موتہ سے) شہادت کی خبر آئی تو پاک نبی کریمؐ نے حکم دیا

کہ جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف ہیں۔"

سنن ابن ماجه

حدثنا هشام بن عمار ومحمد بن الصباح . قالا حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال رسول الله صلى الله عليه و سلم (اصنعوا لآل جعفر طعاما . فقد أتاهم ما يشغلهم أو أمر يشغلهم).

''عبد اللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفرؓ کی (غزوۂ موتہ سے) شہادت کی خبر آئی۔ پاک نبی کریمؐ نے حکم دیا کہ جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف ہیں۔"

سنن ابن ماجه، کنز العمال

حدثنا يحي بن خلف أبو سلمة . قال حدثنا عبد الأعلى عن محمد بن إسحاق . حدثني عبد الله بن أبي بكر عن أم عيسى الجزار قالت حدثتني أم عون ابنة محمد بن جعفر عن جدتها أسماء بنت عميس قالت

لما أصيب جعفر رجع رسول الله صلى الله

علیه و سلم إلی أهله فقال (إن آل جعفر قد شغلوا بشأن میتهم فاصنعوا لهم طعاما).

''اسما بنت عمیس سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی (غزوۂ موتہ سے) شہادت کی خبر آئی۔ پاک نبی کریمؐ حضرت جعفرؓ کے گھر سے اپنے گھر کی جانب لوٹے اور گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف ہیں۔''

حوالہ جات

(۱) سنن ترمذی کتاب الجنائزہ—باب:۲۱ مَا جَاءَ فِی الطَّعَامِ یصْنَعُ لأَھْلِ المَیِّتِ جلد:۲، صفحہ:۲۱۱۔

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ: ۵۹۔ باب ما جاء في الطعام یبعث إلی أھل المیت جلد:۱، صفحہ:۱۵، ۵۱۴۔

(۳) سنن البیہقی کتاب الجنائزہ باب باب مَا یُھَیّأُ لأَھْلِ المَیِّتِ مِنَ الطَّعَامِ جلد:۲، صفحہ:۳۴۲، ۳۴۴۔

(۴) سنن دار القطنی کتاب الجنائزہ صفحہ:۵، جلد:۱۳۳۔

(۵) کنز العمال باب جلد:۱۵، صفحہ:۱۰۳۰۔

وسائل الشیعہ

محمد بن یعقوب ، عن علي بن إبراهیم ، عن أبیه ، عن ابن أبي عمیر ، عن حفص بن البختري وهشام بن سألم ، عن أبي عبدالله (علیهالسلام) قال : لما قتل جعفر بن أبي طالب أمر رسول الله (صلی الله علیه واله) فاطمة (علیها السلام) أن

تتخذ طعاماً لأسماء بنت عميس ثلاثة أيام ، وتاتيها ونساءها وتقيم عندها (ثلاثة أيام)، فجرت بذلك السنة أن يصنع لأهل المصيبة طعاما ثلاثا.

''حفص بن البختری اور ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جب حضرت جعفر طیارؓ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے تو حضرت رسول خداؐ نے سیدہ فاطمہ زہراؑ کو حکم دیا کہ اسماء بنت عمیس (زوجہ جعفرؓ) کے گھر تین دن تک کھانے کا انتظام کر کے بھیجیں۔ اور خود بنو ہاشم کی خواتین کے ساتھ ان کے ہاں جائیں اور تین دن تک وہاں قیام کریں۔ پس اس طرح یہ سنت جاری ہوگئی۔ اہل مصیبت کے لیے تین دن تک کھانا کا انتظام کیا جائے۔''

وعن علي ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : يصنع لأهل الميت مأتم ثلاثة أيام من يوم مات] - ورواه البرقي في (المحاسن) عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حريز ، عن زرارة ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : يصنع للميت الطعام للماتم ثلاثة أيام بيوم مات فيه.

''امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس دن آدمی کا انتقال ہوا، اس سے لے کر تین دن تک میت والوں کے لیے ماتم

کااہتمام کیا جائے اور کھانے کا انتظام کیا جائے۔"

ورواه الصدوق مرسلا إلا أنه قال : يصنع للميت مأتم ثلاثة أيام من يوم مات.ترجمہ ایضا۔

أحمد بن أبي عبدالله البرقي في (المحاسن) عن أبيه، عن حماد بن عيسى ، عن مرازم قال: سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول: لما قتل جعفر بن أبي طالب دخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) على أسماء بنت عميس ـ إلى أن قال : ـ فقال : اجعلوا لأهل جعفر طعاما فجرت السنة إلى اليوم.

بالاحدیث(۳۴۹۹) میں ہو گیا۔

وعن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن حفص بن البختري ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : لما قتل جعفر بن أبي طالب أمر رسول الله (صلى الله عليه واله) فاطمة (عليها السلام) أن تأتي أسماء بنت عميس هي ونسائها وتقيم عندها وتصنع لها طعاما ثلاثة أيام .

بالاحدیث(۳۴۹۹) میں ہو گیا۔

کتاب

وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد دوئم صفحہ:۲۸۸ باب:۶۹۔

عورتوں کا اسلامی حقوق کی ادائیگی اور ندبہ کی نیت سے ماتم کے لیے جانا جائز ہے۔

تأليف الفقيه المُحَدّثِ الشيخُ مُحَمّدْ بن الحسن الحُر العاملي.

امام الانبیا ، کا اپنی والدہ کی قبر پر بلند آواز سے گریہ (ماتم) کیا اور صحابہ کرام نے گریہ کیا۔

تفسیر درمنثور

وأخرج الطبراني وابن مردويه من طريق عكرمة عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم لما أقبل من غزوة تبوك اعتمر ، فلما هبط من ثنية عسفان أمر أصحابه أن يستندوا إلى العقبة حتى أرجع إليكم ، فذهب فنزل على قبر أمه آمنة ، فناجى ربه طويلاً ، ثم انه بكى فاشتد بكاؤه ، فبكى هؤلاء لبكائه

''حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی کریمؐ جب غزوۂ تبوک سے واپس پلٹے تھے اور مقامِ عسفان پر قیام کیا۔ آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ عقبہ پہاڑی کی جانب سے اُترا جائے۔ آپ نبی کریمؐ اس جگہ پر اُترے جہاں آپ کی والدہ حضرت آمنہؑ کی قبر مبارک تھی۔ آپ نے طویل مناجات کیں پھر آپ نے شدید گریہ (ماتم) کیا، اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی شدید گریہ کیا۔ صفحہ(۱۷۶) جلد (۵) سورہ توبہ آیت (۱۱۴)۔''

تفسیر درمنثور

وأخرج ابن مردويه عن بريدة قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم إذ وقف على عسفان ، فنظر يميناً وشمالاً فأبصر قبر أمه آمنة ، ورد الماء فتوضأ ثم صلى ركعتين ودعا فلم يفجأنا إلا وقد علا بكاؤه فعلا بكاؤنا لبكائه.

"جناب بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں پاک نبی کریمؐ کے ساتھ ہمسفر تھا۔ جب آپ نے مقام عسفان میں پڑاؤ ڈالا۔ آپ نے وہاں دائیں اور بائیں نظر فرمائی۔ تب آپ نے اپنی ماں کی قبر کو دیکھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز ادا کی اور ماں کے لیے دعا فرمائی، پھر کیا تھا کہ دل پر قابو نہ رہا تو بلند آواز سے آہ و بکاء (ماتم) کیا اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام نے بھی بلند آواز کے ساتھ گریہ کیا۔"

باب سیزدہم

ادوار انبیاء کرام اور غیبت

فطرت یہ ہے کہ اگر انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو وہ مرنے والوں پر آنسو بہاتے ہیں۔ اسلام نے اس عمل اور فعل پر کوئی پابندی نہیں لگائی، جو انسان کی فطرت میں موجود تھیں۔ اس کا ہونا انسان کے بس سے باہر تھا لہذا رونا، گریہ کرنا، مرثیہ کرنا، اور نوحہ کرنا، میت پر ندبہ کرنا یہ اصناف عرب کی کلام اور عمل میں موجود تھا اور اس پر شعرائے اسلام بھی اپنا کلام پڑھا کرتے تھے۔ ان محافل میں پاک نبی غم والم کے موقعہ پر ایسے کلام کے لیے حکم کرتے تھے۔ حسان بن ثابت شاعر اسلام کے لقب سے معروف تھے۔ ان کا کلام مرثیہ اور نوحہ موجود ہے۔ (جو باب مرثیہ میں بیان ہوگا) اور یہ کلام پاک نبی کریمؐ کی موجودگی پڑھا جاتا تھا اور غم والم میں زیادتی واقعہ ہوتی تھی۔ بعض الفاظ مختلف ہیں لیکن معنی مترادف ہیں یا بعض کا معنیٰ میں عام وخاص مطلق کی طرح ہیں۔ لفظ بکا، ندبہ، حزن، معنی کے لحاظ سے مترادف ہیں۔ جس کا مطلب رونا اور پھر میت پر رونا کے ہیں۔ اس طرح نوحہ اور مرثیہ بھی میت کی خوبیاں بیاں کر کے رونا کے ہیں۔ اس میں میت کی تعریف جو اس میں پائی جاتی ہے اس کا تذکرہ کرنا ہے۔ البتہ کلام میں نوحہ میں شدت ہے جو بین کر کے آہ وبکا کرنے کے ہوتے ہیں، جبکہ مرثیہ کے کلام میں شدت غم میں انسان آنسو بہاتا ہے۔ اس طرح ماتم لغت میں ایک میت پر اجتماعی طور پر ماحول کا سوگوار ہونا ہے۔ جس میں رونے کے ساتھ ساتھ میت پر آہ وبکا بھی کی جاتی ہے۔ اس اجتماعی عمل کا نام ماتم ہے۔

جزع وفزع کیا ہے؟

[illegible]ر کی ساتھ بے صبری درست بدون عذر درست نہیں ہے۔

مدارج النبوت

جزع وفزع کیا ہے؟ حدیث مبارک الامثل فالامثل اس میں مشہور ومعروف ہے۔لیکن بلا میں جزع فزع اور مرض میں آہ وبکاء کا کیا حکم ہے؟اس میں کلام ہے۔اگر بے صبری اور بے طاقتی کے لحاظ سے جزع وفزع کرنا بلا کو ناگوار اور اس سے فرار چاہتا ہے تو یہ بلا اختلاف حرام ہے۔

اور آہ ونالہ جو بقصد اظہار غربت وبے چارگی ہو جو بندگی کے حال کے لیے لازم ہے اور شدت مرض اور اس کی سختی سے جو اضطراب وبے چینی عارض ہو یہ اور بات ہے۔ یہ چیز جزع وفزع اور بلا سے ناگواری وفراری اور شکوہ وشکایت میں داخل نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کی حدیث جو حضور اکرمؐ کی حالت بیان میں مذکور ہوئی اس کے اثبات میں کافی ہے،البتہ آہ ونالہ اگر عدم رضا وتسلیم سے ہو تو مکروہ اور داخل شکوہ وشکایت ہے اور علماء ومشائخ نے جو کراہت وشکایت کا اس پر اطلاق فرمایا ہے۔مطلق نہیں ہے بلکہ وہ بے صبری وبے رضائی سے مقید ہے۔جلد:۲ صفحہ:۶۰۵ رحلت پیغمبر اسلام کا ماہ صفر کا آخری ہفتہ۔

عمل کی اجازت

وہ کلام جو زمانہ جاہلیت میں پڑھا جاتا تھا اس میں بتوں کی تعریف اور غیر فطری انسان سوز وکلام کی نہی بیان کی گئی۔ہے۔جس میں خلاف اخلاقیات کلام ہوتا تھا البتہ میت کے وہ محاسن اور خوبیاں جس کا حامل تھا اس کو بیان کرنا جائز عمل تھا۔جس کا حضرت ابوبکرؓ نے پاک نبیؐ پر ندبہ کرتے ہوئے کہا تھا واخیلاہ وانبیاہ، واصفیاہ وغیرہ یہ محاسن ہیں جو بیان ہوئے اس طرح ایک موقعہ پر حضرت جعفر بن ابیؑ طالب کی غزوۂ موتہ پر شہادت کی خبر آئی تو خود آپ نبیؐ کو غم، الم میں گریہ کیا اور جب اسما بنت عمیس زوجہ حضرت جعفرؓ نے کچھ کلام کہا (واہ ویلا) تو آپ نے روک لیا۔اور فرمایا: اے اسماء! آپ جعفر کے محاسن بیان کر کے ماتم اور گریہ کریں، لہٰذا کلام کی پاک نبی کریم نے اصلاح کی اور غزوہ احد میں تو پاک نبی کریمؐ اتنا رنجور اور ا تھا کہ جب ان کو نوحہ والیوں سے حضرت حمزہؓ کا نام نہ لیتے ہوئے سنا تو حکم کیا۔ لکن حمزہ لا البواکی لکاش چچا حمزہؓ پر بھی کوئی رونے

والا ہوتا؟ اور آپ نے بذات خود اپنے چچا حمزہؓ پر اس طرح ندبہ کیا۔ حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے۔ فرمایا: ہم نے رسول اللہؐ کو حضرت حمزہؓ پر رونے کی مانند کبھی روتا نہ دیکھا۔ آپ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رورہے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہوگئے اور فرمایا: اے حمزہ! اے عم رسول اللہؐ! اے اسد اللہ واسد رسولہ! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جھیلنے والے! اے حمزہؓ! اے عم رسول اللہ کے روئے انور کو کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے۔ لہذا عمل جائز اور ناجائز کا فرق موجود ہے۔ اس طرح حضرت عائشہؓ کا پاک نبی کریمؐ پر گریہ اور ماتم اور اپنے والد ابوبکرؓ پر نوحہ خوان کا اہتمام کرنا عمل جائز ہی تھا تو ایسا کیا گیا تھا۔

اس باب میں پاک نبی کریمؐ پر حضرت ابوبکرؓ کا ندبہ حضرت فاطمہ زہراء اور حضرت عائشہؓ کا ندبہ نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر گریہ اور ندبہ

(۱) مدارج النبوت

حضرت ابوبکرؓ اپنے گھر مقام سنخ حوالی مدینہ طیبہ میں تھے۔ جب انہیں اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ وہ فوراً سوار ہوکر تیزی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے حجرے کی طرف روانہ ہوگئے وہ راستہ بھر روتے رہے اور (وامحمداہ) وانقطاع ظہراہ پکارتے رہے یہاں تک کہ مسجد شریف آئے۔ دیکھا کہ لوگ پریشان حال ہیں۔ آپ نے کسی طرف توجہ نہیں دی اور نہ کسی سے بات کی۔ سیدھا حجرہ عائشہ میں داخل ہوگئے۔ اور حضورؐ کے چہرہ انور سے چادر مبارک اٹھائی اور نورانی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے منہ کو حضور اکرمؐ کے دہن اقدس پر رکھا۔ بوسہ دیا اور بوئے مرگ (منہ) کو سونگھا اور فرمایا: (وانبیاہ) اس کے بعد سر اٹھایا اور رونے لگے۔ دوسری مرتبہ بوسہ دیا اور کہا (واصفیاہ) پھر سر اٹھایا اور رونے لگے۔ تیسری مرتبہ پھر بوسہ دیا اور کہا: (واخلیلاہ) اور کہا:

بابی انت امی طبت حیا ومیتا

"میرے ماں و باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر حال میں خوش
و پاکیزہ رہے۔"

(۲) رسول رحمت

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جناب ابوبکر نے اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر کہا واللہ رسول اللہ کی وفات ہوگئی ہے، پھر وہ آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر کہا: (وائے خلیل) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا (وائے صفی) منہ جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا پھر چادر اڑھا کر باہر چلے گئے۔

(۳) رحمۃ للعالمین

ابوبکر صدیق گھر میں گئے۔ جسم اطہر دیکھا۔ منہ سے منہ لگایا پیشانی کو چوما۔ آنسو بہائے پھر زبان سے کہا میرے پدر اور مادر حضورؐ پر نثار ہوں واللہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں وارد نہیں کرے گا یہی ایک موت تھی جو آپ پر لکھی گئی تھی۔

(۴) فتح الباری شرح صحیح البخاری

حَدِيث اِبْن عَبَّاس وَعَائِشَة " أَنَّ أَبَا بَكْر قَبَّلَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَمَا مَاتَ " تَقَدَّمَ فِي الْحَدِيث الَّذِي قَبْله أَنَّهُ كَشَفَ عَنْ وَجْهه ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ ، وَفِي رِوَايَة يَزِيد بْن بَابَنُوس عَنْهَا " أَتَاهُ مِنْ قِبَل رَأْسه فَحَدَرَ فَاهُ فَقَبَّلَ جَبْهَته ثُمَّ قَالَ : وَانَبِيَّاهُ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسه فَحَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَته ثُمَّ قَالَ : وَاصَفِيَّاهُ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسه وَحَدَرَ فَاهُ وَقَبَّلَ جَبْهَته ثُمَّ قَالَ : وَاخَلِيلَاهُ " وَلِابْنِ أَبِي شَيْبَة عَنْ اِبْن عُمَر : فَوَضَعَ فَاهُ عَلَى جَبِين رَسُول

اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یُقَبِّلُهُ وَیَبْکِي وَیَقُول " بِأَبِي وَأُمِّي طِبْت حَیًّا وَمَیِّتًا

''حضرت ابوبکرؓ نے پاک نبی کریمؐ کو اس کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔(حدیث گذر چکی کہ آپ نے کپڑے کو ہٹا کر بوسہ دیا پھر جھک کر بوسہ دیا) ایک اور روایت کے مطابق ابوبکر آئے اور سر کو چوما۔ پھر پیچھے ہٹ کر منہ اور ماتھے کو بوسہ دیا اور کہا (وائے نبی) پھر سر اٹھایا اور پھر منہ انور اور جبین کو بوسہ دیا اور کہا: (وائے صفی) اور پھر سر اٹھایا اور ہٹ کر ماتھے کو چوم کر کہا: (وائے خلیل) اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے منہ کو پاک نبی کریمؐ کے ماتھے پر رکھ کر چوما اور گریہ کیا اور کہا۔ میرے ماں و باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ہر حال میں خوش و پاکیزہ رہے حیات اور وفات میں بھی۔''

(۵) تاریخ البدایہ والنہایہ

قالت ثم جاء أبو بكر فرفعت الحجاب فنظر اليه فقال إنا لله وإنا إليه راجعون مات رسول الله صلى الله عليه و سلم ثم أتاه من قبل رأسه فحدر فاه فقبل جبهته ثم قال وانبياه ثم رفع رأسه فحدرفاه وقبل جبهته ثم قال واصفياه ثم رفع راسه وحدرفاه وقبل جبهته وقال واخليلاه مات رسول الله صلى الله عليه وسلم.

''حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ: ''ب ابوبکر نے اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا،

پھر کہا: واللہ رسول اللہ کی وفات ہوگئی ہے پھر وہ آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا: (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر کہا: (وائے اصفیا) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا: (واہ خلیلاہ) منہ جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔"

(۲) مسنداحمدبن حنمل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِحَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَنُوسَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ وَفَاتِهِ فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ وَقَالَ وَانَبِيَّاهُ وَاخَلِيلاَهُ وَاصَفِيَّاهُ.

"حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ جناب ابوبکر نے) اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر کہا: واللہ رسول اللہ کی وفات ہوگئی ہے، پھر آپ نے اپنے منہ کو آنکھوں کے درمیان رکھا اور ہاتھ کو کنپٹی پر رکھا اور کہا وَانَبِيَّاهُ وَاخَلِيلاَهُ وَاصَفِيَّاهُ."

(۷) مسنداحمد

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِحَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِقَالَ أَنْبَأَنَا يُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لاَ يَجْمَعُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَبَداً أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي قَدْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا.

"حضرت عائشہ زوجہ پاک نبیؐ نے خبر دی ہے کہ ابوبکر داخل ہو گئے اور حضورؐ کے چہرہ انور سے چادر مبارک اٹھائی اور نورانی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے منہ کو حضور اکرمؐ کے دہن اقدس پر رکھا بوسہ دیا اور گریہ کیا۔ بولے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر حال میں خوش و پاکیزہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں اکٹھا نہیں کر سکتا اور جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہ کافی ہے۔"

روض الانف

بلغ الخبر أبا بكر رضي الله عنه وهو بالسنح فجاء وعيناه نهملان وزفراته تتردد في صدره وغصصه ترتفع كقطع الجرة وهو في ذلك رضوان الله عليه جلد العقل والمقالة حتى دخل على رسول الله صلى الله عليه و سلم فأكب عليه وكشف وجهه ومسحه وقبل جبينه وجعل يبكي ويقول : بأبي أنت وأمي طبت حيا وميتا وانقطع

لموتك ما لم ينقطع لموت أحد من الأنبياء من النبوة فعظمت عن الصفة وجللت عن البكاء.

''جب ابوبکرؓ کو آپ نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر پہنچی تو اس وقت آپ مقام سخ میں تھے۔ آپ روتے ہوئے آئے اس سینہ میں تشویش تھی، یہاں تک کہ آپ پاک نبی کریمؐ کے جسد پاک تک گئے اور ان پر جھک گئے اور منہ سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپؐ زندگی اور موت میں پاک ہیں۔ موت سے وہ چیز منقطع ہوگئی جو کہ آپ سے قبل انبیاء سے بھی جدا نہیں تھی۔ وہ وحی تھی آپ کے مناقب بلند ہیں اور آپ پر گریہ جائز ہے۔

سیرت ابنِ ھشام

قَالَ وَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتّى نَزَلَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ حِينَ بَلَغَهُ الْخَبَرُ ، وَعُمَرُ يُكَلّمُ النّاسَ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إلَى شَيْءٍ حَتّى دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِصَلّى اللّه عَلَيْهِ وَسَلّمَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ ، وَرَسُولُ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ مُسَجّى فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ عَلَيْهِ بُرْدٌ حِبَرَةٌ فَأَقْبَلَ حَتّى كَشَفَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللّهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ . قَالَ ثُمّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَبّلَهُ ثُمّ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمّي ، أَمّا الْمَوْتَةُ الّتِي كَتَبَ اللّهُ عَلَيْك فَقَدْ ذُقْتهَا ، ثُمّ لَنْ تُصِيبَك بَعْدَهَا مَوْتَةٌ أَبَدًا(٦٥٥!٢)

"حضرت ابوبکرؓ مقام سنح سے آئے جب ان کو خبر ہوئی۔
حضرت عمرؓ لوگوں سے بات چیت میں مصروف تھے۔آپ اس
جانب متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے
حجرے میں داخل ہوئے۔پاک پیغمبر اسلام کے جسد پاک کو گھر
کی ایک جانب رکھا گیا تھا۔اوران پر یمنی چادر پڑی ہوئی تھی۔
آپ نے اس کو ایک جانب کیا اور بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں
باپ آپ پر قربان ہوں۔موت وہ جو لکھی جا چکی ہے اس نے
ایک مرتبہ ضروری آنا ہے۔"

طبقات ابنِ سعد

أخبرنا يزيد بن هارون، أخبرنا حماد بن أبي سلمة عن أبي عمران الجوني عن يزيد بن بابنوس عن عائشة قالت: لما توفي رسول الله، صلى الله عليه وسلم، جاء أبو بكر فدخل عليه، فرفعت الحجاب فكشف الثوب عن وجهه فاسترجع فقال: مات والله رسول الله! ثم تحول قبل رأسه فقال: وانبياه! ثم حدر فمه فقبل وجهه ثم رفع رأسه فقال: واخليلاه! ثم حدر فمه فقبل جبهته ثم رفع رأسه فقال: واصفياه! ثم حدر فمه فقبل جبهته ثم سجاه بالثوب ثم خرج.

"حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جناب ابوبکر نے) اندر
آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انا للہ وانا الیہ راجعون

پڑھا، پھر کہا: واللہ رسول اللہؐ! کی وفات ہوگئی ہے۔ پھر وہ آپ
کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا: (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ
کے چہرے کو بوسہ دیا، پھر کہا: (وائے خلیل) منہ کو جھکایا اور
پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا: (وائے صفی) منہ جھکایا اور پیشانی کو
بوسہ دیا پھر چادر اڑھا کر باہر چلے گئے۔"

طبقات ابنِ سعد

وأخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف أن عائشة زوج النبي، صلى الله عليه وسلم، أخبرته أن أبا بكر أقبل على فرس من مسكنه بالسنح حتى نزل فدخل المسجد، فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة فتيمم رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وهو مسجى فكشف عن وجهه ثم أكب عليه فقبله وبكى ثم قال: بأبي أنت! والله لا يجمع الله عليك موتتين أبدا،

"حضرت ابوبکرؓ مقام سخ سے سوار ہوکر آئے۔ جب ان کو خبر
ہوئی اور آپ اترے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ اس جانب
متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرے
میں داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جسد پاک کو گھر کی ایک
جانب رکھا گیا تھا۔ اوران پر یمنی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے
اس کو ایک جانب کیا اور جھک گئے اور بوسہ دیا اور پھر بوسہ دیا اور
گریہ کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔
موت وہ جو لکھی جاچکی ہے اس نے ایک مرتبہ ضروری آنا ہے۔"

البخاری

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی الله عنه أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ ، فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى.

''حضرت ابوبکرؓ مقام سنح سے سوار ہو کر آئے۔ جب ان کو خبر ہوئی اور آپ اُترے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ اس جانب متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک آپ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جسد پاک کو گھر کی ایک جانب رکھا گیا تھا۔ اوران پر یمنی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کو ایک جانب کیا اور جھک گئے اور بوسہ دیا اور پھر گریہ کیا۔''

حوالہ جات

(۱) مدارج النبوت عبدالحق محدث دہلوی باب (حضرت عبدالرحمن اور ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھنا) صفحہ:۴۳۵، جلد:۲۔
(۲) رسول رحمت مولانا ابوالاکلام آزاد باب تجہیز وتکفین اور تدفین صفحہ:۲۵۹۔
(۳) رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان منصور پوری باب آغاز مرض جلد:۱، صفحہ:۳۴۷۔
(۴) فتح الباری شرح البخاری کتاب للمغازی (وفات) جلد:۱۲۔صفحہ:۲۹۷۔مسند احمد بن حنبل صفحہ() جلد()
(۵) روض الانف صفحہ:۲۳۲، جلد:۲۔باب وفات پیغمبر ﷺ
(۶) طبقات ابن سعد باب وفات جلد:۸، صفحہ:۲۶۵، ۲۷۰۔
(۷) سیرت ابن ہشام باب وفات پیغمبر اسلام صفحہ:۲۵۵، جلد:۲() بخاری باب المغازی پارہ:۱۸، جلد:۱۴، صفحہ:۳۹۳۔()تاریخ البدایہ والنہایہ جلد:۵، صفحہ:۲۴۲۔

حضرت عائشہؓ کا پاک نبیؐ پر ندبہ کرنا

رسولِ رحمتؐ حضرت عائشہؓ کی زار حالی

حضرت عائشہؓ یا دوسری ازواج مطہرات کے اندوہ وقلق کی کیفیت الفاظ میں نہیں سما سکتی۔ حضرت محمودہ کی زبان مبارک صرف خصائص نبوت کی ترجمانی کے لیے وقف تھی۔

① آہ وہ نبی جس نے تمول پر فقیری کو ترجیح دی۔ جس نے تونگری کو ٹھکرایا اور مسکینی قبول کی۔

② آہ وہ دین پرور رسول جو امت عاصی کے غم میں پوری ایک رات بھی آرام سے نہ سویا۔

③ آہ وہ صاحب خلق عظیم جو مسلسل نفس سے جنگ آزمار ہا۔

④ آہ وہ رحمۃ للعالمین جس کا باب فیض فقیروں اور حاجت مندوں کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ جس کا رحیم دل اور پاک ضمیر دشمنوں کی ایذارسانی سے کبھی غبار آلودہ نہ ہوا۔

⑤ آہ وہ نبی جس کے موتی جیسے دانت توڑے گئے مگر اس نے پھر بھی صبر سے کام لیا جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا ہے مگر اس نے دامنِ عفو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حوالہ جات

(۱) کتاب رسول رحمت۔مولانا ابوالکلام آزاد باب تجہیز وتکفین اور تدفین صفحہ:۷۵۹۔

(۲) مدارج النبوت باب دوم آغاز مرض موت جلد:۲۔صفحہ:۴۳۳۔

(۳) رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان منصور پوری باب آغاز مرض ،وفات۔ صفحہ: ۲۴۲۔

بابِ چہاردھم

صحابہ رسول اللہؐ، ازواجِ عثمانؓ، اور صحابیہ کا ماتم

حضرت ابوبکرؓ پر اہلِ مدینہ کا گریہ

حضرت ابوبکرؓ کا شمار بزرگ صحابہ کرام میں ہوتا تھا اور جب ان پر موت واقع ہوئی تو وہ دوستوں کے علاوہ اہل شہر سمیت گھروں والوں پر سخت صدمہ ہوا تو پھر ان کی محبت اور عقیدت کے علاوہ قومی نقصان تو ہر کسی کو تھا لہذا ہر آنکھ ان کی جدائی پر اشکبار تھی۔

ریاض النضرہ

(عن أسيد بن صفوان وكان قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم قال لما قبض أبو بكر فسجى عليه وارتجت المدينة بالبكاء عليه كيوم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم.(١٢٨)

''اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تمام مدینہ نے آہ و بکا کے ساتھ گریہ کیا۔ ایسا جس طرح پاک نبی کریم ﷺ پر آہ وبکاء کا گریہ کا طوفان تھا۔''

تاریخ الکامل

فلما مات بعثته إلى عمر، فلما رآه بكى حتى سالت دموعه إلى الأرض وجعل يقول: رحم الله أبا بكر(١،٣٩٧)

''جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو پس کیا تھا کہ آپؓ کی آنکھوں سے آنسو زمین پر بہہ نکلے اور کہا

کہ خدا ابوبکر پر رحم کرے۔"

تاریخ خمیس قال لماتوفی أبو بكر وارتجت المدينة بالبكاء عليه دهش كيوم قبض فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم

"جب ابوبکرؓ کی وفات ہوئی تمام مدینہ میں آہ وبکاء کے ساتھ گریہ ہوا۔اس طرح جس طرح پاک نبی کریمؐ پر آہ وبکا اور گریہ کا ہجوم تھا۔"

ابوبكر شخصيت اور عصره فبعثنا بهما إلى عمر، فبكى عمر وقال: رحمة الله على أبي بكر لقد أتعب من بعده تعباً شديداً

"جب حضرت ابوبکرؓ مسجد کی جانب نماز کے لیے نہ نکل سکے تو پیغام بھیجا حضرت عمر کی جانب تو وہ رو پڑے اور کہا اللہ تعالٰی ابوبکر پر رحم کرے۔ ان کے بعد ہم سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئے۔"

حوالہ جات

(۱) ریاض النضرہ محب الدین طبری باب وفات ابوبکر صفحہ:۱۲۸۔

(۲) تاریخ کامل باب وفات ابوبکر صفحہ:۳۹۷ جلد ۱۔

(۳) تاریخ خمیس جلد:۲، صفحہ:۲۳۷۰۔

(۴) أبوبكر الصديق رضي الله عنه شخصيته وعصره تأليف الدكتور علي محمد الصَّلاَّبي جلد:۵، صفحه:۱۲۵۔۱۴۲۲ھ۔2001م)۔

ازواج اور بنات کا حضرت عثمانؓ پر ماتم

حکومتی مشینری کی کمزوری اور مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے بعض صوبوں میں احساس محرومی بڑھ گیا اور اموی گورنر من مانیوں پر اُتر آئے۔ جب ظلم حد سے تجاوز کرنے لگا تو عوام مصر اس کے ازالہ کے لیے مرکزی حکومت سے شکایت کے لیے پہنچ گئی۔ مرکزی حکومت نے ان کی شکایت کو سن کر بزرگ صحابہ کرام کی مشاورت سے مصر کے گورنر کو تبدیل کر دیا گیا اور وہاں کا نیا گورنر محمد بن ابی بکرؓ کو تعینات کر دیا گیا۔ اس طرح بڑا جھگڑا اور فساد ٹل گیا۔ عمائدین مصر کے نئے گورنر کو لے کر خوشی خوشی واپس پلٹ گئے تو دفعاً کسی مشیر نے جو اس فیصلہ سے متفق نہ تھا ان سے پہلے گورنر کو بحال اور نئے گورنر سمیت عمائدین مصر کو قتل کرنے کی خفیہ رپورٹ ارسال کر دی۔ ابھی نئے گورنر کا سفر جاری تھا تو یہ سازش بے نقاب ہوگئی۔ پیغام رساں پکڑا گیا اور خفیہ خط ہاتھ لگ گیا۔ پس پھر کیا تھا مصری عمائدین غصہ سے بپھر گئے اور واپس مدینہ پلٹ آئے اور انکوائری کے ساتھ ساتھ اور سازشی کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس وقت سازشی کا جان بچانا مشکل ہوگیا لیکن سارا نزلہ مرکزی حکومت پر پڑا بلاشبہ مرکزی حکومت کے سربراہ حضرت عثمان غنیؓ بری الزمہ تھے لیکن بروقت کاروائی نہ ہونے کی بنا پر مصری نے تمام تر ذمہ داری مرکزی حکومت پر عائد کر ڈالی۔ ایک مرتبہ پھر مصریوں نے تمام تر سفارتی اقدامات کو بروے کار لائے تاکہ سازشی ٹولہ پر ہاتھ ڈالا جائے لیکن ناکامی کی بنا پر جناب عثمان غنیؓ جو خلیفہ وقت تھے ان پر چڑھائی کر دی حالانکہ خلیفہ ذاتی حیثیت سے اس سازش میں ملوث نہیں تھے لیکن مصریوں نے خلیفہ وقت کی خاموشی کو بنیاد پر آپ پر حملہ کر دیا۔ جب آپ خلیفہ کو ذبح کرنا چاہا تو آپ کی بیویاں اور بیٹیاں نے مدافعت کی۔ اس طرح وہ زخمی ہوگئیں۔ جب آپ کو قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ پر بیویاں اور بیٹیاں وہ بھی بے صبر ہوگئیں تو پھر کیا تھا وہ چیخیں

نکل گئیں اور خود کو پیٹنا شروع کیا چونکہ وہ اس عظیم حادثہ کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھیں۔

متن کتب

تاریخ الکاملوأرادوا قطع رأسه فوقعت نائلة عليه وأم البنين فصحن وضربن الوجوه()

''جب حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور قاتلوں نے ان کے سر قلم کرنا چاہا تو انکی زوجہ نائلہ اور ام البنین ان پر گر پڑیں اور چیخیں ماریں اور منہ کو پیٹ لیا۔''

تاریخ طبری

ودخل آخرون فلما رأوه مغشياً عليه جرّوا برجله؛ فصاحت نائلة وبناته؛ وجء ا التّجيبيّ مخترطاً سيفه ليضعه في بطنه، فوقته نائلة، فقطع يدها،(٤٩٦)(٣)

(ترجمہ ذیل)

تاريخ البدايه والنهايه وذكر ابن جرير أنهم أرادوا حز رأسه بعد قتله فصاح النساء وضربن وجوههن فيهن أمرأتاه نائلة وأم البنين وبناته

''ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ جب قاتلوں نے حضرت عثمانؓ کے سر قلم کرنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے چیخ وپکار کی اور اپنے منہ پیٹے جبکہ منہ پیٹنے والی عورتوں میں وہ حضرت عثمانؓ کی بیویاں نائلہ اور ام البنین تھیں اور ان کے ساتھ بیٹیاں بھی تھیں۔''

تاریخ الاسلام

ثم صرخت المرأة فلم يسمع صراخها لما في الدار من الجلبةوجاء من رواية الواقدي : أن نائلة خرجت وقد شقت جيبها وهي تصرخ ومعها سراج

''جب حضرت عثمانؓ کو قتل کیا جا رہا تھا تو آپ کی زوجہ کی چیخیں نکل گئیں مگر کوئی شخص اس چیخ کو سننے کے لیے تیار نہ تھا جب کہ گھر میں بہت شور تھا۔ ایک دوسری روایت میں واقدی کہتا ہے کہ جب حضرت عثمان کی زوجہ نائلہ گھر سے نکلی تو وہ کپڑے پھاڑ رہی تھی اور بلند آواز کے ساتھ چیخ رہی تھی اور اس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔''

حوالہ جات

(۱) تاریخ کامل ابن اثیر باب خلافت اور شہادت عثمان جلد(۳) صفحہ(۸۹)۔
(۲) تاریخ طبری ابن جریر طبری باب خلافت، شہادت عثمان جلد:۳، صفحہ:۴۳۲۔
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر کتاب خلافت و شہادت عثمان غنیؓ جلد:۷، صفحہ:۱۸۸۔
(۴) تاریخ اعثم کوفی صفحہ:۱۵۹ باب خلافت عثمان غنیؓ
(۵) تاریخ السلام ذہبی جلد:۱ صفحہ:۴۵۴، ۴۴۹۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا ماتم

حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر جو غم ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا تھا اس کی وجہ سے ان کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔ جب یہ خبر حضرت جبرائیلؑ آمین نے ان کو جیل میں قیدی کی حیثیت سے سنائی تھی تو اس پر حضرت یوسفؑ کے جذبات بے قابو ہو گئے اور سر کو پیٹ کر فرمایا کہ کاش مجھے ماں نہ جنتی جس کی وجہ سے میرے باپ کو یہ تکلیف اٹھانی پڑے حالانکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی مقرب تھے اور باپ بھی اللہ تعالیٰ کے مقرب نبیوں میں سے تھے۔ ادھر جناب یوسفؑ کو آپ ہی نے اس کے خواب کی تعبیر سنائی تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ لوگوں میں شمار کرے گا۔ اس طرح آلِ یعقوب پر ایک مرتبہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح فضل سے نوازے گا۔ یہ خواب اور اس کی تعبیر سے ثابت تھا کہ حضرت یوسفؑ سے باپ کی ملاقات یقینی ہے لیکن محبت اور جدائی میں گریہ شدید کی وجہ آپ بینائی سے محروم ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت بھی قابلِ ذکر نہیں رہی تھی۔

تفسیر کبیر فخر الدین الرازی

قيل إن جبريل عليه السلام دخل على يوسف عليه السلام حينما كان في السجن فقال إن بصر أبيك ذهب من الحزن عليك فوضع يده على رأسه وقال : ليت أمي لم تلدني ولم أك حزناً على أبي.

"ایک دن جبرئیل جناب یوسف علیہ السلام کے پاس جیل میں گئے اور یہ خبر دی کہ آپ کے غم میں آپ کے والد کی بینائی ختم

ہو گئی ہے۔ یہ سن کر، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا ہاتھ سر پر مارا اور کہا: کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں باپ کے غم کا سبب نہ بنتا۔"

(تفسیر کبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف، جلد:۹، صفحہ:۹۸)

حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کی قمیض کو دیکھ کر بلند آواز سے چیخ ماری اور گریہ کیا پھر آنکھوں سے خون بہہ نکلا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو دوسری خواتین سے تھیں وہ یوسفؑ کو مقام و مرتبہ کے علاوہ باپ کی زیادہ توجہ کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ یوسفؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور باپ سے دھوکہ ظاہر کر کے لے جانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا جائے گا۔ بالآخر یوسفؑ کے بھائی باپ سے یوسفؑ کو لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ شام کو جب کھیل کود کر کے واپس آئے تو باپ کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ یوسفؑ کو بھیڑیا اُٹھا کر لے گیا، البتہ باپ کے لیے محفوظ قمیض چھوڑ گیا۔ جب آپ سے یہ جھوٹا واقعہ سنایا تو روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھڑیے کے کھا جانے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری اور کہا: یوسفؑ کی قمیض کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسفؑ کی قمیض کو چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ آنسو کے خون سے چہرہ رنگین ہو گیا۔

سورہ یوسف کی آیت:۱۸

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ (یوسف)

"اور وہ اس کی قمیض پر جھوٹا خون (بھی) لگا کر لے آئے، (یعقوب علیہ السلام نے) کہا: (حقیقت یہ نہیں ہے) بلکہ تمہارے (حاسد) نفسوں نے ایک (بہت بڑا) کام تمہارے

لئے آسان اور خوشگوار بنادیا (جوتم نے کرڈالا)، پس (اس حادثہ پر) صبر ہی بہتر ہے، اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں اس پر جو کچھ تم بیان کررہے ہو۔"

تفسیر الزمخشری۔ سورہ یوسف آیت:۱۸

وروي أنّ يعقوب لما سمع بخبر يوسف صاح بأعلى صوته وقال : أين القميص؟ فأخذه وألقاه على وجهه وبكى حتى خضب وجهه بدم

"روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے کھا جانے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری اور کہا کہ یوسفؑ کی قمیض کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسفؑ کی قمیض کو چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ آنسوؤں کے خون سے چہرہ رنگین ہوگیا۔"

متن روایات کتب اہلِ سنت

تفسیر البیضاوی

روي : أنه لما سمع بخبر يوسف صاح وسأل عن قميصه فأخذه وألقاه على وجهه وبكى حتى خضب وجهه بدم القميص

"روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے کھا جانے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ چیخ ماری اور کہا کہ

یوسفؑ کی قمیض کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسفؑ کی قمیض کو چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ قمیض کے خون سے چہرہ رنگین ہوگیا۔"

روح للمعانی الوسی

وفي رواية أنه أخذ القميص وألقاه على وجهه وبكى حتى خضب وجهه بدم القميص كذا

ترجمہ (البیضاوی)

حوالہ کتب

(۱) تفسیر کشاف زمخشری سورہ یوسف آیت:۱۸، صفحہ:۱۵۳، جلد:۳۔

(۲) تفسیر البیضاوی آیت:۱۸، صفحہ:۱۴۷، جلد:۳۔

(۳) تفسیر روح للمعانی الوسی سورہ یوسف آیت:۱۸، جلد:۸ صفحہ:۲۱۱۔

حضرت عمرؓ سخت گیر انسان تھے۔ وہ کسی عمل کو شریعت کے خلاف ہونے پر برداشت نہیں کرتے تھے، البتہ وہ کام جو شریعت نے جائز قرار دے رکھے تھے جس کو وہ درست سمجھتے تھے خود بھی سرانجام دیتے تھے اور دوسروں کو بھی کوئی پابندی عائد نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آپ کو سنائی گئی تو آپ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے اور فرطِ محبت سے پر ہاتھ رکھا اور چیخیں نکل گئیں بعض غم اور محبت ایسی بھی ہوتی ہیں جس پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود بھی قابو میں رہا نہیں جا سکتا۔ ابوعثمان روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جب ان کے پاس نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آئی تو وہ سر پر ہاتھ رکھ کر چیخے

حوالہ متن

شرح ابن بطال، کنز العمال

وقال أبو عثمان: ورأيت عمر بن الخطاب لما جاءه نعي النعمان بن مقرن وضع يده على رأسه وجعل يبكي

''ابوعثمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جب ان کے پاس نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آئی اُنھوں نے سر پر ہاتھ رکھا اور چیخے۔''

(۲) سیرت ابنِ حبان

فما فعل النعمان ابن مقرن ؟ قال : استشهد يا أمير المؤمنين فبكى عمر ثم قال:

يرحم الله النعمان ـ ثلاثا ثم قال: مه ! قال: لا و الذي أكرمك بالخلافة و ساقها إليك ! ما قتل بعد النعمان أحد نعرفه فبکی عمر بكاء شديدا.

''جب آپ کو نعمان بن مقرن کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو پھر آپ نے اس پر گریہ کیا اور تین مرتبہ کہا کہ نعمان پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے نعمان کی جدائی پر شدید گریہ کیا۔''

حوالہ جات

(۱) شرح ابن بطال کتاب للمیت جلد:۵، صفحہ:۳۱۴۔

(۲) کتاب عقد الفرید جلد:۲، صفحہ:۵ مولف شہاب الدین مالکی۔

(۳) کتاب کنز العمال علی بن حسام الدین متقی ھندی جلد :۲، صفحہ:۱۱۷ کتاب للموت۔

(۴) سیرت محمد ابن حبان بن احمد تمیمی باب خلافت، عمال حضرت عمر جلد:۱، صفحہ:۴۷۶۔

حضرت عمرؓ پر جنات کا ماتم

ریاض النضرہ

وعن المطلب بن زياد قال: رثت الجن عمر فكان فيما قالوا:ستبكيك نساء الجن ... تبكين منتحبات وتخمشن وجوهاً ... كالدنانير النقيات ويلبس ثياب السود ... بعد القصيبات جلد(۱) صفحہ(۱۹۸) ذكر رثاء الجن لحمر

"مطلب بن زیاد کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو جنوں نے ان کا مرثیہ کہا۔ اے عمر! جنات کی عورتیں آپ پر بلند آواز سے رو رہی ہیں۔ جس طرح سفید دیناروں کی طرح اپنے چہرے کو پیٹ رہی ہیں۔ انہوں نے اس مصیبت پر سیاہ لباس پہن لیے ہیں۔"

حضرت خالد بن ولید پر سات دن تک ماتم

حضرت خالد بن ولید اور ان کے باپ کی جب وفات ہوئی تو ان کے خاندان کے لوگوں نے ان کی جدائی پر ماتم کیا اور جناب عمرؓ نے نہیں روکا، بلکہ اس پر حوصلہ افزائی کی۔ اس حد تک رونا اور ماتم داری کرنا جائز ہے جس کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔عبداللہ بن عکرمہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ نوحہ خوانی سے منع کرنے کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف دیتے ہیں۔حالانکہ جب خالد بن ولید کی وفات ہوئی تب بنی مغیرہ کی عورتوں نے مکہ اور مدینہ میں سات (۷) روز تک ماتم کیا اور انہوں نے اپنے گریبان چاک ہے اور چہرے پیٹے، نذر اور نیاز بھی تقسیم ہوئی۔ اس نوحہ خوانی اور ماتم کرنے پر حضرت عمر نے منع نہیں کیا۔حضرت عمرؓ معاشرے کی اصلاح واحوال کے بعض کام جس کو وہ غیر ضروری سمجھتے تھے روکنے کا حکم کرتے تھے لیکن جہاں وہ درست قرار دیتے تھے اس کو بحال رکھتے تھے۔اس جگہ اعتدال کا راستہ اختیار کرتے تھے۔

قانون

- حضرت عمرؓ شریعت کے معاملہ میں بڑے حساس اور جابر تھے۔جب کوئی ایسا کام دیکھتے جو شریعت کے خلاف ہوتا تو اس کو پہلے زبان پھر درے سے نوازتے۔
- خالد کے ماتم پر حضرت عمرؓ کا خواتین کو نہ روکنا اس سے استدلال یہ کیا کہ حضرت عمرؓ بھی اس کو جائز عمل سمجھتے تھے۔
- خالد کے موت پر سات روز تک گریہ ہوا، اور خواتین نے چہروں کو پیٹا اور گریبان چاک کیے۔

کنز العمال

عن عبد الله بن عكرمة قال : عجبا

لقول الناس إن عمر بن الخطاب نهى عن
النوح لقد بكى على خالد بن الوليد بمكة
والمدينة نساء بني المغيرة سبعا يشققن
الجيوب ويضربن الوجوه وأطعموا الطعام
تلك الأيام حتى مضت ما ينهاهن عمر (
ابن سعد)باب الموت النياهر) جلد (١٥)
صفحہ(١١٣٠)

''عبداللہ بن عکرمہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ نوحہ خوانی سے
منع کرنے کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف دیتے ہیں، حالانکہ
جب خالد بن ولید کی وفات ہوئی تب بنی مغیرہ کی عورتوں نے مکہ
اور مدینہ میں سات (۷) روز تک ماتم کیا اور انہوں نے اپنے
گریبان چاک کیے اور چہرے پیٹے۔ نذر اور نیاز بھی تقسیم ہوئی
اس نوحہ خوانی اور ماتم کرنے پر حضرت عمر نے منع نہیں کیا۔''

مدارج النبوت

حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ کے جنازے پر آئے جب حضرت عمرؓ وہاں پہنچے تو دیکھا
کہ ان کے گھر بنی مغیرہ کی عورتیں جمع ہیں اور حضرت خالد بن ولید پر رو رہی ہیں۔ حضرت
عمر نے کہا: کوئی مضائقہ نہیں ہے ان پر کہ وہ حضرت خالد پر روئیں

طبقات ابن سعد باب ولید بن ولید جلد:۱۳۲، صفحہ:۴

قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني
يحي بن المنذر من ولد أبي دجانة قال:
قالت أم سلمة بنت أبي أمية: جزعت حين
مات الوليد بن الوليد جزعا لم أجزعه على
ميت فقلت لأبكين عليه بكاء تحدث

به نساء الأوس والخزرج، وقلت غريب توفي في بلاد غربة، فاستأذنت رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فأذن لي في البكاء، فصنعت طعاما وجمعت النساء، فكان مما ظهر من بكائها

''ام سلمہ بنت ابی امیہ روایت کرتی ہیں کہ جب خالد بن ولید فوت ہوا، اس پر جو گریہ ہوا اس کے علاوہ کسی دوسرے پر ایسا نہیں کیا گیا۔ میں نے بھی گریہ کرتے وقت وہی کچھ کہا جو اوس اور خزرج کی عورتیں کہتی تھیں۔ اور میں نے کہا: اے غریب! جو تو اجنبی شہر میں فوت ہوا ہے۔ میں نے پاک نبی کریمؐ سے رونے کی اجازت چاہی تو آپ نے مجھے آہ وبکاہ کی اجازت دے رکھی تھی اور جو خواتین اس ماتم داری میں شریک تھیں ان کے کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔''

استیعاب، کنز العمال، صحیح البخاری، عمدۃ البخاری شرح صحیح البخاری

وروى يحيى بن سعيد القطان عن سفيان عن حبيب بن أبي ثابت عن أبي وائل، قال: بلغ عمر بن الخطاب أن نسوة من نساء بني المغيرة اجتمعن في دار يبيكن على خالد بن الوليد، فقال عمر: وما عليهن أن يبكين أبا سليمان ما لم يكن نقع أو لقلقة.

وذكر محمد بن سلام قال: لم تبق امرأة من

بني المغيرة إلا وضعت لمتها على قبر خالد
بن الوليد، يقول: حلقت رأسها.

''ابی وائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو یہ خبر دی گئی کہ بنومغیرہ کی خواتین ایک گھر میں جمع ہیں اور خالد بن ولید پر گریہ وماتم کررہی ہیں۔ جناب عمرؓ نے کہا: ان کو ابا سلیمان پر گریہ کرنے سے نہ روکیں جب تک سر پر مٹی نہ ڈالیں اور بلند آواز سے آہ وبکاء (غیر فطری عمل نہ کریں) چونکہ یہ مضر نہیں ہے (جاہلیت والا عمل نہ کرائیں)۔ جناب محمد بن سلام کہتے کہ بنی مغیرہ کے تمام خواتیں خالد بن ولید کی قبر پر سر کے بال تراشے اور (ماتم کیا)۔''

مجمع الزوائد

وعن أم سلمة أنها قالت : يا رسول الله إن نساء بني مخزوم قد أقمن مأتمهن على الوليد بن الوليد بن المغيرة فأذن لها فقالت وهي تبكيه : أبكي الوليد بن [الوليد بن] المغيرة . . . أبكي الوليد بن الوليد أخا العشيرة.

''حضرت ام سلمہ ام المومنین فرماتی ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہؐ بنی مخزوم کی خواتین ولید بن ولید بن المغیر ہ پر ماتم کے لیے سوگواری پر جمع ہیں۔ پس اجازت دی اور وہ کہتی ہیں کہ خواتین ولید ابن ولید پر گریہ کیا تو میں نے ولید بن ولید پر ان کی برادری کے ساتھ گریہ کیا۔''

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری

عن محمد بن سلام قال لم تبق امرأة من نساء بني المغيرة إلا وضعت لمتها على قبر خالد أي حلقن رأسها وشققن الجيوب ولطمن الخدود وأطعمن الطعام ما نهاهن عمر.

''محمد بن سلام سے روایت ہے کہ بنی المغیرہ کی تمام خواتین نے جب خالد کو قبر میں رکھا تو انہوں نے سر کے بال کاٹے، کپڑے پھاڑے اور رخسار پیٹے اور ان کو کھانا کھلایا لیکن حضرت عمرؓ نے ان کو نہیں روکا۔''

حوالہ جات

(۱) کنز العمال باب الموت النیاحہ جلد:۱۵، صفحہ:۱۱۳۰۔

(۲) مدارج النبوت جلد:۲، صفحہ:۹۴۰۔ باب (حضرت خالد بن ولید۔

(۳) طبقات ابن سعد جلد:۴، صفحہ:۱۳۳۔

(۴) استیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابن عبد البر یاب ولید بن ولید جلد:۱ صفحہ:۱۲۸۔

(۵) مجمع الزوائد صفحہ:۱۰۳، جلد:۳، باب المیت فیما یقال فی المیت مما فیہ۔

(۶) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری باب الجنائزہ ما یکرہ من النیاۃ للمیت جلد:۱۲، صفحہ:۳۰۹۔

(۷) سنن البیہقی کتاب الجنائزہ صفحہ:۴۱۹، جلد:۲، عمدۃ القاری جلد:۱۲، صفحہ:۳۰۷۔

امام احمد بن حنبل پر ماتم

امام احمد بن حنبل کا اہلِ سنت کے ہاں بلند مقام اور مرتبہ ہے۔ وہ محدث کے علاوہ فقہ کے امام بھی تھے اور ان کا شمار چار مذاہب کے ائمہ میں سے ہے۔ ان کی خدمات اسلام کے لیے نمایاں ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے بے بہا احادیث کا خزانہ بھی جمع کیا تھا، آج ان کے مقلدین کی عرب وعجم میں کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ ان کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ ہر مکتبِ فکر کے لوگ اور علماء ان سے استفادہ کرتے تھے اور ان کی علمی شخصیت سے متاثر تھے لہٰذا ان کی علمی خدمات سے امت مسلمہ کو بہت فائدہ ہوا تھا۔

یہ حسنِ اتفاق کے علاوہ حسنِ اخلاق بھی ہے کہ ان سے جو لوگ علمی استفادہ کرتے تھے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور اپنے اپنے طریقہ کار کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔ جنازہ پڑھا یہاں تک کہ مسلمان علماء کے ساتھ اہل یہود، نصاریٰ، اور مجوسی بھی جنازہ میں موجود تھے۔ امام احمد بن حنبل کے غم اور جدائی میں ماتم اور نوحہ کا اہتمام کیا تھا، تاکہ ایک عظیم عالم کی وفات پر ان کی تعزیت اور غم میں شرکت ہو سکے۔

تاریخ البغداد

وسمعت الوركاني يقول يوم مات احمد بن حنبل وقع المأتم والنوح في أربعة أصناف من الناس المسلمين واليهود والنصارى والمجوس جلد(۴) صفحہ(۴۲۲) باب احمد بن محمد بن حنبل

"جب امام احمد بن حنبل فوت ہوئے تو چار مکاتب فکر اہل اسلام، یہود، نصاریٰ اور مجوسی نے ان پر ماتم اور نوحہ کیا تھا۔"

حَمنہ بنت جحش کا شوہر کی شہادت پر چیخیں مار کر رونا

حضرت حمنہ ہاشمی خاتون تھیں۔ غزوہ اُحد میں پاک نبی کریمؐ کے خاندان کو بھی

بہت مصائب اُٹھانے پڑے ان میں حمنہ بنت جحش بھی تھی ۔جس کا ایک بھائی، ماموں اور شوہر شہید ہوئے۔آپ صبر اور ضبط کا ایک پہاڑ تھیں ہر شہید کی خبر پر کلمہ استر جاء پڑتی جاتی تھیں، لیکن ایک مرحلہ آیا جہاں عقل جواب دے گئی اور شوہر کی شہادت پر صبر اور ضبط کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور چیخیں مار کر پاک نبی کریم کی موجوگی میں رونا شروع کیا۔آپ (پیغمبر اسلام) نے اس کے اس عمل کو یوں تعبیر کیا کہ عورت کا بھی ایک دل اور صبر ہے۔اس سے آگے جب اس کے مصائب بڑھ جائیں تو پھر صبر اور ہوش میں ہونا مشکل ہو جاتا ہے شدید صدمہ میں صبر نہیں ہوتا۔

قانون اور حکمِ استنباط

- حمنہ ایک صابر اور ضبط کرنے والی خاتون تھی۔
- بھائی اور ماموں کی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر صبر کیا اور آنسو نہ بہائے۔
- حمنہ نے جس وقت اپنے شوہر مصعب بن عمیر کی خبر شہادت سنی تو پاک نبیؐ کی موجودگی میں ڈھاڑیں اور چیخیں مار کر گریہ کیا۔
- پاک نبی کریمؐ نے اس گریہ کو سماعت کیا اور اس کو بے صبری قرار نہیں دیا۔
- پاک نبی کریمؐ نے گریہ اور آہ وبکاء کو شوہر کی انتہائی محبت کا مقام دیا
- اگر یہ گریہ چیخ و پکار شریعت میں ممنون ہوتی تو آپ اس خاتون کو روک لیتے۔
- اگر گریہ جائز نہ ہوتا تو آپ اس کے عمل کے بعد اس کو ایسا کرنے کی آئندہ تنبیہ کرتے۔
- آپؐ نے حمنہ کے اس فعل پر تعریف کی۔
- تقریر نبی شریعت میں حجت ہے، لہذا حمنہ کا فعل شریعت میں جائز تھا۔

سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف، السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلابي

قال ابْنُ إسْحَاقَ : ثُمّ انْصَرَفَ رَسُولُ

اللہصَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ ، فَلَقِيَتْهُ حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ ، كَمَا ذُكِرَ لِي ، فَلَمَّا لَقِيَتْ النَّاسَ نُعِيَ إِلَيْهَا أَخُوهَا عَبْدُ اللہبْنُ جَحْشٍ ، فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ ثُمَّ نُعِيَ لَهَا خَالُهَا حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ ثُمَّ نُعِيَ لَهَا زَوْجُهَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، فَصَاحَتْ وَوَلْوَلَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ زَوْجَ الْمَرْأَةِ مِنْهَا لَبِمَكَانٍ لِمَا رَأَى مِنْ تَثَبُّتِهَا عِنْدَ أَخِيهَا وَخَالِهَا ، وَصِيَاحِهَا عَلَى زَوْجِهَا.

''ابنِ اسحق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہؐ مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو آپ سے حمنہ بنت جحش ملی۔ لوگوں نے انھیں ان کے بھائی عبداللہ کی خبر مرگ سنائی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد انھیں ان کے ماموں حمزہؓ کی خبر سنائی گئی تو بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے شوہر مصعب بن عمیر کی وفات کی خبر ملی تو رونا چیخنا شروع کیا۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: عورت کے نزدیک شوہر کا دراصل مقام ہوتا ہے کیونکہ حمنہ بھائی اور ماموں کی خبر پر تو ضبط کر گئیں، مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔''

سنن ابن ماجه

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّد بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوكِ. فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللهُ وَإِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا قُتِلَ زَوْجُكِ. قَالَتْ وَاحُزْنَاهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةً مَا هِيَ لِشَيْءٍ

''حمنہ بنت جحش کو لوگوں نے اُن کے بھائی عبداللہ کی خبر مرگ سنائی تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت کی (اس کے بعد انھیں ان کے ماموں حمزہؓ کی خبر سنائی گئی تو بھی تو انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر دعائے مغفرت کی) پھر ان کے شوہر مصعب بن عمیر کی شہادت کی خبر ملی تو رونا چیخنا شروع کیا۔اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: عورت کے نزدیک شوہر کا دراصل مقام ہوتا ہے۔''

حوالہ جات

(۱) سیرت ابن ہشام باب (غزوہ احد) جلد:۳، صفحہ:۹۸۔
(۲) تاریخ طبری باب غزوہ احد جلد:۱، صفحہ:۴۸۱۔
(۳) تاریخ الکامل باب غزوہ احد صفحہ:۲۹۸، جلد:۱۔
(۴) تاریخ البدایہ والنہایہ باب غزوہ احد الصلوۃ حمزہ جلد:۴، صفحہ:۴۶۔
(۵) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب:۵۳ باب مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّت:۲۔
(۶) سنن البیہقی کتاب الجنائز جلد:۳، صفحہ:۳۸۶۔
(۷) الروض الانف غزوہ احد جلد:۲، صفحہ:۲۸۵۔
(۸) السیرۃ النبویۃ تألیف الدکتور: علي محمد محمد الصلابي باب غزوہ احد جلد:۳، صفحہ:۱۹۳۔

باب پانزدهم

سیدہ زینبؑ بنت فاطمہؑ زہراءؑ کا اضطراب اور ماتم

سرزمینِ کربلا پر

کوفہ کے مسلمانوں نے امام عالی مقام سے استدعا کی تھی کہ ہماری دینی راہنمائی کے لیے کوفہ تشریف لائیں تا کہ ہم دینی معاملات میں آپؑ سے استفادہ کر سکیں، جب کہ ملک شام میں حکومت بدل چکی۔ امام علیہ السلام کے پاس کثرت سے خطوط اور وفود مل چکے تھے۔ آپ نے لوگوں کی اس استدعا کے مطابق اپنے سفیر حضرت امیر مسلمؓ کو ارسال کر دیا تھا کہ وہ جائزہ لے کر رپورٹ کریں ابتدائی رپورٹ تسلی بخش تھی اور حضرت امیر مسلمؓ نے حالات کی نشاندہی ٹھیک کی تھی، لیکن اس اثنا میں حکومت شام نے اپنے نئے گورنر ابنِ زیاد کا تقرر کر دیا جو اپنے سخت گیر اور ظالم ہونے میں شہرت رکھتا تھا۔ امام عالی مقام مکہ ترک کر کے کوفہ کی جانب روانہ ہو چکے تھے مگر تازہ خبر اور حالات سے باخبری کے عالم میں دو (۲) محرم کو مقامِ کربلا پہنچ گئے اور آپؑ کے قافلے کا استقبال جنرل حرؓ نے کیا تھا اور کوفہ کی جانب داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ بالآخر امام عالی مقام کو صورت کی آگاہی اور سفیر امیر مسلمؓ کی شہادت سے تمام حالات کا بخوبی علم ہو گیا تھا اور نانا کی وہ پیشین گوئی یاد آ گئی اور وقت شہادت اور مقام شہادت کی سرزمین یہی ہے جہاں ریت خونِ حسینؑ سے رنگین ہو گی۔

تمثیل اور جوازیت ماتم

حضرت سارہؑ زوجۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فرشتوں کا کلام اور یہ خوش خبری سنی کہ وہ بچہ جننے والی ہے وہ ازروئے تعجب وحیرت سے کہنے لگی: یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ایک بوڑھی عورت جب کہ یائسہ ہو چکی ہے تو پھر ایک بچہ جنے گی، چونکہ یہ ایک امر توقع میں نہیں تھا لہذا مقام حیرت سے کہنے لگی: جسے حافظ ابنِ کثیر نے بیان کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

وقوله: [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ] أي: في

صرخة عظيمة ورنة، قاله ابن عباس، ومجاهد، وعكرمة، وأبو صالح، والضحاك، وزيد بن أسلم والثوري والسدي وهي قولها: [يَا وَيْلَتَا] [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا]أي: ضربت بيدها على جبينها، قاله مجاهد وابن سابط.وقال ابنُ عباس: لطمت، أي تعجبا كما تتعجب النساء من الأمر الغريب، [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] أي: كيف ألد وأنا عجوز [عقيم]، وقد كنتُ في حال الصبا عقيما لا أحبل؟.

"[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ]صرۃ کا مطلب ایک بڑی چیخ وپکار کرنا۔[فَصَكَّتْ وَجْهَهَا]اور اپنے منہ پر دو ھتھڑ مار کر ایسی عجیب وغریب خبر کو سن کر حیرت کے ساتھ کہنے لگیں کہ جوانی میں تو میں بانجھ رہی۔ اب میاں بیوی دونوں پورے بوڑھے ہو گئے تو مجھے حمل ٹھہرے گا؟ اس صاحب مفسر نے لفظ صرۃ کا معنی بڑی چیخ وپکار لیا ہے اور لفظ فصکت کا ضربت اور ابن عباس کے مطابق لطمت منہ پر تھپڑ کے لیے ہیں۔"

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور خاندان کی دوسری خواتین کو اس حد تک امت محمدیؐ سے توقع نہیں تھی کہ وہ کرب وبلا کے مقام پر آ کر پاک نبی اکرمؐ کی اولاد پر یہ عظیم ظلم ڈھائیں گے، لہذا ہر لحہ اور ہر مقام ان کے لیے مقامِ حیرت اور کرب تھا۔ اس پر وہ سنت حضرت سارہ کی طرح اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے اپنے منہ اور جسم کو پیٹیں یہ ویسے ہی ہے کہ جب انسان جب اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے تو پھر ایسا ممکن ہے جو سیدہ زینب

علیہا السلام سے بھی سرزمینِ کربلا میں ہوئے تھے۔ چونکہ وہ اس اجنبی سرزمین پر امت کی مہمان تھے۔ امت مسلمہ ان کی میزبان تھی۔

مماثلت

- حضرت سارہؑ نبی ابراھیمؑ کی زوجہ اور ایک نبی اسماعیلؑ کی ماں ہے۔ حضرت زینبؑ پاک نبیؐ کی بیٹی (نواسی) ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ زہراء سلام علیہا کی بیٹی اور امام حسن اور امام حسین سلام علیہاالسلام کی بہن ہے۔
- حضرت سارہؑ دین ابراھیمؑ کی مفسرہ ہیں اور حضرت زینبؑ دینِ پیغمبر اسلام کی مفسرہ ہیں۔
- حضرت بی بی سارہؑ عالمہ، حافظہ اور معصوم نبیوں کی زوجہ اور ماں ہیں اور حضرت بی بی زینبؑ عالمہ، حافظہ اور معصوم نبی کریم، فاطمہ زہراؑء، علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی بیٹی ہیں۔
- بیٹے کی پیدائش خوش خبری تھی لیکن عمر پیرانی کی بنا پر حیرت تھی لہذا حضرت بی بی سارہؑ نے خود کو پیٹ لیا سیدہ زینبؑ تو لحہ بہ لحہ موت کو قریب سے ملاحظہ کر رہی تھی جب بھائی اور اولاد کے ساتھ جانثاروں کی شہادت یقینی ہوگئی تو خود کو قابو میں نہ رکھ سکی تو منہ اور جسم کو پیٹ لیا۔

تمثیل

سیدہ زینبؑ اور اہلِ بیتؑ اطہار کی دیگر خواتین عاشور سے قبل اور افواج کی مڈبھیڑ سے یہ جان چکی تھیں جنگ یقینی ہے۔ دشمن اسلام حتمی جنگ کے لیے فیصلہ کر چکا ہے۔ ہر طرف خوف ہی خوف ہے۔ آئندہ کے لیے نسلیں ختم ہونے والی ہیں اور فاطمہ زہراؑء کی بہو و بیٹیاں قیدی بن جانے والی ہیں تو اس خوف سے خود پر قابو میں نہ رکھ کر منہ اور جسم کو پیٹ لیا تھا۔ ان کے مقابل پاک نبی کریمؐ کی ازواج کی صورت مختلف تھی لیکن پاک نبیؐ کی رحلت ان کی برداشت سے باہر تھی لہذا خود کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے چہرے اور سینہ کو

پیٹ لیا گیا تھا

قانون

- انسان جب ہوش وحواس کھو جائے تو قانون قدرت کے قلم کی سے تبدیلی آ جاتی ہے۔
- قانون اختیاری صورت میں حرکت میں آتا ہے۔ اضطراری صورت میں اختیار سلب ہوجاتا ہے۔
- خوف اور جبر قانون کی زبان سے محفوظ ہے۔ اس پر کوئی فیصلہ مرتب نہیں ہوتا۔
- حضرت بی بی سارہؑ اور پاک نبی کریمؐ کی ازواج دین کی مفسرہ اور امت کے لیے نمونہ ہیں۔ ان سے بے دین عمل ہونا ممکن نہیں، لہٰذا خود کو بے قابو ہو کر پیٹ لینا مقام اضطرار بھی تھا اور عمل جائز بھی تھا اور صحابہ کرام بھی پاک نبیؐ کی رحلت کو برداشت نہ کر سکے۔ وہ بھی اس موقعہ پر ہوش وحواس کھو بیٹھے تھے۔ اس طرح کربلا میں سیدہ فاطمہ زہراؑ کی بہو و بیٹیاں بھی دین سے باخبر تھیں لیکن مقام خوف اور اضطرار تھا جہاں عمل ناپسندیدہ بھی رخصت اور مباح کے تابع ہوجاتا ہے۔

متن روایات

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ

قال: ثم إن عمر بن سعد نادى: يا خيل الله اركبي وأبشري. فركب في الناس، ثم زحف نحوهم بعد صلاة العصر، وحسين جالس أمام بيته محتبياً بسيفه، إذ خفق برأسه على ركبتيهوسمعت أخته زينب الصيحة فدنت من أخيها، فقالت: يا أخي، أما تسمع الأصوات قد اقتربت! قال: فرفع

الحسين رأسه فقال: إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال لي: إنك تروح إلينا؛ فلطمت أخته وجهها

''ابنِ سعد نے آواز بلند کی اور کہا: افواجِ خدا سوار ہوجاؤ اور خوش ہوجاؤ نمازِ عصر کے بعد اپنے لوگوں کو لے کر سوار ہوا اور ان لوگوں پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمے کے سامنے اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھٹنے بلند تھے اور تلوار پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ امام عالی مقام کی بہن (زینبؑ) نے جب گھوڑوں کے ٹاپوں کے شور کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں اور عرض کیا: بھائی کچھ آپ نے قریب سے آوازیں سنی امام نے زانو سے سر اُٹھایا اور کہا: میں نے جناب (نانا رسول اللہؐ) کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے فرماتے ہیں: تم ہمارے پاس جلد آ جاؤ گے۔ بہن نے جب یہ سنا تو منہ پیٹ لیا۔''

حوالہ جات

(۱) تاریخ طبری سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۶۷، جلد: ۵۔
(۲) تاریخ الکامل۔ سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۱۴۸، جلد: ۳۔
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا جلد: ۸، ص ۱۷۶۔

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا ماتم

کربلا کی دھرتی پر ماہ محرم کے آغاز سے روز بروز افواج کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایک وقت آیا کہ افواج اوران کے گھوڑے حسینی خیموں تک پہنچ گے اور گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں پردہ نشین خواتین تک آ پہنچیں منظر ایسا تھا کہ ہر جانب مٹی اور ریت کے غبار نے گھیر لیا تو پھر پردہ نشین خواتین کا غم اور اضطراب بڑھ گیا اور چیخ وپکار کی آوازیں آسمان کی جانب بڑھنے لگیں۔

کتب متن

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنہایہ، تاریخ یعقوبی

قالت: بأبي أنت وأمي يا أبا عبد الله! استقتلت نفسي فداك؛ فرد غصته، وترقرقت عيناه، وقال: لو ترك القطا ليلاً لنام؛ قالت: يا ويلتي، أفتغضب نفسك اغتصاباً، فذلك أقرح لقلبي، وأشد على نفسي! ولطمت وجهها، وأهوت إلى جيبها وشقته، وخرت مغشياً عليها، فقام إليها الحسين فصب على وجهها الماءبقدرته

''بہن زینبؑ نے کہا: (بھائی امام عالی مقام امام حسینؑ) یا عبداللہ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں، تم نے قتل ہونا گوارہ کرلیا۔ یہ سن کر آپ نے طبیعت کو سنبھالا اور آنکھوں میں آنسو پھر لائے اور کہا: موت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کہا: ہائے بھائی! کیا

آپ کو مجبور کر کے قتل کریں گے؟ اس سے تو میرا دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ اور میرے دل میں سخت قلق گذر رہا ہے۔ یہ کہہ کر منہ کو پیٹا۔ گریبان کو چاک کیا اور غش کھا کر گر پڑیں۔ اور آپ کھڑے ہو کر ان کے پاس جا کر ان کے چہرے پر پانی چھڑکا۔"

تاریخ یعقوبی

ففهمت ما قال: وعرفت ما أراد، وخنقتني عبرتي، ورددت دمعي، وعرفت أن البلاء قد نزل بنا، فأما عمتي زينب، فإنها لما سمعت ما سمعت، والنساء من شأنهن الرقة والجزع، لم تملك إن وثبت تجر ثوبها حاسرة، وهي تقول: ووا ثكلاه! ليت الموت أعدمني الحياة اليوم! ماتت فاطمة وعلي والحسن بن علي أخي، فنظر إليها فردد غصته، ثم قال: يا أختي اتقي الله، فإن الموت نازل لا محالة! فلطمت وجهها، وشقت جيبها، وخرت مغشياً عليها، وصاحت: واويلاه! واثكلاه! فتقدم إليها، فصب على وجهها الماء،

خلاصہ کلام و ترجمہ تاریخ طبری ایضا۔

کتب حوالہ جات اہلِ سنت

(۱) تاریخ طبری سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۷۰، جلد: ۵۔
(۲) تاریخ الکامل۔ سن اکسٹھ ۶۱ ہجری واقعہ کربلا صفحہ: ۱۲۹، جلد: ۳۔
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ سن اکسٹھ (۶۱) ہجری واقعہ کربلا جلد (۸) صفحہ: ۱۷۷۔
(۴) تاریخ یعقوبی جلد: ۲، واقعات کربلا۔ صفحہ: ۲۴۴ باب مقتل الحسین بن علی۔

پیغمبرؐ کی بیٹیوں کا لاشۂ حسینؑ پر ماتم

کربلا کی زمین جب امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد اور صحابہ کرام کے خون سے رنگین ہوگئی تو افواج یزید نے دو دن ابن زیاد کے جواب کے انتظار میں قیام کیا۔ جب کاروائی مکمل ہوئی تو پیغمبرؐ کی اولاد، بہو، بیٹیاں سمیت قیدی بنا لیے گے۔ عمر بن سعد نے روانگی کے وقت ان قیدیوں کو مقتل گاہ سے گذارا، تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یزیدی افواج نے کیا کیا کارنامے کیے ہیں۔ جب یہ قافلہ مقتل گاہ سے گزر رہا تھا ان کی نظریں عریان لاشوں پر پڑیں۔ تو صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو پھر منہ اور سر پیٹ لیے اور کہا اے نانا جان! یہ آپؐ کی امت کی کارنامے ہیں۔ آپ کا بیٹا گرم ریت پر حالت عریانی میں پڑا ہے اور جسم سلامت نہیں ہے اور آپ کے بیٹے اور بیٹیاں امت کے ہاتھوں قیدی ہیں۔ یہ ہمارا حال ہے۔ اے نانا جان! ہم قیدی آپؐ کو کربلا کے حال کی خبر دیتے جا رہے ہیں، اور منزل نا معلوم ہے۔

تاریخ الکامل، تاریخ طبری، تاریخ البدایہ والنہایہ

، فأقام عمر بعد قتله يومين ثم ارتحل إلى الكوفة وحمل معه بنات الحسين وأخواته ومن كان معه من الصبيان، وعلي بن الحسين مريض، فاجتازوا بهم على الحسين وأصحابه صرعى، فصاح النساء ولطمن خدودهن، وصاحت زينب أخته: يا محمداه صلى عليك ملائكة السماء! هذا الحسين بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء،

وبناتك سبايا، وذريتك مقتلة تسفي عليها الصبا! فأبكت كل عدو وصديق

''امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد عمر بن سعد نے دو دن کربلا میں قیام کیا اور پھر کوفہ کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ امام پاک کی بنات اور بہنوں کے علاوہ بچے ساتھ تھے۔ آپؑ کے صاحبزادے علی بن حسینؑ بیمار تھے۔ جب انہوں نے امام حسینؑ اور ان کے صحابہ کے لاشوں سے گزر کیا تو خواتین نے چیخیں ماریں اور انہوں نے اپنے رخسار پیٹے۔ تو جناب زینبؑ آپؑ کی بہن نے چیختے ہوئے کہا: واہ محمداہ ملائکہ نے آپؐ پر صلوت پڑھی، جب کہ یہ حسینؑ ہے اب ان کی لاش عریان پڑی ہے۔ ان کے خون سے ریت رنگین ہے، اعضاء منقطع ہیں، اے پیغمبرؐ آپؐ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔ اور اولاد قتل ہو چکی ہے۔ بربریت کی انتہاء ہوگئی ہے۔ اس فریاد پر دوست اور دشمن سب نے گریہ کیا۔''

تاریخ طبری

قال أبو مخنف: فحدثني أبو زهير العبسي، عن قرة بن قيس التميمي، قال: نظرت إلى تلك النسوة لما مررن بحسين وأهله وولده صحن ولطمن وجوههن. قال: فاعترضتهن على فرس، فما رأيت منظراً من نسوة قط كان أحسن من منظر رأيته منهن ذلك اليوم، والله لهن أحسن من مها يبرين. قال: فما نسيت من الأشياء لا أنس قول زينب

ابنة فاطمة حين مرت بأخيها الحسين صريعاً وهي تقول: يا محمداه، يا محمداه! صلى عليك ملائكة السماء، هذا الحسين بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء، يا محمداه! وبناتك سبايا، وذريتك مقتلة، تسفي عليها الصبا. قال: فأبكت والله كل عدو وصديق؛

نوٹ: ترجمہ اور خلاصہ تاریخ کامل میں تحریر ہوا ہے۔

حوالہ جات کتب اہلِ سنت

(۱) تاریخ طبری واقعات اکسٹھ ۶۱ ہجری صفحہ:۲۸۷، جلد:۵۔

(۲) تاریخ الکامل ابن اثیر واقعات اکسٹھ ۶۱ ہجری صفحہ:۳۲، جلد:۳۔

(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر صفحہ:۹۳، جلد:۸۔۸!۱۹۲۔

قال ولما بلغ اھل المدینۃ مقتل الحسین
بکی علیه نساء بنی ھاشم
''جب مدینہ میں امام عالی مقام کی قتل کی خبر پہنچی تو مستورات بنی
ہاشم نے اس پر گریہ کیا۔''

بنوامیہ کی خواتین کا دمشق میں امام عالی مقام کا نوحہ خوانی اور ماتم کرنا

شام کی عوام کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تھا کہ عرب میں چند قبائل ایسے ہیں کہ جو دمشق کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، لہذا وہ حکومتی عمل داری کو قبول نہیں کر رہے تو اب ضروری ہو گیا ہے کہ ان کو باغی قرار دے کر ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے اور عرب میں جو بھی دمشق کے حکومت کے خلاف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا ان کو نشانِ عبرت بنا دیا جاتا تھا

شام کی حکومت کو کوفہ کے لوگوں کے خلاف شکایت اور ناراضگی

کوفہ کے لوگوں سے حکومت کو یہ شکایت تھی کہ وہ دمشق کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ اس کی وجہ بھی عیاں تھی۔ معاہدہ امیر شام اور امام حسن علیہ السلام میں ایک نقطہ یہ بھی تھا کہ امیر شام کی وفات کے بعد عوام جسے چاہیں گے اپنا امیر حکومت بنا لیں گے۔ اس کا علم شام کے لوگوں کو تھا اور اس کے خلاف عرب کی سرزمین پر ردعمل کے بارے میں بھی شام کے سیاست دانوں کو علم تھا۔ الغرض بغاوت عام ہو گئی تو مدینہ میں امام حسین علیہ السلام انکار کرنے والوں سے حکومت میں پیش پیش تھے ایک وقت آیا کہ کربلا کی زمین خون سے رنگین ہو گئی تھی۔ عبیداللہ بن زیاد کی سربراہی میں پیغمبر اسلام کی بہو، بیٹیاں اور بچوں کا قیدی بنا کر قافلۂ حسینی کو حضرت امام زین العابدینؑ کی قیادت میں دمشق کی جانب روانہ کیا گیا تھا۔

شام میں جشن

شام میں ایک جشن کا سماں تھا اور ہر ایک کو کھلے عام اجازت دے رکھی تھی کہ

حکومت کی شان اور کارکردگی اپنی آنکھوں سے دیکھے کہ جو بھی حکومت دمشق سے ٹکرائے گا ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حکومت کے خلاف ہر قسم کی بغاوت کو کچل ڈالا ہے لہذا قیدیوں کو دارالحکومت میں سرے بازار دیکھا جائے۔

شام میں معصوم خواتین کو دھوکا

عرب کی خواتین کو اقتدار حکومت سے دور اور حساس معاملات سے بے خبر رکھا جاتا تھا کہ کون کیا ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس لحاظ سے شام کی خواتین کو کیا معلوم کہ باغی لوگ کون ہیں؟ جن کا آج دارالحکومت میں پتھروں اور نفرتوں سے استقبال کیا جائے گا۔ جب پوشیدہ راز خطبات ابنِ حسینؑ اور سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم علیہم السلام سے کھل گئے۔ امام عالی مقام کے بیٹے اور بہنوں نے ہزاروں افراد کو دارالحکومت میں نمائش کراتے وقت جب یہ تعارف کرایا کہ ہم اولادِ مصطفیٰ، علی اور فاطمہ علیہم السلام سے ہیں۔ تو پھر کیا تھا بادشاہ شام سے اپنے اور پرائے سب حیران اور پریشان ہوگئے۔ بجائے امیرِ شام سے اس واقعہ کی بنا پر محبت اور شاباش دینے کے نفرت اور ناراضگی کرنے لگے۔

شام کی خواتین کو پاک نبی کریم ﷺ کے گھرانے سے جو محبت تھی اس کا اظہار اور افسوس کرنے لگیں۔

شام کی خواتین پر جب یہ راز کھل گیا کہ یہ قیدی باغی نہیں بلکہ پاک نبی کریمؐ کی اولاد ہیں تو پھر کیا تھا ان کی ملاقات اور محبت کا تانتا بندھ گیا، افسوس اور غم امام عالی مقامؑ کا سیدہ زینبؑ، سیدہ ام کلثومؑ سے کرنے لگیں اور ایک سماں بندھ گیا کہ شہر شام میں اُموی خاندان کی خواتین سمیت ہر جانب آہ و بکاء کے ساتھ نوحہ پڑھتی ہوئیں پیغمبرؐ کی بیٹیوں کے ساتھ ماتم داری میں شامل ہوگئیں۔

متن کتب

تاریخ البدایہ والنہایہ (۸۱) ۱۹۵

ثم امر يزيد النعمان بن بشير أن يبعث

معهم إلى المدينة رجلا أمينا معه رجال
وخيل ويكون على بن الحسين معهن ثم
أنزل النساء عند حريمه فى دار الخلافة
فاستقبلهن نساء آل معاوية يبكين وينحن
على الحسين ثم أقمن المناحة ثلاثة أيام

''یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ تمہاری قیادت میں ان سب کو مدینہ منورہ لے جایا جائے۔ان کے ساتھ ایک امین شخص اور سواریاں بھی ساتھ ارسال کی جائیں۔البتہ ان کے بچے ،خواتین اور علی بن الحسینؓ بھی ان کے ساتھ ہوں۔اس کے بعد ان کو دارالحکومت میں محفوظ جگہ میں رکھا جائے۔''

بنی اُموی کی عورتیں ان کے پاس آئیں اور انہوں نے ان خواتین سے مل کو امام حسینؓ پر گریہ اور نوحہ خوانی کی اور تین دن تک ماتم داری کرتی رہیں۔اور پھر یہ قافلہ مدینہ کے لیے روانہ ہو گیا۔

تاریخ طبری

ثم أخرجن فأدخلن دار يزيد بن معاوية،
فلم تبق امرأة من آل يزيد إلا أتتهن،
وأقمن المأتم ،

''جب سب لوگ نکلے اور یزید بن معاویہ کے گھر میں گئے تو آل یزید میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسینؓ کے لیے روتی ہوئی اور نوحہ وزاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی۔غرض سب نے صفِ ماتم وہاں بچھائی۔''

تاریخ کامل

ثم أخرجن وأدخلن دور يزيد، فلم تبق

امرأة من آل يزيد إلا أتتهن وأقمن المأتم

''جب سب لوگ نکلے اور یزید بن معاویہ کے گھر میں گئے تو آلِ یزید میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسینؑ کے لیے روتی ہوئی اور نوحہ وزاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو، الغرض سب نے صف ماتم وہاں بچھائی۔''

حوالہ جات

(۱) تاریخ البدایہ والنہایہ:۸،۱۹۵۔۵۔

(۲) .طبری جلد:۵،صفحہ:۲۹۱۔مترجم صفحہ:۳۰۸۔

(۳) تاریخ الکامل جلد:۲،صفحہ:۱۸۰ واقعات اکسٹھ ھجری۔

بنو ہاشم کا امام حسینؑ پر گریہ اور ماتم امویوں کی خوشیاں

پاک نبی اکرمؐ کا خاندان جب مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تھا تو قافلہ بچوں اور خواتین کے علاوہ مردوں کے ایک جم غفیر پر مشتمل تھا۔ چند ماہ مکہ کے قیام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں جو قافلہ مدینہ سے چلا تھا یہ قافلہ خالصتاً ہاشمی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قافلہ مکہ سے حج کا احرام اُتار کر کوفہ کی جانب اس نیت سے روانہ ہوا تا کہ امن کی یہ جگہ خون وخرابہ سے بچ جائے اور پاک نبیؐ کے دین کی تبلیغ بہتر طور پر ہو سکے اور جہاں کہیں رخنہ پیدا ہو چکا ہے اسے دور کیا جا سکے۔ مکہ سے خالی ہاتھ، کم سواریوں اور سامان خورد ونوش کی قلت کے ساتھ روانگی ہوئی تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ کوفہ میں یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ کے ہاں قضاوقدر میں جو لکھا جا چکا تھا اور جس کی پیشنگوئی پاک نبی کریمؐ کر چکے تھے ویسا ہی امر واقعہ ہونا تھا۔ ایک وقت آیا کہ کربلا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو جلا ملی اور وہ تازہ رزق سے توانائی لینے لگا، لیکن مصطفیٰ اور مرتضیٰ کا خاندان دشمن کے نیزوں کی خوراک بن گیا۔ اختتام روز عاشور اس قافلہ کا کوئی جوان مرد باقی نہ تھا، بجز ایک بیمار، چند خواتین اور چند بچوں کے ایک ضعیف قافلہ جن کی حالت دیکھنے کے لائق نہ تھی۔ سفر جاری رہا۔ یزید کا دربار، اجنبیوں کا ہجوم مگر نبی کا کلمہ پڑھنے کا دعوی کرنے والے ہر طرح سے محفوظ اور قیدیوں کو دیکھ دیکھ کر مسرور ہو رہے تھے۔ انعام و اکرام کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر لاف زنی کرتا اور اپنی بہادری پر قہقہ لگاتے ہوئے انعام اور اکرام کا مستحق ٹھہراتا تھا۔ طرفہ تماشہ کہ منہ سے کلمہ توحید ورسالت بھی جاری تھا اور ناطق قرآن، وارث توحید ورسالت کی توہین پر جشن بھی منایا جا رہا تھا۔ الغرض مردوں کی ایک غالب تعداد پر مشتمل جو قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تھا کچھ عرصہ بعد بے سروسامانی کی حالت میں خواتین کی اکثریت پر مشتمل مدینہ واپس پہنچا۔ جس کے استقبال کے لیے شہر

مدینہ کو خوب سج دھج سے آراستہ کیا گیا تھا۔ ہر طرف دمشق کے نمائندے نے پکار کروائی تا کہ ہر انسان اس کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرے۔ دوسری جانب بنو ہاشم کے چند افراد جو کسی وجہ سے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکے تھے اور مدینہ میں ہی رہ جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے سے بچ رہے یا یوں کہیے کہ کربلا کی زمین کی خوراک نہ بن پائے وہ قافلے کا استقبال ماتم اور نوحہ خوانی سے کر رہے تھے۔ ایک طرف واہ حسینا! واہ محمدا! کے نام سے گریہ اور نوحہ کیا جا رہا تھا اور دوسری جانب حکومتی کارندے شہر مدینہ میں فتح کی خوشیاں منا رہے تھے۔

متن عبارات

تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر

ثم كتب ابن زياد إلى عمرو بن سعيد أمير الحرمين يبشره بمقتل الحسين فأمر مناديا فنادى بذلك فلما سمع نساء بنى هاشم ارتفعت أصواتهن بالبكاء والنوح فجعل عمرو بن سعيد يقول هذا ببكاء نساء عثمان بن عفان.

''ابن زیاد نے امام مظلوم کی شہادت کی خبر خادم الحرمین عمر بن سعید کو بھیجی۔ اس نے منادی کو حکم دیا کہ اس خوش خبری کے ساتھ مدینہ میں ندا دے۔ جب یہ خبر مستورات بنی ھاشم نے سنی تو انہوں نے آنجناب پر بلند آواز سے نوحہ و گریہ کیا۔ جب خادم الحرمین اُموی گورنر نے خاندان نبوی کی مستورات کا گریہ سنا تو کہنے لگا: یہ گریہ اور رونا ہے اس کے بدل میں اس گریہ اور رونے کا جس روز قتل عثمان ہوئے تھے۔''

تاریخ طبری

قال هشام: حدثني عوانة بن الحكم، قال: لما قتل عبيد الله بن زياد الحسين بن علي وجيء برأسه إليه، دعا عبد الملك بن أبي الحارث السلمي فقال: انطلق حتى تقدم المدينة على عمرو بن سعيد بن العاص فبشره بقتل الحسين وكان عمرو بن سعيد بن العاص أمير المدينة يومئذ قال: فذهب ليعتل له، فزجره وكان عبيد الله لا يصطلي بناره فقال: انطلق حتى تأتي المدينة، ولا يسبقك الخبر؛ وأعطاه دنانير، وقال: لا تعتل، وإن قامت بك راحلتك فاشتر راحلة؛ قال عبد الملك: فقدمت المدينة، فلقيني رجل من قريش، فقال: ما الخبر؟ فقلت: الخبر عند الأمير، فقال: إنا لله وإنا إليه راجعون! قتل الحسين بن علي؛ فدخلت على عمرو بن سعيد فقال: ما وراءك؟ فقلت: ما سر الأمير، قتل الحسين بن علي؛ فقال: ناد بقتله، فناديت بقتله، فلم أسمع والله واعيةً قط مثل واعية نساء بني هاشم في دورهن على الحسين، فقال عمرو بن سعيد وضحك:

عجت نساء بني زياد عجةً ... كعجيج نسوتنا غداة الأرنب
والأرنب: وقعةٌ كانت لبني زبيد على بني زياد من بني الحارث بن كعب، من رهط عبد المدان، وهذا البيت لعمرو بن معد يكرب، ثم قال عمرو: هذه واعية بواعية عثمان بن عفان، ثم صعد المنبر فأعلم الناس قتله

(مترجم طبری سید حیدر علی طباطبائی)

''ابنِ زیاد نے جب امام حسینؓ کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آیا تو عبدالملک سلمٰی کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتلِ حسینؓ کی خوش خبری سنا۔ اس زمانے میں عمرو بن سعید امیر مدینہ تھا عبدالملک نے اس حکم کو ٹالنا چاہا مگر ابنِ زیاد تو تاک پر مکھی نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا: ابھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ تجھ سے پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچ پائے اور کچھ دینار بھی اس کو عطا کیے اور تاکید کی سستی نہ کرنا۔ اگر تیرا ناقہ راستے میں رہ جائے تو دوسری سواری خرید لینا۔ عبدالمالک جب مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا: ماالخبر؟ اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قریشی نے کہا: قتل الحسینؓ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عبدالملک جب عمرو بن سعید کے پاس آیا دیکھتے ہی اس سے پوچھا وہاں کی کیا خبر لایا ہے؟ اس نے کہا: آپ کو خوش ہونے کی خبر ہے۔ اور کہا: قتل حسینؓ بن علیؓ عبدالملک نے کہا: اس خبر کی منادی کر

دے۔ جب یہ خبر زنانِ بنی ھاشم نے سن لی اور وہ اپنے اپنے گھروں میں نوحہ و ماتم قتلِ حسینؑ پر ایسا کیا تھا۔ میں نے کبھی نہیں سنا تھا اس پر عمرو بن سعید نے ہنس کر کہا اور یہ شعر پڑھے۔

"یعنی ہماری عورتیں جنگِ ارنب میں جس طرح روتی پیٹتی تھیں آخر اس طرح عبدالمدان والے بنی زار کی عورتیں بھی روئیں اور پیٹیں۔"

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا جو عثمان بن عفان کے قتل پر فریاد و زاری ہوئی تھی یہ نوحہ اور ماتم اسی کے بدلہ میں ہے۔ اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں کو قتل حسینؑ کی خبر بیان کی۔"

حوالہ جات کتب اہلِ سنت

(۱) تاریخ البدایہ والنھایہ سن اکسٹھ ۶۱ ھجری کے واقعات صفحہ:۱۹۶، جلد:۸۔

(۲) تاریخ طبری سن اکسٹھ ۶۱ ھجری کے واقعات مترجم صفحہ:۳۱۲، صفحہ:۵)، تاریخ کامل جلد:۲ صفحہ:۱۸۱۔

مدینہ میں ام سلمہؓ زوجۂ پیغمبر کا ماتم

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ پاک نبی کریمؐ کے حرم میں بڑھاپے کی عمر میں آئی تھی، لیکن ایک طویل عمر پائی اور اکسٹھ (۶۱) ہجری تک زندہ رہیں۔ آپ (نبی کریمؐ) کو بالوحی علم تھا کہ واقعہ کربلا تک محترمہ زندہ ہوں گی لہٰذا کربلا کے تبرکات کا آپ کو محافظ بنایا گیا تھا۔ مورخین نے کربلا کی شہادتوں کا مکمل نقشہ پیش کیا ہے۔ جو آپ نبیؐ کو جبرئیلؑ نے دیکھایا تھا۔ اس کی ایک نشانی کربلا کی مٹی تھی جو باوقت شہادت یہ مٹی خون بن گئی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو آپ اس کو برداشت نہ کر سکی اور بلند آواز کے ساتھ چیخ مار کر گریہ کیا۔

کتب متن

تاریخ یعقوبی، تاریخ احمدی

وكان أول صارخة صرخت في المدينة أم سلمة زوج رسول الله، كان دفع إليها قارورة فيها تربة، وقال لها: إن جبريل أعلمني أن أمتي تقتل الحسين وأعطاني هذه التربة، وقال لي: إذا صارت دما عبيطا فاعلمي أن الحسين قد قتل، وكانت عندها، فلما حضر ذلك الوقت جعلت تنظر إلى القارورة في كل ساعة، فلما رأتها قد صارت دما صاحت: وا حسيناه! وابن رسول الله! وتصارخت النساء من كل

ناحية، حتى ارتفعت المدينة بالرجة التي ما
سمع بمثلها قط

''تاریخ ابنِ واضح کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر مدینہ میں سب سے پہلے حضرت ام سلمہؓ نے نوحہ و بکاء کیا تھا، کیوں کہ رسولِ مقبولؐ نے ان کو شیشہ پُر از خاک کربلا دے کر فرمایا تھا کہ جس وقت یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں چنانچہ جب یہ مٹی خون ہو گئی تو حضرت ام سلمہؓ نے واحسیناہ کی صدا بلند کی اور ان کے واویلا سن کر مدینہ کی خواتین نے ایسا کہرام برپا کیا تھا جو اس سے قبل کبھی نہیں سنا گیا تھا۔''

تاریخ البدیہ والنہایہ ابن کثیر، تاریخ دمشق

وقال محمد بن سعد أخبرنا محمد بن عبد الله الأنصارى أنبأنا قرة بن خالد أخبرنى عامر بن عبد الواحد عن شهر بن حوشب قال إنا لعند أم سلمة زوج النبي ص فسمعنا صارخة فأقبلت حتى انتهت إلى أم سلمة فقالت قتل الحسين فقالت قد فعلوها ملأ الله قبورهم أو بيوتهم عليهم نارا ووقعت مغشيا عليها وقمنا.

''راوی کہتا ہے کہ ہم ام المومنین جناب ام سلمہؓ کے پاس موجود تھے۔ ہم نے ان سے ایک چیخ سنی۔ جب ان کے پاس گئے تو آپ نے کہا: امام حسینؑ کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قاتلوں کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے اور پھر آپ بے ہوش ہو گئیں اور ہم اُٹھ کر چلے گئے۔''

حوالہ جات

(۱) تاریخ یعقوبی باب سن ۱۲۱کسٹھ ھجری واقعہ کربلا صفحہ:۲۴۲، جلد :۲،
تاریخ احمدی صفحہ:۲۹۵ واقعہ کربلا کا تسلسل
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات کربلا اکسٹھ ہجری: ۲۱، جلد:۸، صفحہ:۳۰۱۔
(۴) تاریخ دمشق باب امام حسین صفحہ() جلد:۱۴۔
(۵) تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ:۸۵ مترجم صفحہ:۳۰۴۔

باب شانزدہم

امام الانبیاءؐ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے

آپؐ کا

سر اور ریش مبارک مٹی سے اَٹی تھی

کربلا کے واقعات نبی کریمؐ کی زبانِ اطہر اور عاشورہ کے دن آپؐ کی موجودگی سے ہیں۔ ان واقعہ کی تفصیلات نبی کریمؐ سے صحابہ کرام اور اہلِ بیتؑ اطہار کی زبان مبارک سے جو بیان ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے: حضرت امام عالی مقام کی پیدائش کے وقت ایک جانب بنی ہاشم اور جناب ابوطالبؑ کے گھر میں خوشیاں اور جشن تھا ۔اور دوسری جانب نبی کریمؐ کا اضطراب اور غم تھا۔ جناب سیدہؑ آج خوش تھی کہ والد صاحب مجھے اپنے بیٹے حسینؑ کی پیدائش پر مبارک باد دیں گے،لیکن شومی قسمت نبی کریمؐ فاطمہ سیدہؑ کے گھر تو آئے مگر غم اور حزن کے ساتھ تشریف لائے، جب بات آگے بڑھی تو آپ (نبی کریمؐ) نے فرمایا: بیٹی ایک جانب جبرئیلؑ امین نے خوش خبری سے آگاہ کیا تھا اور دوسری جانب واقعہ کربلا کا نقشہ سامنے پیش کر دیا تو پھر کیا ممکن ہوسکتا تھا؟ آپ نے جب تمام واقعہ سیدہ اور بنوھاشم کے سامنے رکھا تو پھر کیا تھا ہر طرف حزن اور پریشانی کا عالم تھا۔

امام عالی مقام کی پیدائش کے وقت جبرئیلؑ کربلا سے مٹی لائے تھے۔آپ پیغمبرؐ نے اس مٹی کی محافظ اپنی زوجہ ام سلمہؓ کو بنایا تھا چونکہ یہ خبر اور عمل علم وحی اور امت کے لیے علم غیب سے تھی کہ ازواج میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ لمبی عمر پانے والوں میں سے ہوگی۔لہذا کربلا کی تمام روداد اور نشانیوں کا فریضہ اور ذمے داری اس محترمہ کو سونپی اور فرمایا: جب تک مٹی کی شکل وصورت اصلی ہے تب حسینؑ باقی اور زندہ ہے۔ جب یہ مٹی خون بن جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسینؑ عراق میں شہر کوفہ کے اطراف اور دریائے فرات کے کنارے شہید ہوگیا ہے۔

عاشورہ کا دن تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو دن کے وقت حالت نیند میں پاک نبی کریمؐ کی زیارت ہوئی آپؐ کو خستہ حال پایا۔سر اور ریش

مبارک مٹی سے اَٹی ہوئی تھی۔ اور پریشانی اور غم سے شدید بُرا حال تھا۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہؐ! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا کہ میں کربلا میں حسینؑ اور ان کی اہل وعیال کے علاوہ اصحاب حسینؑ کی شہادت کا گواہ ہوں اور تمام منظر شہادت آنکھوں سے ملاحظہ کیا ہے۔ اور ان کے خون کے قطرات مٹی اور ریت سے صاف کر کے چن چن کر شیشی میں سمو کر تھام رکھا ہے، لہٰذا وجہ پریشانی عیاں ہے۔ اس واقعہ کے بعد جب مدینہ منورہ میں شہادتِ حسینؑ کی خبر آئی تو وہ وقت اور تاریخ وہی تھی جو خواب میں پاک نبی کریم نے بیان فرمائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ کی پراگندہ اور غبار آلودہ صورت تھی (بال کھلے مٹی سے آلودہ تھے اور ریش مبارک پر خاک تھی) آپ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ماجرہ ہے؟ فرمایا: یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج پورا دن وہاں موجود تھا۔ ان قطرات کو اکھٹا کرتا رہا ہوں۔ عمار کہتے ہیں: (ابن عباس) کہتے ہیں: میں نے اس وقت کو یاد رکھا کہ حسینؑ اس دن اور اسی وقت شہید ہوئے۔

جناب ام سلمہؓ پاک نبی اکرمؐ سے روایت بیان کرتی ہیں۔ کہ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو امام حسین علیہ السلام کی وہ مٹی دے رکھی تھی جو جبرئیل امین نے کربلا سے لا کر پاک نبیؐ کے حوالے کی تھی اور آپ نے وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کو دے کر کہا کہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ مٹی شیشی میں ڈال کر حفاظت میں رکھی۔ جب امام حسینؑ کا قتل کیا گیا تو یہ مٹی خون بن گی اور پھر میں سمجھ گئی حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس کا خواب پاک نبی کریم کا اضطراب

اور

کربلا کے واقعہ میں عینی گواہ ہونا

متن روایات

البدایہ والنہایہ ،مشکواۃ شریف،ترمذی، تاریخ الکامل، تاریخ دمشق، صواعق محرقہ، تاریخ الخلفاء سیوطی

وقال الامام أحمد حدثنا عبد الرحمن وعفان ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبى عمار عن ابن عباس قال رأيت رسول الله ص فى المنام نصف النهار أشعث أغبر معه قارورة فيها دم فقلت بأبى وأمى يا رسول الله ما هذا قال هذا دم الحسين وأصحابه لم أزل ألتقطه منذ اليوم قال عمار فأحصينا ذلك اليوم فوجدناه قد قتل فى ذلك اليوم تفرد به أحمد وإسناده قوى

"ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ کی پراگندہ اور غبار آلودہ صورت تھی۔(بال کھلے مٹی سے آلودہ تھے اور ریش

مبارک پر خاک تھی) آپ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔
میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں؟ یہ کیا ماجرا
ہے؟ فرمایا: یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج
پورا دن وہاں موجود تھا۔ ان قطرات کو اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ عمار
کہتے ہیں: (ابنِ عباس) کہتے ہیں میں نے اس وقت کو یاد رکھا
کہ حسینؑ اس دن اور اسی وقت شہید ہوئے۔"

البدایہ والنہایہ، مشکواۃ شریف،ترمذی، تاریخ دمشق، تاریخ
الخلفاسیوطی

وقال ابن أبی الدنیا حدثنا عبد الله بن
محمد بن هانیء أبو عبد الرحمن النحوی ثنا
مهدی ابن سلیمان ثنا علی بن زید بن
جدعان قال استیقظ ابن عباس من نومه
فاسترجع وقال قتل الحسین والله فقال له
أصحابه لم یا ابن عباس فقال رأیت رسول
الله ص ومعه زجاجة من دم فقال أتعلم ما
صنعت أمتی من بعدی قتلوا الحسین وهذا
دمه ودم أصحابه أرفعهما إلى الله فكتب
ذلك الیوم الذی قال فیه وتلك الساعة فما
لبثوا إلا أربعة وعشرین یوما حتى جاءهم
الخبر بالمدینة أنه قتل فی ذلك الیوم وتلك
الساعة.

"ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں ایک دن
دوپہر کے وقت رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ کے بال بکھرے اور

ریش مبارک مٹی سے آلودہ تھی اور آپ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میری امت نے میرے بعد کیا کیا ہے؟ انہوں نے حسینؑ کو قتل کیا ہے۔ یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے میں آج پورا دن اس کو اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ ابنِ عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت کو یاد رکھا کہ حسینؑ اس دن اور وقت شہید ہوئے تھے۔ اور پھر چوبیس دن بعد یہ خبر مدینہ میں آئی کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔''

حوالہ جات

(۱) تاریخ البدایہ والنھایہ واقعات اکسٹھ ۶۱ ھجری صفحہ:۸، جلد:۲۰۰۔
(۲) مشکوۃ شریف باب جلد:۳ مترجم مناقب اہلبیت صفحہ:۲۵۹۔
(۳) تاریخ الکامل واقعات سن اکسٹھ ھجری:۶۱، جلد۔
(۳) صفحہ:۱۸۳۔
(۴) تاریخ احمدی صفحہ:۲۹۶۔
(۵) تاریخ دمشق باب امام حسین علیہ السلام صفحہ:۳۳۷، جلد:۱۴۔
(۶) صواعق محرقہ باب حضرت فاطمہ اور امام حسین علیہما السلام کی مناقب احادیث مترجم صفحہ:۵۴۳۔
(۷) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ:۸۵ مترجم صفحہ:۳۰۴، تاریخ اسلام باب جلد:۱، صفحہ:۵۶۰۔

نبی کریمؐ کا کربلا کی زمین پر

سر اور ریش مبارک غبار آلود ہونے پر

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا اضطراب اور پریشانی

جامع ترمذی و مشکوٰۃ شریف، تاریخ دمشق

وروي أن النبي صلى الله عليه وسلم، أعطى أم سلمة تراباً من تربة الحسين حمله إليه جبرائيل، فقال النبي صلى الله عليه وسلم، لأم سلمة: إذا صار هذا التراب دماً فقد قتل الحسين. فحفظت أم سلمة ذلك التراب في قارورة عندها، فلما قتل الحسين صار التراب دماً، فأعلمت الناس بقتله أيضاً.

"نبی اکرمؐ سے روایت کی گی ہے کہ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو امام حسین علیہ السلام کی وہ مٹی دی۔ رکھے تھی جو جبرائیل امین نے کربلا سے لاکر پاک نبیؐ کے حوالے کی تھی اور آپ نے وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کو دے کر کہا کہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ مٹی شیشی میں ڈال کر حفاظت میں رکھی جب امام حسینؑ قتل ہوئے تو یہ مٹی خون بن گئی اور میں سمجھ گئی حسینؑ شہید ہو گے ہیں۔"

بابِ ہفتدہم

آسمان اور زمین پر خونِ امام حسین علیہ السلام کے اثرات

زمین پر جب ظلم اور ناانصافی حد سے تجاوز کرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کی عبرت اور خوف کے لیے اپنی نشانیوں کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے کئی طریقے ہیں۔ کبھی وہ قوموں کا تباہ و برباد کر کے آئندہ نسل کے لیے ایک عبرت کا سامان چھوڑتا ہے یا ان پر کہیں بیماریوں کی صورت میں اصلاح کے لیے موقعہ فراہم کرتا ہے۔ یہ عجیب مقام ہے کہ ابھی کربلا (۵۷) برس آگے ہے لیکن اللہ تعالی نے واقعہ کربلا کی تمام صورت حال سے پاک نبی کریمؐ کو آگاہ کر دیا تھا اور آپ نے اس واقعہ کو راز میں نہیں رکھا تھا بلکہ اہل خانہ کے علاوہ عام و خاص بھی اس واقعہ سے باخبر ہو چکے تھے۔

پاک نبیؐ کو اس واقعہ سے قبل از وقت آگاہ کرنے کے کئی پوشیدہ راز بھی تھے۔ ایک یہ جس امت کے لیے پاک نبی کریمؐ ہمیشہ دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے رکھتے تھے اور ان کی بخشش کے لیے تمام طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا میں رہتے تھے ان کی حقیقت آپ پر واضح کر دی جائے اور دوسری صورت یہ بھی تھی اکثر قبائل خوف اور کمزور ہونے کے باعث دار السلام میں جبر سے داخل تو ہو گئے تھے مگر اندر سے ویسے تھے جیسے آئے تھے۔ اس کا تجربہ غزوۂ اُحد میں ہو چکا تھا۔ آپ کا کلمہ بھی پڑھتے تھے اور آپ سے بغض بھی رکھتے تھے اور عبداللہ بن ابی جیسے لوگ مشکل وقت میں آپ کے ساتھی نہیں تھے۔ اس طرح اکثر وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے کا دعوی کیا تھا ان میں مومن کم اور منافق زیادہ تھے۔ اس کا اعتراف حضرت عمرؓ کئی مرتبہ کر چکے تھے کہ عرب میں مسلمان اور مومن کم اور منافقین کی تعداد زیادہ ہے تب ہی ملک عرب میں نمانہ جنگی کا ماحول بھی پیدا ہوتا رہا، البتہ واقعہ کربلا کے مفسر پاک نبی کریمؐ خود ہیں۔ آپ نے وقت سے پیشگی تمام حالات سے باخبر کر دیا تھا۔ اور اس میں حق اور باطل کا بھی تعین کر دیا تھا۔ اور آپ عاشور کے دن کربلا میں خود موجود تھے اور ایک ایک شہید کے خون کو لے کر

محفوظ کرتے جاتے تھے

واقعہ کربلا کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یوں جوش اور غصہ تھا کہ ہر شئی غم حسینؑ سے سوگوار تھی۔ آسمان سے خون برسا اور زمین کی ہر چیز خون آلودہ ہو گئی تھی۔ اس پر سیرت نگار اور صاحبانِ مقاتل کیا لکھتے ہیں تحریر کیا جاتا ہے۔

متنِ کتب

صواعق محرقه، ارحج المطالب، ينابيع المودة

قال ابوسعيد مارفع حجر من الدنيا الا و تحته دم عبيط ولقد مطرت السماء و مابقي اثره فى الثياب مد حتى تقطعت و اخرج الثعلبى زاد و ابونعيم فاصبحنا وجباننا وجرارنا ميلو دما.

"ابوسعید کہتا ہے کہ روزِ قتل حسینؑ جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون ہوتا تھا۔ اور آسمان نے بھی خون برسایا۔ جس کا اثر مدت تک کپڑوں پر رہا یہاں تک کپڑے پھٹ گئے۔ ابونعیم فرماتے ہیں کہ روزِ قتل حسینؑ ہمارے مٹکے خون سے پُر تھے۔"

صواعق محرقه، ينابيع المودة، ارحج المطالب، تاريخ الاسلام ذهبى

عن بصر الازوية قالت لما قتل الحسين مطرت السماء فاصحبنا حبا بنا و جوارنا و كلشئى لنا املان دما

"بصرہ زوایہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو آسمان سے خون کی بارش برسی تو صبح ہمارے ڈول اور ہمارے مٹکے اور اس کے علاوہ ہر شئی خون سے لبالب تھی۔"

لبہقی، الطبرانی، ابونیعم، ارحج للطالب، تاریخ اسلام

عن الزهری قال بلغنی انه یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت المقدس الا وجد تحته دم عبیط.

''حضرت زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امام حسینؑ کربلا میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسی روز بیت المقدس کا جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تھا اس میں تازہ خون پایا جاتا تھا۔''

تاریخ دمشق، البیہقی، ارحج للطالب

عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین اظلمت علینا ثلاثه و لم یمس منا احد من ذعفرانهم شئیا یجلعله علی وجهه الا احترق و لم یقلب حجر بیت المقدس الا وجه تحته دم عبیظ.

''ام حبان کہتی ہیں: جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن سے تین دن ہم پر اندھیرا چھا گیا اور ان کے زعفران کو ہم سے کسی نے نہیں چھوا اور نہ منہ پر ملا جب کہ وہ منہ جل گیا۔ اس وقت کوئی بھی بیت المقدس کا پتھر ایسا نہیں تھا جس میں تازہ خون نہ پایا گیا ہو۔''

صواعق محرقہ، ارجع للطالب

ینابیع المود اخرج عثمان بن ابی شبیه ان السماء بکت بعد قتله سبعه ایام تری علی الحیطان کانها ملاحف معصفر و ان الدنیا اظلمت ثلاثة ایام ثم ظهرت الحمر فی السماء.

''عثمان بن ابی شیبہ اپنی مسند میں لکھتے ہیں: جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسمان روتا رہا اس پر گواہ مکان کی دیوریں جو چادروں کی طرح رنگین تھیں اور دنیا میں تین دن اندھیرا چھا گیا اور آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی۔''

صواعق محرقه، ارحج المطالب، ينابيع المودة

لما جئ براس الحسين الى دار زياد سالت حيط انها دما.

''جب جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس زیاد کے گھر میں آیا تو دیوروں سے بھی خون جاری ہوگیا۔''

صواعق محرقه ارحج المطالب، ينابيع المودة، تاريخ الخلفا، تاريخ ذهبى

ذكر بن سعد ان هذا الحمر ليترق السماء قبل قتله.

''ابن سعد اپنی طبقات میں لکھتے ہیں: یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔''

تاريخ دمشق، ارحج المطالب، تاريخ الخلفاء، تاريخ السلام ذهبى

قالوا أنا محمد بن الحسين بن الفضل أنا عبد الله بن جعفر نا يعقوب نا سليمان بن حرب نا حماد بن زيد حدثني جميل بن مرة قال أصابوا إبلا في عسكر الحسين يوم قتل فنحروها وطبخوها قال فصارت مثل العلقم فما استطاعوا أن يسيغوا منها شيئا.

''جمیل بن مرہ کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے

شہادت کے دن اس لوگوں نے ایک اونٹ پایا اور اس کو ذبح
کر کے پکایا وہ (کمار کندل) کی طرح کڑوا ہو گیا اور کھانے کے
قابل نہ رہا کسی نہ کھایا۔"

تاریخ دمشق، صواعق محرقه، ینابیع المودة۔مجمع الزوائد
أبي قبيل قال نصف النهار حتى ظننا أنها
هي.

"کہا گیا ہے کہ جب امام پاک کی شہادت ہوئی تو سورج کو
گرہن لگ گیا اور ستارے نصف دن کے وقت نظر آنے
لگے یہاں تک ہم نے خیال کیا کہ کوئی بڑی آفت ہے۔"

تاریخ دمشق، تاریخ الخلفا، تاریخ السلام ذہبی
قال وأنا علي بن محمد عن علي بن مدرك
عن جده الأسود بن قيس قال أحمرت آفاق
السماء بعد قتل الحسين ستة أشهر يرى
ذلك في آفاق السماء كأنها الدم

"کہتے ہیں کہ آسمان کی ہر جانب سرخی آ گئی تھی۔امام پاک کی
شہادت کے بعد یہ سلسلہ چھ ماہ تک قائم رہا۔گویا نظر آتا تھا
آسمان کے اُفق پر خون ہے۔"

لما قتل الحسين بن علي كسفت الشمس
كسفة بدت الكواكب.

تاریخ دمشق، العبدية قالت حدثتني نصرة
الأزدية قالت لما أن قتل الحسين بن علي
مطرت السماء دما فأصبحت وكل شئ لنا
ملآن دماء وفي حديث البيهقي ملأ دم.

''امام عالی مقام کے قتل کے بعد آسمان سے خون برسا اس طرح ہم نے ہر چیز کو خون سے بھرا ہوا پایا۔''

مجمع الزوائد

عن الزهري قال : ما رفع بالشام حجر يوم قتل الحسين بن علي إلا عن دم.

(رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح)

''زہری کہتے ہیں: شام میں قتلِ امام حسینؑ کے دن جس پتھر کو اُٹھایا جاتا اس میں خون تھا۔''

مجمع الزوائد

وعن أم حكيم قالت : قتل الحسين وأنا يومئذ جويرية فمكثت السماء أياما مثل العلقة.

(رواه الطبراني ورجاله إلى أم حكيم رجال الصحيح)

''ام حکیم کہتی ہیں کہ امام عالی مقام کے قتل کے دن آسمان سے خون پتھر کی مانند برسا۔''

تاریخ دمشق، مجمع الزوائد، تاریخ السلام ذہبی

وعن عيسى بن الحارث الكندي قال : لما قتل الحسين مكثنا سبعة أيام إذا صلينا العصر نظرنا إلى السماء على أطراف الحيطان كأنها الملاحف المعصفرة . ونظرنا إلى الكواكب يضرب بعضها بعضا.

''عیسیٰ بن حارث الکندی بیان کرتے ہیں۔ جب امام عالی مقام کو قتل کیا گیا اور ہم نے نماز عصر پڑھی تو آسمان کی طرف دیکھا

تو آسمان سات دن تک ٹھہرا رہا۔ دیواریں سرخی کی شدت سے سرخ چادر کی طرح نظر آنے لگیں اور ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔"

مجمع الزوائد، تاریخ الاسلام

وعن محمد بن سيرين قال : لم تكن في السماء حمرة حتى قتل الحسين

"محمد بن سیرین کہتے ہیں: آسمان پر قتلِ حسینؑ کی وجہ سے سرخی تھی۔" (٣١٢٩)

حوالہ جات

(١) صواعق محرقہ باب فصل سوم حضرت فاطمہ زہراء اور امام حسین کے بارے میں احادیث مترجم صفحہ: ٦۴۴، ٦۴٥۔

(٢) تاریخ دمشق باب امام حسین جلد: ١۴، صفحہ: ٢٢٦، ٢٢٨۔

(٣) مجمع الزوائد و منبع الفوائد باب امام حسین جلد: ٩ صفحہ: ٣١٢۔

(۴) ارجع للمطالب صفحہ: ٣٧٨، ٣٧٧ باب (امام حسین کی شہادت کے بعد قدرتی آثار۔

(٥) ینابیع المودۃ باب وہ احادیث جو صواعق محرقہ میں درج ہیں صفحہ مترجم: ٥١٦، ٥١٧۔

(٦) تاریخ الخلفاء سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ (٨٥) مترجم صفحہ: ٣٠۴٠۔

(٧) تاریخ اسلام ذہبی جلد: ١، صفحہ: ٦٠ھ

کربلا کی سرخ مٹی، نبی کریمؐ کا گریہ کرنا،

امام حسین کی پیدائش

اور

شہادت کی خبر واقعہ سے (۵۷) سال قبل تھی

اس باب میں کسی وضاحت کی اس لیے بھی ضرورت نہیں ہے کہ روایات خود اس واقعہ کی مفسر ہیں لہٰذا امام حسین کی پیدائش پر جبرئیل کا ان کی شہادت سے آگاہ کرنا اور آپ کا حزن اور غم کا بڑھ جانا اس میں شامل ہے اور اس واقعہ کی مزید تعبیر یوں ہے کہ ایک مرتبہ جب جناب امیر مقام صفین عراق کی جانب جا رہے تھے تو راستہ میں نہر فرات کا ہونا ہوا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں امام عالی مقام حسینؑ نے شہید ہونا ہے جو پاک نبی کریمؐ نے بالوحی خبر دی تھی تو آپ سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اور آنسو غم سے نہ تھمے جاتے تھے، یہاں تک تمام واقعہ یاد آ گیا جو سرکار خاتم المرتبت نے بتایا تھا اور تفصیل بھی بیان کی تھی۔

تاریخ دمشق، ارجح المطالب، عن عبداللہ بن نجي

عن أبيه أنه سافر مع علي بن أبي طالب وكان صاحب مطهرته فلما حاذوا نينوى وهو منطلق إلى صفين نادى علي صبرا أبا عبد الله صبرا أبا عبد الله بشط الفرات

قلت ومن ذا أبو عبد الله قال دخلت على رسول الله (صلى الله عليه و سلم) وعيناه تفيضان فقلت يا نبي الله أغضبك أحد ما شأن عينيك تفيضان قال بل قام من عندي جبريل فحدثني أن الحسين يقتل بشط الفرات وقال هل لك أن أشمك من تربته فقال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة فأعطانيها فلم يعني أملك عيني أن فاضتا).

''نجی حضرمی حضرت امیر المومنین کے ساتھ صفین کی جانب سفر کر رہے تھے۔ جب قافلہ نینوی کے مقام پر پہنچا تو آپؑ نے بلند آواز سے کہا: عبداللہ فرات کے کنارے صبر کرو۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا بات ہے؟ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں ایک دن باتحقیق پاک نبی کریمؐ کے پاس داخل ہوا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ آپ کو کس چیز نے رنجیدہ کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ مجھے جبرائیل نے آگاہ کیا تھا کہ بے شک بیٹا حسینؑ فرات کے کنارے شہید ہوں گے اور میں نے کہا کہ کیا اس جگہ کی مٹی تمہارے پاس ہے۔ پس اس نے اس جگہ کی مٹی مجھے دکھائی تھی۔ اور میرے حوالے کر دی۔ اس کے بعد میں اپنے آنسو کو قابو نہیں رکھ سکا۔''

تاریخ دمشق، مستدرک حاکم، البیہقی،

ارجع المطالب، أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا الحسن بن علي أنا أبو الحسين بن المظفر أنا محمد بن محمد بن سليمان نا شيبان نا عمارة بن زاذان نا ثابت عن أنس قال استأذن ملك القطر على النبي (صلى الله عليه و سلم) فأذن له وكان في يوم أم سلمة فقال النبي (صلى الله عليه و سلم) يا أم سلمة احفظي علينا الباب لا يدخل علينا أحد قال فبينا هي على الباب إذ جاء الحسين بن علي فاقتحم يفتح الباب فدخل فجعل يتوثب على ظهر رسول الله (صلى الله عليه و سلم) فجعل النبي (صلى الله عليه و سلم) يلثمه ويقبله فقال الملك تحبه قال نعم قال إن أمتك ستقتله إن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه قال نعم.

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے پاک نبی کریمؐ کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس دن نبی کریم ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو کوئی بھی ملاقاتی اندر نہ آئے۔ اس اثنا میں امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ دروازے کو دھکیل کر آنحضرتؐ کی گود میں کود پڑے اور آپ اسکو چومنے

لگے۔ پہلے سے موجود فرشتے نے لب کشائی کی اور عرض کیا: آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: اس کو آپ کی امت قتل کر دے گی۔ اگر آپ پسند کریں تو وہ مکان آپ کو دکھا دیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوگی فرمایا: ہاں۔ (کربلا کا مقام دیکھایا گیا)۔"

تاریخ دمشق، تاریخ البدایہ والنہایہ

وأخبرنا أبو غالب بن البنا أنا أبو الغنائم عبد الصمد بن علي قالا أناعبيد الله بن محمد بن إسحاق أنا عبد الله بن محمد أنا أبو محمد شيبان بن أبي شيبة الحنظلي نا عمارة بن زاذان نا ثابت عن أنس قال استأذن ملك القطر ربه عز و جل أن يزور النبي (صلى الله عليه و سلم) فأذن له وكان يوم وقال أبو الغنائم في يوم أم سلمة فقال النبي (صلى الله عليه و سلم) يا أم سلمة احفظي علينا الباب ألا يدخل علينا أحد قال فبينا هي على الباب إذ دخل الحسين زاد أبو الغنائم ابن علي فطفر فاقتحم فدخل يتوثب على رسول الله (صلى الله عليه و سلم) فجعل رسول الله (صلى الله عليه و سلم) يلثمه ويقبله فقال له الملك أتحبه قال نعم قال أما إن أمتك ستقتله وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل

فيه فأراه إياه فجاءه بسهلة أو تراب أحمر فأخذته أم سلمة فجعلته في ثوبها قال ثابت كنا نقول إنها كربلا.

''حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے پاک نبی کریمؐ کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس دن نبی کریمؐ ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ دروازہ بند کر دو کوئی بھی ملاقاتی اندر نہ آئے۔ اس اثنا میں امام حسین علیہ السلام تشریف لائے دروازے کو دھکیل کر آنحضرتؐ کی گود پڑے اور آپ اس کو چومنے لگے۔ پہلے سے موجود فرشتے نے لب کشائی کی اور عرض کیا: کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: اس کو آپ کی امت قتل کر دے گی اگر آپ پسند کریں تو وہ مکان آپ کو دکھا دیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوگی۔ پس اس نے آپ کو وہ جگہ دکھائی اور آپ کو وہاں سے نرم مٹی یا خاک لا کر دی۔ پس اس مٹی کو حضرت ام سلمہؓ نے اپنے کپڑوں میں محفوظ کر لیا۔ جناب ثابت کہتے تھے کہ ہم کہا کرتے تھے یہ وہی جگہ ہے جو کہ کربلا ہے۔''

تاریخ دمشق

أخبرنا أبو علي الحداد وغيره إجازة قالوا أنا أبو بكر بن ريذة نا سليمان بن أحمد نا عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني عبادة بن زياد الأسدي نا عمرو بن ثابت عن

الأعمش عن أبي وائل شقيق بن سلمة عن أم سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان بين يدي النبي (صلى الله عليه و سلم) في بيتي فنزل جبريل فقال يا محمد إن أمتك تقتل ابنك هذا من بعدك وأومأ بيده إلى الحسين فبكى رسول الله (صلى الله عليه و سلم) وضمه إلى صدره ثم قال رسول الله (صلى الله عليه و سلم) وديعة عندك هذه التربة فشمها رسول الله (صلى الله عليه و سلم) وقال ريح كرب وبلاء قالت وقال رسول الله (صلى الله عليه و سلم) يا أم سلمة إذا تحولت هذه التربة دما فاعلمي أن ابني قد قتل قال فجعلتها أم سلمة في قارورة ثم جعلت تنظر إليها كل يوم تعني وتقول إن يوما تحولين دما ليوم عظيم.

''حضرت ام المومنین ام سلمہؓ فرماتی ہیں: ایک دن حسن و حسین علیہما السلام میرے گھر میں پاک نبیؐ کے پاس کھیل رہے تھے۔ پس جبرئیل کا نزول ہوا تو اس نے کہا: اے نبیؐ اللہ آپ کے بعد آپ کی امت اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔ اور ہاتھ سے حسینؓ کی جانب اشارہ کیا۔ پھر آپ پیغمبرؐ اس پر آہ و بکاء کی اور اپنے چھاتی پر لٹا دیا اور اس کے بعد آپ کو وہ مٹی عطا کی اور آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور کہا: اس میں کرب و بلا کی بو ہے۔ پھر آپ نے حضرت ام سلمہ کو کہا: یہ مٹی جب خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا

کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے، پھر وہ شیشی مٹی کو لیتے ہوئے ہر روز اس کو دیکھا کرتی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر ایک دن وہ خون بن گئی۔"

تاریخ دمشق

أخبرنا أبو بكر محمد بن الحسين نا أبو الحسين بن المهتدي أنا أبو الحسن علي بن عمر الحربي نا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار نا عبد الرحمن يعني ابن صالح الأزدي نا أبو بكر بن عياش عن موسى بن عقبة عن داود قال قالت أم سلمة دخل الحسين على رسول الله (صلى الله عليه و سلم) ففزع فقالت أم سلمة ما لك يا رسول الله قال إن جبريل أخبرني أن ابني هذا يقتل وأنه اشتد غضب الله على من يقتله.

"ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حسین علیہ السلام پاک نبی کریمؐ کے پاس گئے اور آپ غمگین ہو گئے۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں: یارسول اللہؐ! آپ کو کیا ہوا ہے؟ فرمایا: جبرئیلؑ امین نے خبر دی ہے یہ میرا بیٹا قتل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ سخت غضبناک ہے اس پر جو اسے قتل کرے گا۔"

تاریخ دمشق

وأخبرنا أبو نصر بن رضوان وأبو غالب أحمد بن الحسن وأبو محمد عبد الله بن

محمد قالوا أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا أبو بكر بن مالك أنا إبراهيم بن عبد الله نا حجاج نا حماد عن أبان عن شهر بن حوشب عن أم سلمة قالت كان جبريل عند النبي (صلى الله عليه و سلم) والحسين معي فبكى فتركته فدنا من النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال جبريل أتحبه يا محمد فقال نعم قال جبرائيل إن أمتك ستقتله وإن شئت أريتك من تربة الأرض التي يقتل بها فأراه إياه فإذا الأرض يقال لها كربلا.

''حضرت ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل پاک نبی کریمؐ کے پاس موجود تھے جب کہ امام حسینؑ بھی میرے پاس موجود تھے۔ پس آپ نے گریہ کیا اور میں نے اپنے سے جدا کیا۔ وہ پاک نبی کریم ﷺ کے پاس ہو لیے۔ جبرئیلؑ نے کہا: اے محمدؐ! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ تب آپ نبی کریم نے فرمایا: ہاں جبرئیل امین اس پر جبرئیل نے کہا: عنقریب آپ کی امت اس کو قتل کر دے گی۔ اگر آپ پسند کریں تو آپ کو اس جگہ کی مٹی دیکھا دں جہاں حسینؑ کو قتل کیا جائے گا۔ پس اس زمین کو کربلا کہا جاتا ہے۔''

تاریخ دمشق، تاریخ البدایہ والنہایہ، امام احمد بن حنبل

حدثني أبي نا وكيع حدثنا عبد الله بن سعيد عن أبيه عن عائشة أو أم سلمة قال

وكيع شك هو يعني عبد الله بن سعيد أن
النبي (صلى الله عليه و سلم) قال
لأحداهما لقد دخل علي البيت ملك لم
يدخل علي قبلها فقال لي إن ابنك هذا
حسين مقتول وإن شئت أريتك من تربة
الأرض التي يقتل بها قالت فأخرج زاد
الجوهري إلي النبي وقالا تربة حمراء وقال.

''حضرت عائشہ یا حضرت ام سلمہؓ میں ایک سے روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ سے کسی نے ارشاد کیا کہ ایک فرشتہ ہمارے گھر میں اس سے قبل وہ نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کا بیٹا حسینؑ مقتول ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس جگہ کی مٹی لا دوں؟ وہ کہتی ہیں: جوھری نے پاک نبی زیادہ کہا وہ سرخ مٹی تھی۔''

صواعق محرقہ

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد ارض طرف میں مارا جائے گا اور وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لایا اور بتایا کہ اس جگا وہ قتل ہو کر پڑا ہوگا۔''

تاریخ دمشق، صوعق محرقہ، طبقات ابن سعد

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنبأنا
الحسن بن علي أنا محمد بن العباس أنا
أحمد بن معروف نا الحسين بن الفهم نا
محمد بن سعد أنا محمد بن عمر أنا موسى
بن محمد بن إبراهيم عن أبيه عن أبي سلمة

عن عائشة قالت كانت له مشربة فكان
النبي (صلى الله عليه و سلم) إذا أراد لقى
جبريل لقيه فيها فلقيه رسول الله (صلى
الله عليه و سلم) مرة من ذلك فيها وأمر
عائشة أن لا يصعد إليه أحد فدخل حسين
بن علي ولم تعلم حتى غشيها فقال جبريل
من هذا فقال رسول الله (صلى الله عليه و
سلم) ابني فأخذه النبي (صلى الله عليه و
سلم) فجعله على فخذه فقال أما أنه سيقتل
فقال رسول الله (صلى الله عليه و سلم)
ومن يقتله قال أمتك فقال رسول الله
(صلى الله عليه و سلم) أمتي تقتله قال نعم
فإن شئت أخبرتك الأرض التي يقتل بها
فأشار له جبريل إلى الطف بالعراق وأخذ
تربة حمراء فأراه إياها فقال هذه من تربة
مصرعه.

''ابن سعد نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا ایک کمرہ تھا جس
کی سیڑھی حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تھی۔ جس سے آپ چڑھ
کر وہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپ جرائیل علیہ السلام سے
ملاقات کا ارادہ کرتے تو وہاں چڑھ جاتے اور حضرت عائشہ کو حکم
دے دیا کرتے تھے کہ وہ کوئی آدمی اوپر نہ آئے۔ حضرت حسینؑ
حضرت عائشہؓ کی لاعلمی میں اوپر چڑھ گے۔ جبرئیل نے کہا: یہ
کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے حضرت

حسینؓ کو پکڑ کر اپنی ران پر بٹھا لیا۔ جبرئیل نے آپ سے کہا:
عنقریب آپ کی امت اسے قتل کرے گی۔ رسول کریمؐ نے
فرمایا: میرے بیٹے کو؟ جبرئیل نے کہا: ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو
میں آپ اس علاقے کے متعلق بتا دوں جس میں اس کو قتل کیا
جائے گا تو۔ جبرئیلؑ نے علاقہ طف کی طرف اشارہ کیا اور وہاں
سے سرخ مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی اور کہا: یہ اس جگہ کی مٹی ہے
جہاں حضرت حسینؓ قتل ہو کر گریں گے۔"

مشکوۃ شریف۔ تاریخ دمشق

عن أم الفضل بنت الحارث اسمها لبابة
العامرية امرأة العباس بن عبد المطلب وأم
أكثر بنيه وهي أخت ميمونة أم المؤمنين
ويقال إنها أول امرأة أسلمت بعد خديجة
روت عن النبي صلى الله عليه وسلم
أحاديث كثيرة فعنها أنها دخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول
الله إني رأيت حلما بضم فسكون ويضمان
ففي النهاية الحلم بضمتين وبضم فسكون
ما يراه النائم منكرا بفتح الكاف المخففة
أي مهولا الليلة أي البارحة قال وما هو
قالت إنه شديد أي صعب سماعه قال وما
هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك
قطعت بصيغة المجهول وكذا قوله فوضعت
في حجري بالكسر ويفتح وتقدم أن الحجر

بالكسر أشهر في الحضن وبالفتح في التربية فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما يكون في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في حجري كما قالرسولالله صلى الله عليه وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره وفي نسخة في حجري ثم كانت مني التفاتة أي وقعت مني ملاحظة إلى غيره فنظرت إلى جانبه فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع بفتح الهاء ويسكن أي تسيلان ماء العين للبكاء قالت فقلت يا نبي الله بأبي أنت وأمي ما لك أي ما الحال الذي يبكيك قال أتاني جبريل وفي نسخة عليه السلام فأخبرني أن أمتي أي أمة الإجابة ستقتل ابني هذا أي ظلما فقلت أي لجبريل هذا أي ابني هذا لزيادة التأكيد قال نعم وأتاني بتربة من تربته أي من ترابه الذي يقتل به حمراء بالفتح صفة لتربة حمراءمناقب ابلبيت كتاب مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيحالملا علي القاريصفحہ:٤٥، جلد:١٨.

''ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے۔ایک دن میں رسول اللہؐ کے پاں گئی، میں نے حسینؑ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا ہے۔ میں کسی اور طرف دیکھنے لگی۔اچانک رسول اللہؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں ؟ فرمایا: حضرت جبرئیل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ میں نے کہا: اس کو جبرئیلؑ نے کہا ہاں اور پھر جبرئیلؑ نے مجھے اس جگہ کی سرخ مٹی لاکر دکھلائی ہے۔''

تاریخ دمشق

وأخبرنا أبو تمام الواسطي إجازة أنبأ أحمد بن عبيد قراءة نا محمد بن الحسين نا ابن أبي هيثمة خالد بن خراش نا حماد بن زيد عن جمهان أن جبريل أتى النبي (صلى الله عليه و سلم) بتراب من تربة القرية التي قتل فيها الحسين وقيل اسمها كربلاء فقال رسول الله (صلى الله عليه و سلم) كرب وبلاء.

''جبرئیل امین پاک نبی کریمؐ کے پاس آئے اور اس علاقے (بستی) کی مٹی لائے جہاں امام عالی مقام نے شہید ہونا تھا۔کہا جاتا ہے اس کا نام کربلا ہے۔پاک نبیؐ اس کو یوں کہا مصیبت اور

بلا نام تھا۔"

تاریخ دمشق

قال قالت جرداء وما تنكر من هذا هو أعلم بما قال منك نادت بذلك وهي في جوف البيت قال وأنا ابن سعد أنا عبيد الله بن موسى أنا إسرائيل عن أبي إسحاق عن هانئ بن هانئ عن علي قال ليقتل الحسين بن علي قتلا وإني لأعرف تربة الأرض التي يقتل بها يقتل بقرية قريب من النهرين.

"علی علیہ السلام سے روایت ہے حسینؑ بن علی قتل ہوں گے میں اس جگہ کی مٹی کو جانتا ہوں جہاں ان کو قتل کیا جائے گا۔ وہ دریا کے قریب قتل ہونگے۔"

تاریخ البدایہ والنہایہ

وروى محمد بن سعد عن على بن محمد عن يحيى بن زكريا عن رجل عن عامر الشعبي عن على مثله وقد روى محمد بن سعد وغيره من غير وجه عن على بن أبى طالب أنه مر بكربلاء عند أشجار الحنظل-وهو ذاهب إلى صفين فسأل عن أسمها فقيل كربلاء فقال كرب وبلاء فنزل فصلى عند شجرة هناك ثم قال يقتل ههنا شهداء هم خير الشهداء غير الصحابة

يدخلون الجنة بغير حساب.

''بعض لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے
کہ آپؓ جب صفین کی جانب کربلا سے گذرے تو آپ نے
لوگوں سے دریافت کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا کہ اس کا
نام کربلا ہے۔ آپ نے فرمایا: کرب و بلا آپ سواری سے
اُترے۔ ایک درخت کے نیچے نماز ادا کی، پھر فرمایا: یہ وہ مقام
ہے جہاں شہداء میں سے افضل شہداء جو غیر صحابہ میں ہوں گے وہ
جنت میں بغیر حساب جائیں گے۔''

صواعق محرقه

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے
کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد ارض طف میں مارا جائے گا اور
وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لایا اور بتایا کہ اس جگہ وہ قتل ہو کر پڑا ہو۔''

باب
ہیجدم
مراثیہ
حسان بن ثابتؓ کے نبی کریمؐ کی شان میں ماتمی اشعار

مرثیہ قدیمی

ادب عرب کی وراثت تھی۔ عرب شعراء جنگ وجدل میں شاعری کو اپنے انساب کے مطابق پڑھا کرتے تھے اور جنگ کو بھڑکانے کے لیے طرفین جب بہادروں کا انتخاب کرتے تھے تو مدمقابل اپنی نسبی اور قبائلی بہادری کو فخر سے بیان کر کے جنگ کا طبل بجایا کرتے تھے اور اس کے اختتام پر مقتولوں کی شان پر جو بہادری اور اس کی نسبی، قبائلی اور ذاتی شان ہوتی تھی اس کو بیان کر کے آنکھوں میں آنسو بہائے جاتے تھے، اس لیے جن قبائل کے کلام میں فصاحت وبلاغت پر قدرت تھی اہل علم کی نظر میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، بلکہ کلام کا نبی کا درجہ حاصل تھا اس لیے قرآنِ حکیم کا بھی دعویٰ ہے کہ اگر آپ کا کلام اس مقام پر فائز ہے جس پر تمہیں اپنے کلام میں فخر اور گمنڈ ہے تو پھر کسی ایک سورہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کیجیے۔ یہ کلام کہیں طرح سے درجہ بندی میں تھا۔ اگر کسی کی تعریف اور شجاعت بیان کرنا ہوتا تو اس خاندان کی قدیمی شجاعت کے لیے قصائد بیان کیے جاتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا مقصود تھی تو پھر کلام حمد اور نعت کے ساتھ بیان ہوتا تھا۔ اگر کسی کی مذمت بیان کرنا ضروری تھی تو پھر ہجو کی زبان استعمال کی جاتی تھی۔ اسی طرح اگر مقتولوں کی بہادری اور قربانی کا تذکرہ کیا جاتا تو پھر اس کلام کو مرثیہ اور نوحہ کی زبان میں بیان کیا جاتا تھا۔ یہ کلام کا حسن تھا جو آج بھی علم وادب نے ہر زبان میں زندہ رکھا ہوا ہے۔ پس دنیا میں زبانوں کی تبدیلی آئی ہیں۔ مگر فنِ کلام اور شاعری کی اصناف قدیمی ہیں۔

پاک نبی کریمؐ کی بارگاہ میں شعرائے اسلام کو خاص مقام ومرتبہ حاصل تھا اور آپ پاک نبی کریمؐ ان سے کلام سنتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔ ان میں حسان بن ثابت کا نام

نمایاں ہے۔ شاعر قوم کا ترجمان ہوتا ہے، لہٰذا شاعر اسلام حسان بن ثابت نے پاک نبیؐ پر ماتمی مرثیہ پڑھا۔ ان سے چند اشعار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ مرثیہ وہ شعاری کلام ہے جس کو پڑھ کر آہ وبکاء کیا جاتا ہے۔ اس میں مرحوم یا شہید کے محاسن اور خوبیاں بیان ہوتی ہیں۔ اس سے انسان کو تسکین قلب نصیب ہوتی ہے۔ اگر دل کو خوش کرنا ہو تو نعت، قصائد کی صورت میں مدح بیان کی جاتی ہے اور اگر غم کی محفل ہو وہاں مرثیہ یا نوحہ پڑھا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں اس مقام پر شعراء نے جو کلام مرثیہ پیغمبر اسلام پر دیگر شہدائے احد اور موتہ پر پڑھا ہے اس کو تحریر کیا جاتا ہے۔

[شِعْرُ حَسّانَ بْنِ ثَابِتٍ فِي مَرْثِيَتِهِ الرَّسُولَ.]

سیرت ابن هشام، طبقات ابن سعد، روض الانف تاریخ البدایه والنهایه

وَقَالَ حَسّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَبْكِي رَسُولَ اللهِ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فِيمَا حَدّثَنَا ابْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيّ

"حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے جن میں وہ رسول اللہؐ پر آہ وبکا کرتے ہیں۔"

① ظَلِلْت بِهَا أَبْكِي الرّسُولَ فَأَسْعَدَتْ ... عُيُونٌ وَمِثْلَاهَا مِنَ الْجَفْنِ تُسْعَدُ.

"اب میں اس مقام سے رسول اللہ کو رو رہا ہوں اور آنکھوں نے میری اعانت کی ہے اور ان آنکھوں سے بھی دو میری پلکیں میرا ساتھ دے رہی ہیں۔"

② يُذَكّرْنَ آلَاءَ الرّسُولِ وَمَا أَرَى ... لَهَا مُحْصِيًا نَفْسِي فَنَفْسِيَ تَبَلّدُ

"عورتیں رسول اللہؐ کی نعمتوں اور برکتوں کی یاد دلا رہی ہیں اور

میرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں میری ذات تو آپ کی نعمتوں
اور برکتوں کو شمار کرنے سے قاصر ہے۔''

۴ مُفَجَّعَةٌ قَدْ شَفَّهَا فَقْدُ أَحْمَدَ ... فَظَلَّتْ
لِآلَاءِ الرَّسُولِ تُعَدِّدُ

''اور میں تو بالکل ششدر اور حیران ہو رہا ہوں، سخت دردمند
ہو رہا ہوں اور مجھے تو احمد مجتبیٰ کے کھو جانے نے بالکل نڈھال
کر دیا ہے۔ میں ان نعمتوں اور برکتوں کو شمار کر رہا ہوں۔''

۴ وَمَا بَلَغَتْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ عَشِيرَهُ ... وَلَكِنْ
لِنَفْسِي بَعْدَ مَا قَدْ تَوَجَّدُ

''ورنہ میری ذات کسی ایک معاملہ کی نعمتوں سے عشر عشیر کو بھی
نہیں پہنچ سکتی۔''

۵ طَالَتْ وُقُوفًا تَذْرِفُ الْعَيْنَ جُهْدَهَا ... عَلَى
طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِي فِيهِ أَحْمَدُ

''مگر آپ کے بعد مجھے تو سخت حزن و ملال لاحق ہو گیا ہے میرا
دل طویل مدت سے کھڑا میری آنکھوں سے پوری طاقت اس قبر
کے نشان پر جس میں احمد مصطفیٰ دفن کر دیے گئے ہیں، یہاں آنسو
بہا رہا ہوں۔''

۶ فَبُورِكْتَ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكَتْ ... بِلَادٌ
ثَوَى فِيهَا الرَّشِيدُ الْمُسَدَّدُ

''اے قبر رسولؐ! تجھے برکت حاصل ہو گئی ہے اور اس بلاد کو
برکت حاصل ہو گئی ہے جن میں ہادی مہدی رسول اللہؐ نے ٹھکانا
لیا ہے۔''

۷ وَبُورِكَ لَحْدٌ مِنْكَ ضُمِّنَ طَيِّبًا ... عَلَيْهِ بِنَاءٌ

مِنْ صَفِيحٍ مُنَضَّدُ

"اور اے قبرِ رسولؐ! تیری لحد بابرکت ہوگئی ہے۔ جس نے ایک پاک وطیب ہستی کو اپنے اندر لے لیا ہے اور جسے اوپر چوڑے پتھروں کو تہہ بہ تہہ بنا دیا گیا ہے۔"

﴿۸﴾ تَهِيلُ عَلَيْهِ التُّرْبَ أَيْدٍ وَأَعْيُنٌ ... عَلَيْهِ وَقَدْ غَارَتْ بِذَلِكَ أَسْعَدُ

"اور جس پر لوگوں کے ہاتھ مٹی ڈال رہے تھے اور آنکھیں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ جب اس طور سے نیک بختیاں اندر دفن ہو رہی تھیں۔"

﴿۹﴾ لَقَدْ غَيَّبُوا حِلْمًا وَعِلْمًا وَرَحْمَةً ... عَشِيَّةَ عَلَوْهُ الثَّرَى لَا يُوَسَّدُ.

"لوگوں نے علم و بُردباری کو علم ومعرفت کو رحمت و برکت کو اس رات میں غائب کر دیا۔ جب لوگ آپ کے اوپر وہ مٹی کا ڈھیر چڑھا رہے تھے جس میں کوئی فرش تک نہ بچھایا گیا تھا۔"

﴿۱۰﴾ وَرَاحُوا بِحُزْنٍ لَيْسَ فِيهِمْ نَبِيُّهُمْ ... وَقَدْ وَهَنَتْ مِنْهُمْ ظُهُورٌ وَأَعْضُدُ.

"اور یہ غم زدہ لوگ اس حالت میں ہوگئے کہ اب ان میں ان کے نبی نہیں اور اب ان کی کمریں اور بازو بالکل کمزور ہوگئے۔"

﴿۱۱﴾ يُبَكُّونَ مَنْ تَبْكِي السَّمَوَاتُ يَوْمَهُ . وَمَنْ قَدْ بَكَتْهُ الْأَرْضُ فَالنَّاسُ أَكْمَدُ.

"یہ لوگ اس ہستی پر رو رہے تھے جس پر اس کی وفات کے دن آسمان اور زمین رو رہی تھی اور لوگ بہت غم زدہ تھے۔"

﴿۱۲﴾ وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةُ هَالِكٍ ... رَزِيَّةَ يَوْمِ

مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدُ ؟

''اور کیا کسی مرنے والے مصیبت کا دن اس دن کی مصیبت کے برابر ہوسکتا ہے جس میں محمدؐ کی وفات ہوئی۔''

⑫ تَقَطَّعَ فِيهِ مَنْزِلُ الْوَحْيِ عَنْهُمْ ... وَقَدْ كَانَ ذَا نُورٍ يَغُورُ وَيُنْجِدُ

''یہ وہ دن ہے جس میں لوگوں سے وہ شخص منقطع ہوگیا جس پر وحی کا نزول ہوتا اور اس کا نور پست و بالا مقامات کو منور کرتا تھا۔''

⑬ فَبَكِّي رَسُولَ اللهِيَا عَيْنُ عَبْرَةً ... وَلَا أَعْرِفَنَّكِ الدَّهْرَ دَمْعُك يَجْمَدُ

''پس اے آنکھ: تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک پر خوب رو اور بڑے بڑے آنسو بہا اور میں کبھی نہ دیکھوں کہ تیرے آنسو خشک ہوگئے ہیں۔''

⑭ وَمَا لَكِ لَا تَبْكِينَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي ... عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يُتَغَمَّدُ

''پس اے آنکھ! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک پر نہیں روتی جس کا ایک حصہ بھی لوگوں کے لیے پورا ہوتا ہے اس نعمت کے مالک پر جواب مستور و مخفی ہے۔''

⑮ جُودِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوعِ وَأَعْوِلِي ... لِفَقْدِ الَّذِي لَا مِثْلُهُ الدَّهْرَ يُوجَدُ

''پس تو ان پر آنسوؤں کے ساتھ اچھی طرح سخاوت کر اور اس ہستی کے فقدان پر چیخیں مار مار کر رو، جس کی مثال زمانہ بھر میں نہیں پائی جاسکتی۔''

⑯ وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ... وَلَا مِثْلُهُ

حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

''اور گزری ہوئی امتوں نے محمدؐ جیسی شخصیت گم نہیں کی اور نہ قیامت تک ان کا مثل گم کیا جا سکتا ہے۔''

وَقَالَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ أَيْضًا ، يَبْكِي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

''حسان بن ثابت کا دوسرا مرثیہ جو آپ نے پاک نبی کریم ﷺ پر آہ وبکاء کیا تھا۔''

① مَا بَالُ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا ... كُحِلَتْ مَآقِيهَا بِكُحْلِ الْأَرْمَدِ.

''تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ اس سے نیند نہیں آتی گویا اس آنکھ کے کناروں میں تنکوں کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔''

② جَزَعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ أَصْبَحَ ثَاوِيًا ... يَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى لَا تَبْعَدْ.

''اس ہادی ومہدی پر آہ وبکا کرنے کی وجہ سے جو اپنے ٹھکانے لگ گیا ہے۔ اے وہ ہستی! جس نے اس زمین کو چل کر بار بار روندا ہے مجھ سے دور نہ ہو۔''

③ بِوَجْهِي يَقِيكَ التُّرْبَ لَهْفِي لَيْتَنِي ... غُيِّبْتُ قَبْلَكَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ.

''میرا چہرہ آپ کو مٹی سے بچائے افسوس کاش میں آپ سے پہلے مدینہ مقبرہ بقیع الغرقد میں دفن کر دیا جاتا۔''

④ أَبِي وَأُمِّي مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ ... فِي يَوْمِ الِاثْنَيْنِ النَّبِيِّ الْمُهْتَدِي.

''اس نبی مہدی پر میرے ماں باپ قربان جس کی وفات دوشنبہ

کو میرے سامنے ہی ہوگئی۔"

⑤ فَظَلِلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهِ مُتَبَلِّدًا ... مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَدِ.

"اس لیے اب میں آپ کی وفات کے بعد حیران وششدر ہوں اور ادھر اُدھر دیکھتا پھرتا ہوں۔ اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔"

⑥ أَأُقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ بَيْنَهُمْ ... يَا لَيْتَنِي صُبِّحْتُ سَمَّ الْأَسْوَدِ.

"کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں گا؟ اے کاش! صبح صبح مجھے کالے ناگوں کا زہر پلا دیا جاتا۔"

⑦ أَوْ حَلَّ أَمْرُ اللهِ فِينَا عَاجِلًا ... فِي رَوْحَةٍ مِنْ يَوْمِنَا أَوْ مِنْ غَدِ

"یا آج کی شام یا کل کی شام میں جلدی سے اللہ کا امر ہمارے لیے نازل ہو جائے۔"

حوالہ جات

(۱) سیرت ابن ہشام باب جلد:۲، صفحہ:۶۶۶ تا ۶۶۹۔
(۲) طبقات ابن سعد باب وفات نبی کریم ان پر مرثیہ جات جلد:۲، صفحہ:۳۲۲۔
(۳) روض الانف باب وفات نبی صفحہ :۴۵۸، جلد :۴۔ تاریخ البدایہ والنہایہ باب وفات پیغمبر جلد:۵، صفحہ:۲۸۰۔

استیعاب، سیرت ابن ہشام، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف

ابن اسحٰق نے کہا: عبداللہ بن رواحہ ان اشعار میں حمزہ بن عبدالمطلب پر آہ وبکاء کرتے ہیں:

بكت عيني وحق لها بكاها ... وما يغني البكاء والعويل

''میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور ایسا ہونا ابھی چاہیے تھا لیکن آہ وبکاء اور شور شیون سے کیا فائدہ؟''

على أسد الإله غداة قالوا ... لحمزة ذاكم الرجل القتيل

''میرے آنسو شیر خدا حمزہؓ پر اس وقت نکل پڑے جب لوگوں نے کہا یہ مقتول آدمی حمزہؓ ہے۔''

أصيب المسلمون به جميعا ... هناك وقد أصيب به الرسول

''حضرت حمزہؓ کے قتل سے تمام مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اور تو اور خود رسول اللہؐ کو اس کا سخت صدمہ ہوا ہے۔''

أبا يعلي لك الأركان هدت ... وأنت الماجد البر الوصول

''اے ابویعلیٰ (کنیت حمزہؓ) تمہارے تمام اعضاء کاٹ ڈالے

گئے، حالانکہ تم ایک شریف، نیک اور سب کے کام آنے والے فرد تھے۔"

علیك سلام ربك في جنان ... يخالطها نعيم لا يزول

"اے حمزہؓ! آپ پر سلام تیرے رب کی جانب سے اور جنت میں لازوال عیش و آرام ملتا رہے گا۔"

ألا يا هاشم الأخيار صبرا ... فكل فعالكم حسن جميل

"اے ہاشمی! جو صبر میں سب سے زیادہ بہتر ہے، تمہارا ہر کام نہایت حسین و جمیل تھا۔"

رسول الله مصطبر كريم ... بأمر الله ينطق إذ يقول

"اللہ کے رسولؐ صابر اور کریم آدمی ہیں۔ وہ جب کچھ فرماتے ہیں اللہ ہی کی بات دہن مبارک سے نکالتے ہیں۔"

حوالہ جات

(۱) تاریخ البدایہ والنہایہ باب غزوہ احد جلد:۴، صفحہ:۵۹۔
(۲) سیرت ابن ہشام ۱۶۲ جلد:۲، باب غزوہ احد۔
(۳) روض الانف جلد:۲، صفحہ:۲۴۲ باب احد۔

شہدائے احد پر مرثیہ

سیرت ابن ہشام جلد:۲، صفحہ:۱۵۱ [شِعْرُ حَسّانٍ فِي قَتْلَى يَوْمِ أُحُدٍ]باب احد

قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ : وَقَالَ حَسّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَبْكِي حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطّلِبِ وَمَنْ أُصِيبَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِصَلّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلّمَ يَوْمَ أُحُدٍ

''ابن اسحاق کہتے ہیں اور حسان بن ثابت نے اس وقت اشعار کہے جس وقت حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے اُحد پر آہ و بکاء کرتے ہیں۔''

غزوۂ احد مسلمانوں کے لیے ایک تکلیف دہ جنگ تھی۔جس میں فاتح لشکر اسلام کو خفت اٹھانی پڑھی۔جیتی جنگ بدنظمی کی بنا پر سخت اور بڑا نقصان اٹھانا پڑھا۔البتہ بعض بہادر شہسواروں نے غضب کی جنگ کی اور شہادت کا رتبہ پایا ان میں حضرت حمزہؓ نمایاں ہیں،اگر چہ آپ کی شہادت پاک نبی کریمؐ کے لیے بڑی تکلیف کا باعث بنی مگر آپ کے بہت سے جانثاروں نے تاریخ بھی رقم کی۔حضرت حمزہؓ اس جنگ کے ہیرو قرار پائے۔ آپ کو تمغہ حسن یہ ملا کہ سید الشہداء،اسد اللہ،اسد لرسول اللہ بن گئے۔اس سے حضرت حمزہؓ کا مقام و مرتبہ کا تعین ہوگیا مگر پاک نبی کریمؐ کا ایک بازوں کٹ گیا اور یہ واقعہ کے بنو ہاشم کے غم وگریہ کا سامان فراہم کرگیا۔اب شعراء کس نظر سے دیکھتے ہیں اس جانب ایک نظر کرتے ہیں۔

يا مَيّ قُومِي فَانْدُبِنْ ... بِسُحَيْرَةٍ شَجْوَ النّوَائِحِ

"اے میری ماں! اُٹھ کھڑی ہو اور نوحہ کرنے والیوں کا سا غم واندوہ لے کر مقام کثیرہ فریادوں سے لبریز نوحہ کر۔"

كَالْحَامِلَاتِ الْوِقْرِ بِالْ ... ثِقَلِ الْمُلِحَاتِ الدَّوَالِحِ

"ان عورتوں کی طرح نوحہ کر جو زبردست بوجھ کو پوری مشقت کے ساتھ اٹھا رہی ہیں۔"

الْمُعْوِلَاتُ الْخَامِشَاتُ وُجُوهَ حُرَّاتٍ صَحَائِحِ

"جو عورتیں منہ نوچ نوچ کر با آواز بلند نوحہ اور آہ وبکاء کر رہی ہیں، ان کے چہرے آزاد اور شریف عورتوں کے چہرے ہیں۔"

وَكَأَنَّ سَيْلَ دُمُوعِهَا الْ ... أَنْصَابُ تُخْضَبُ بِالذَّبَائِحِ

"ان کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنگ انصاب ہے، جو قربانی کے جانور کے خون سے رنگا ہوا ہے۔"

يَنْقُضْنَ أَشْعَارًا لَهُنَّ ... هُنَاكَ بَادِيَةَ الْمَسَائِحِ

"یہ نوحہ خوان عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں۔ ان کی مینڈیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔"

وَقَالَ كَعْبٌ أَيْضًا يَبْكِي حَمْزَةَ

"کعب حضرت حمزہؓ پر آہ وبکاء کرتے ہیں۔"

صَفِيَّةَ قُومِي وَلَا تَعْجِزِي ... وَبَكِّي النِّسَاءَ عَلَى حَمْزَةِ

"اے صفیہؓ! اُٹھ کھڑی ہو، عاجزی ومجبوری نہ دیکھ اور حضرت حمزہؓ پر آہ وبکاء کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کر۔"

وَلَا تَسْأَمِي أَنْ تُطِيلِي الْبُكَا ... عَلَى أَسَدِ اللهِفِي الْهِزَةِ

''اگر اللہ کے اس شیر پر جو میدان جنگ کے اندر حرکت میں آ جاتا تھا طویل سے طویل مدت تک آہ وبکاہ کی نوبت آئے تو اکتانہ جانا۔''

فقَدْ كَانَ عِزًا لِأَيْتَامِنَا ... وَلَيْثَ الْمَلَاحِمِ فِي الْبِزَةِ

''وہ ہمارے یتیموں کے لیے دوسروں پر غالب آ جاتا ہے اور بڑے بڑے معرکوں میں اسلحہ جنگ کے ساتھ کود جانے والا شیر ہے۔''

يُرِيدُ بِذَاكَ رِضَا أَحْمَدِ ... وَرِضْوَانَ ذِي الْعَرْشِ وَالْعِزَةِ

''اس سے اس کا مقصد بجز اس کے کچھ نہیں تھا وہ رسول اللہؐ اور وہ مالک ارض وسماء اور صاحب قوت خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔''

حضرت جعفرؓ طیار پر حسان بن ثابت کا ماتم اور مرثیہ

سیرت ابن ہشام، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف

[شِعْرُ حَسّانَ فِي بُكَاءِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ]وَقَالَ حَسّانُ بْنُ ثَابِتٍ يَبْكِي جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

وَلَقَدْ بَكَيْتُ وَعَزّ مُهْلَكُ جَعْفَرٍ ... حِبّ النّبِيّ عَلَى الْبَرِيّةِ كُلّهَا

''دنیا میں رسول اللہؐ کے سب سے زیادہ محبوب جعفرؓ کی ہلاکت

وشہادت مجھ پر بہت گراں گذری ہے اس لیے میں رو پڑا۔''

وَلَقَدْ جَزِعْت وَقُلْت حِينَ نُعِيتَ لِي . مَنْ
لِلْجِلَادِ لَدَى الْعُقَابِ وَظِلِّهَا
بِالْبِيضِ حِينَ تُسَلّ مِنْ أَغْمَادِهَا ... ضَرْبًا
وَإِنْهَالِ الرِّمَاحِ وَعَلّهَا

''اے جعفرؓ جس وقت آپ کی شہادت کی خبر ہمیں دی گئی ہے میں غم سے چیخ کر کہا جس وقت تلواروں کو ان کے نیاموں سے مارنے کے لیے نکالا جائے گا اور جس وقت نیزے یکے بعد دیگر متواتر اپنی پیاس بجھائیں گے اس وقت اور نیزوں کو لے کر کون کون ہوگا جو رسول اللہؐ کے جھنڈے عقاب نامی اور اس کے سائے کے نیچے آ کر حضرت جعفرؓ کے بعد دشمنوں کا مقابلہ کرے گا۔''

بعْدَ ابْنِ فَاطِمَةَ الْمُبَارَكِ جَعْفَرٍ خَيْرِ الْبَرِيّةِ
كُلّهَا وَأَجَلّهَا.

''وہ جعفر جو فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے مبارک بیٹے اور ساری دنیا میں بہترین انسان ہیں۔''

(حوالہ جات)

(۱) سیرت ابن ہشام سریہ موتہ صفحہ:۳۸۶، جلد:۲۔
(۲) تاریخ البدایہ والنہایہ غزوہ موتہ جلد:۴، صفحہ:۲۵۷۔

شِعْرُ حَسّانَ فِي بُكَاءِ ابْنِ حَارِثَةَ وَابْنِ رَوَاحَةَ

سیرات ابن ہشام باب سریہ موتہ صفحہ:۳۸۷، جلد:۲

قَالَ حَسّانُ بْنُ ثَابِتٍ فِي يَوْمِ مُؤْتَةَ يَبْكِي زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَعَبْدَ اللهِبْنَ رَوَاحَةَ

(زید بن حارثہ وعبداللہ بن رواحہ پر ماتم ومرثیہ)۔

عَيْنِ جُودِي بِدَمْعِك الْمَنْزُورِ ... وَاذْكُرِي فِي الرّخَاءِ أَهْلَ الْقُبُورِ

''اے چشم پرنم! روتے روتے خشک ہوجانے کے باعث تیرے آنسو جو تھوڑے رہ گئے ہیں۔کافی نہیں ان میں کسی نہ کسی طرح آنسوؤں کا اور اضافہ کر اور خوب خوب رو فرصت کے اوقات میں قبروں کے اندر پہنچ جانے والوں کو خوب یاد کرو۔''

وَاذْكُرِي مُؤْتَةَ وَمَا كَانَ فِيهَا ... يَوْمَ رَاحُوا فِي وَقْعَةِ التّغْوِيرِ

''اے چشم پرنم! موتہ کو یاد کر اور موتہ میں جو ہوا وہ یاد کر جب مسلم افواج کا فرار اختیار کرنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔''

حِينَ رَاحُوا وَغَادَرُوا ثَمّ زَيْدًا ... نِعْمَ مَأْوَى الضّرِيكِ وَالْمَأْسُورِ

''جس وقت وہ واپس آئیں اور وہ زید بن حارثہ کو وہی چھوڑ

آئیں حالانکہ اس غریب قیدی کا یہ اچھا ٹھکانا ہو گیا ہے۔"

حِبَّ خَيْرِ الْأَنَامِ طُرًّا جَمِيعًا ... سَيِّدَ النَّاسِ حُبُّهُ فِي الصُّدُورِ

"ساری دنیا میں جو کل مخلوق سے اعلیٰ وارفع ہستی ہیں زید بن حارثہ ان کے محبوب تھے۔ لوگوں کے سردار تھے، ان کی محبت آج ہمارے سینوں میں پوشیدہ ہے۔"

ذَاكُمْ أَحْمَدُ الَّذِي لَا سِوَاهُ ... ذَاكَ حُزْنِي لَهُ مَعًا وَسُرُورِي

"یہ صرف احمد مجتبیٰ کی ہستی ہے۔ اس کے سوائے اور کوئی ہستی ہے جن کے حزن و ملال اور جن کے سرور و انبساط میں ہم برابر کے شریک ہیں۔"

إِنَّ زَيْدًا قَدْ كَانَ مِنَّا بِأَمْرٍ ... لَيْسَ أَمْرَ الْمُكَذِّبِ الْمَغْرُورِ

"یہ وہ زید ہیں جو سب کی طرف سے ایک امارت کے کام پر مقرر کیے گئے تھے اور یہ کام کوئی جھٹلائے فریب خوردہ لوگوں کا منہ نہ تھا۔"

وَقَالَ شَاعِرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِمَّنْ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ :

كَفَى حَزَنًا أَنِّي رَجَعْتُ وَجَعْفَرٌ ... وَزَيْدٌ وَعَبْدُ اللهِ فِي رَمْسِ أَقْبُرِ

قَضَوْا نَحْبَهُمْ لَمَّا مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ ... وَخُلِّفْتُ لِلْبَلْوَى مَعَ الْمُتَغَبِّرِ

ثَلَاثَةُ رَهْطٍ قُدِّمُوا فَتَقَدَّمُوا ... إِلَى وِرْدِ

مَكْرُوهٍ مِنَ الْمَوْتِ أَحْمَرِ

''میرے لیے یہ غم کیا کم تھا میں ایسی حالت میں لوٹ کر آ گیا
کہ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کی سرزمین موتہ میں قبروں
کی مٹی کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ان اکابر نے اپنی شہادت کے
رستے پر چل کر اپنا مقصد پورا کر لیا ہے۔ میں امتحان و آزمائش
کے لیے زندہ رہ گیا۔ یہ تینوں گروہ تھے جو آگے بڑھائے اور یہ
موت کے اس ناپسندیدہ اور سرخ گھاٹ کی طرف بڑھ بھی
گئے۔''

طف کربلا کے مقتولوں کا مرثیہ

تاریخ مسعودی ،تاریخ البدایہ والنہایہ،سیرت ابن ہشام،تاریخ
الخلفاءاستعیاب

رثاء قتيل الطف

وفي قتيل الطف يقول سليمان بن قتة
يرثيه على ما ذكره الزبير بن بَكّار في
كتاب أنساب قريش من أبيات:

''طف کے مقتولوں کے متعلق سلمان بن قتہ اس کے مرثیہ میں
کہتا ہے جسے زبیر بن بکار اپنی کتاب انساب قریش میں کرتا
ہے۔''

فإن قتيلَ الطف من آل هاشم ... أذ لّ
رقاباً من قُرَيْش فَذَلّتِ.

''اور آل ہاشم میں سے طف کے مقتولوں نے قریش کی گردنیں
جھکا دی ہیں۔''

فإن يُتْبِعُوه عائذ البيت يُصْبِحُوا ... كَعَادٍ

تعمت عن هُدَاهَا فَضَفتِ

''پس اگر انہوں نے اُسے بیتِ اللہ میں پناہ لینے والے کے پیچھے لگا تو وہ عاد کی طرح ہو جائیں گے جو اپنے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہو گئی تھیں۔''

أَلَم تَر أنَ الأرض أضحت مريضة ... بقَتْل حُسَيْن والبلاد اقْشَعَرّتِ

''کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ حسینؑ قتل ہونے سے زمین بیمار ہو گئی ہے اور ملکوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔''

فلا يُبْعِدُ الله الديار وأهلها ... وإن أصبحت منهم برغمي تَخَلَّتِ

''پس اللہ تعالیٰ مکانوں اور مکینوں کو تباہ کرے اگرچہ وہ مرے خیال کے برعکس خالی ہو گئے ہیں۔''

کتب حوالہ جات

(۱) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام باب غزوہ احد صفحہ:۹۱، جلد:۲۔

(۲) ہشام باب سریہ موتہ صفحہ:۳۸۷، جلد:۲۔

(۳) وفات نبی۔ صفحہ:۷۰،۲۲۲، جلد:۳۔ استیعاب صفحہ:۱۱۱، جلد:۱ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب:۳ تاریخ مسعودی باب جلد:۱ صفحہ:۳۷۲۔

(۴) تاریخ الخلفاء سیوطی:۵۹۔

(۵) تاریخ البدایہ والنہایہ سن اکسٹھ ھجری باب مرثیہ امام عالی مقام جلد:۸، صفحہ:۲۱۱۔

باب نونزدهم

شعائر الاسلام

شعائر اللہ کیا ہے؟

ہر شیء جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ شعائر ہے لیکن جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے یا پاک نبی کریم نے کلام میں کرتے ہوئے حرام اور حلال میں تعین کر دی گئی ہے وہ شعائر اسلام ہیں۔

تفسیر الکبیر الرازی

وأما [شعائر الله] فهي أعلام طاعته ، وكل شيء جعل علماً من أعلام طاعة الله فهو من شعائر الله ،

''شعائر اللہ وہ ہیں جس کی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت پائی جائے اس کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔''

پہاڑ شعائر اللہ ہیں

جناب ہاجرہؑ کا پانی کی تلاش کے لیے نکلنا ان کی پریشانی بڑھتی گئی کہ بیٹے حضرت اسماعیل کی پیاس کی شدت نے اسے مجبور کر کے رکھ دیا تھا اور بالآخر پانی کی تلاش کے لیے نکل پڑی، پھر ایک پہاڑ صفا سے دوسرے پہاڑ مروہ پر جا کر رک جاتی تھی اس خیال سے کہیں کوئی درندہ اس کے بیٹے کو اُٹھا نہ لے جائے، پھر اس کی محبت میں پلٹ آتی تھی اور پیار اور حوصلہ دے کر چل پڑتی تھی۔ لیکن بیٹے کا آنکھوں سے اُوجھل ہونے سے دل میں تسلی اور سکون نہ ہونے کی بنا پر لوٹ آتی تھی۔ ہاجرہؑ کا یہ بار بار ایسا عمل کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو شعائر ابراہیمؑ قرار دیا تھا۔ اور ملتِ اسلامی کو حج کے مناسک سے جوڑ دیا ہے۔ قرآنِ حکیم نے یوں ارشاد فرمایا تھا:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ
اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ
تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ (البقرۃ)

''بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، چنانچہ جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کے (درمیان) چکر لگائے، اور جو شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یقیناً اللہ (بڑا) قدر شناس (بڑا) خبردار ہے۔''

قربانی کے جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے، جھوٹے باندھ دیے جائیں یا اونٹ کی کوہان کو زخمی کر دیا جائے اس علامت سے ان جانوروں کو شعائر اللہ کہتے ہیں۔

جانور کا احترام کرنا اور اس کی ضرورت پوری کرنا ایک انسان پر لازم ہے۔ اس کو قید کر رکھا ہو یا اس سے خدمت حاصل کر رہا ہو۔ قربانی کے لیے وہ حلال جانور جس کا گوشت کھایا جانے کا حکم ہے۔ اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے قانون سازی کر رکھی ہے۔ لیکن وہ حلال جانور جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قربانی کے لیے مختص کر دیا گیا ہو یا اس کو بیت اللہ کی جانب لے جانے کے لیے گلے میں پٹہ یا کوئی زخم لگا دیا گیا ہو ایسی چیز جو عرف میں علامت کے طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ جانور بیت اللہ کی جانب قربانی کے لیے مختص ہے۔ اس کا احترام لازم ہو جاتا ہے۔ اور اس جانور کی بے حرمتی حرام ہو جاتی ہے۔

چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب بھی شعائر اللہ ہیں

ان چار مہینوں میں کسی مسلمان کو حق نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص یا قوم جو مسلمان بھی نہ ہو مگر بیت اللہ کے احترام کے لیے کوئی علامت بطورِ نذرانہ، ہدی، جانور لے کر آئیں۔ ان کو اس عرصہ میں مت روکو اور زیادتی نہ کرو، بلکہ ان کو بھی اعمال ادا کرنے دو۔ اس پر قرآن حکیم نے اس طرح انسان کے لیے رہنمائی فرمائی ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآىِٕدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۲ [المائدۃ]

''اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت (وادب) والے مہینے کی (یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں سے کسی ماہ کی) اور نہ حرمِ کعبہ کو بھیجے ہوئے قربانی کے جانوروں کی اور نہ مکّہ لائے جانے والے ان جانوروں کی جن کے گلے میں علامتی پٹے ہوں اور نہ حرمت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا قصد کر کے آنے والوں (کے جان و مال اور عزت و آبرو) کی (بے حرمتی کرو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کا فضل اور رضا تلاش کر رہے ہیں، اور جب تم حالتِ اِحرام سے باہر نکل آؤ تو تم شکار کر سکتے ہو، اور تمہیں کسی قوم کی (یہ) دشمنی کہ انہوں نے تم کو مسجدِ حرام (یعنی خانہ کعبہ کی حاضری) سے روکا تھا اس بات پر ہرگز نہ ابھارے کہ تم (ان کے ساتھ) زیادتی کرو، اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ (نافرمانی کرنے والوں کو)

سخت سزا دینے والا ہے۔"

قربانی کے بڑے حلال جانور شعائر اللہ ہیں

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ [الحج]

"اور قربانی کے بڑے جانوروں (یعنی اونٹ اور گائے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے۔ ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ پس تم (انہیں) قطار میں کھڑا کر کے (نیزہ مار کر نحر کے وقت) ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب وہ اپنے پہلو کے بل گر جائیں تو تم خود (بھی) اس میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھے رہنے والوں کو اور سوال کرنے والے (محتاجوں) کو (بھی) کھلاؤ۔ اس طرح ہم نے انہیں تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم شکر بجالاؤ۔"

(پروفیسر طاہر القادری)

اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ۚ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ [المائدة]

① اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت آویزاں جانوروں کو یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے،(ترجمہ احمد رضا خان بریلوی)

④ ''اللہ نے عزت (وادب) والے گھر کعبہ کو لوگوں کے (دینی و دنیوی امور میں) قیام (امن) کا باعث بنا دیا ہے اور حرمت والے مہینے کو اور کعبہ کی قربانی کو اور گلے میں علامتی پٹے والے جانوروں کو بھی (جو حرم مکہ میں لائے گئے ہوں سب کو اسی نسبت سے عزت و احترام عطا کر دیا گیا ہے)، یہ اس لئے کہ تمہیں علم ہو جائے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے بہت واقف ہے۔''

(ترجمہ پروفیسر طاہر القادری)

⑤ ''خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کے لیے موجب امن مقرر فرمایا ہے اور عزت کے مہینوں کو اور قربانی کو اور ان جانوروں کو جن کے گلے میں پٹے بندھے ہوں یہ اس لیے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب کو جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے۔''(مولانا جالندھری)

مساجد، شعائرِ اسلام ہیں

مساجد مٹی، پتھر، لوہا، سمنٹ وغیرہ کا نام ہے۔ جس طرح انسان اپنے گھر کی تعمیر کرتا ہے اس طرح یہ گھر بھی تعمیر ہوتا ہے ان وسائل کے ساتھ جو اپنے یا پرائے چندہ وغیرہ سے تعمیر ہونے والے گھر کو جب یہ نیت باندھ کر لی جاتی ہے اس گھر میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دین کی ترویج کرنا ہوگئی تو عمارت جو مٹی اور پتھر سے وجود میں آئی تھی مقدس حیثیت اختیار کر جاتی ہے چونکہ اس کے بنانے میں یا وقف کرنے میں عمارت یا جگہ کا مکان و مرتبہ بڑھ جاتا ہے پس اس کی بے حرمتی کرنا ناجائز ہو جائے گی، اس طرح جانوروں میں جس جانور کو اللہ کے نام پر وقف کر دیا جائے اور خاص علامت دے دی

جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا شعائر بن گیا ہے۔اس کی توہین کرنا حرام ہو جاتا ہے۔پس انسان کی نیت عبادت کی ہے تو ہر شی مقدس بن جائے گی۔اگر کوئی عبادت کے نام اداروں کا قیام،عیدگاہیں،امام بارگاہیں،حرم الانبیاء،حرم ائمہ علیہم السلام،اور علامتیں قرار دیتا ہے تو یہ شعائر اللہ ہوں گی اس شرط کے ساتھ اس میں عبادت الٰہی مراد ہو۔ورنہ شعائر مسلک بن جائیں گے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا [جن]

''اور یہ کہ سجدہ گاہیں اللہ کے لئے (مخصوص) ہیں،سو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔''

يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ [البقرۃ]

''اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے! انہیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے،ان کے لئے دنیا میں (بھی) ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔''(پروفیسر طاہر قادری)

بیت اللہ میں حج کے موقعہ پر کسی شے کو مارنا اور ڈرانا حرام ہے

حلال جانور کا استعمال اور حرام جانور سے فوائد حاصل کرنا اور انسان کے دشمن جانور و درندوں کا مارنے کا حکم ہے لیکن ایک حاجی جب حج کے لیے نیت کر کے سرزمین مقدس مکہ کے حرم کعبہ کے اندر حالت احرام میں قیام پذیر ہوتا ہے تو ہر قسم کے جانور سے

زیادتی کرنا حرام ہے اور قابلِ موخذہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور ہر مخلوق کو اس دھرتی پر محفوظ بنایا ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ حلال مال حرام ہوگیا اور حرام حلال ہوگیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ہر ظلم وستم سے محفوظ بنایا (بشرطیکہ دشمن اس پر قبضہ نہ کرے) اس طرح شی کو یہ رعایت دی ہے کہ اس سرزمین پر خود کو مامون سمجھے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی شعائر اللہ ہیں

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے شہر اور زمین شعائر اللہ ہیں۔ اس زمین کی توہین کرنا اس پر قتل اور فساد کرنا یا اس کو پامال کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اگر کوئی ایسی نیت سے کرتا ہے تو واجب القتل ہونے کے علاوہ وہ مرتد بھی ہے۔ جس کی بخشش ناممکن ہے۔ یہ حدود حرم ہیں جو احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

کتاب اللہ اور انبیا کرام بھی شعائر اللہ ہیں۔ کتاب اللہ اور انبیا کرام بھی شعائر اللہ ہیں۔ ان کی توہین کرنا' ستوجب سزا ہے۔ اور ایک مسلمان پر ان کا احترام کرنا فرض ہے۔ اس طرح غیر مسلم کو بھی ان کا احترام کرنا لازم ہے۔ اگر بے حرمتی کی نیت کرتے ہوئے کوئی ایسا عمل کرے جس سے توہین کا پہلو نکلتا ہو تو وہ بھی مستحق سزا ہے اس طرح ازواج مطہرات اور ائمہ اطہارؑ اور مومن صحابہ کرام پر بے حیا تنقید اور خلاف واقعہ بیان کرنا بھی ناجائز ہے۔

نوٹ: شعائر اسلام کی فہرست طویل ہے لہذا چند مثالیں دینا مطلوب تھیں۔

شعائر مسلک

بعض علامات ایسی ہیں جن کی مسلک عزت اور احترام کرتا ہے، جیسے مسلمانوں کی مساجد اور دیگر عبادگاہیں غیر مسلم کو احترام کرنے کا حق دیتا ہے اور ان کی توہین کو شعائر اللہ کی توہین جانی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان پر غیر مسلم عبادت گاہوں کا احترام بھی لازم ہے۔ جس کی توہین کے پہلو میں ہر ریاست نے قانون سازی اور سزا قائم کر رکھی

ہے۔ یا اس کی بے حرمتی میں فساد کی بنیاد ہو ایسا کرنا بھی حرام ہے۔ اس طرح اگر کوئی طبقہ کسی عملِ مباح کو عبادت کا درجہ دیتا ہے جیسے انبیاء کرام، صحابہ کرام، آئمہ اطہار، آئمہ فقہ، ائمہ احادیث، اولیاء کرام کے مزار اور مقابر کو دینی خدمات کے سبب جانتا ہے اور زیارت کو باعثِ ثواب جانتا ہے تو اس کی بے حرمتی ناجائز ہے اور توہین باعث فساد ہے۔ چونکہ یہ ان کے مسلک کے پہچان کی علامات ہیں۔ اس طرح ایک کالا یا سبز جھنڈا اور ذوالجناح یا وہ تبرکات جو آپ (نبی کریمؐ) سے ثابت ہیں جو یہ واقعہ، تاریخ، قوم کی پہچان کی علامات بن چکے ہیں کہ یہ پاک نبی کریم ﷺ کے نشانیوں میں سے اس طرح کہ جھنڈا اسلامی شعائر کا ایک ذریعہ ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے کوئی جنگ ایسی نہ تھی جو علم (جھنڈا) سے خالی تھی، بلکہ یہ اسلام اور کفر کے فرق میں نمایاں کردار ادا کرتا تھا جو کہ غزوۂ خندق اور غزوۂ خیبر میں اس کی اہمیت اس لیے بڑھ گئی تھی کہ آپ نے مقامِ خیبر میں ہر شخص کو جھنڈا فراہم کیا جس نے بھی لشکر اسلام کے قیادت کی خواہش فرمائی، لیکن فتح کا سہرا کسی اور کے سر پر سجنا تھا۔ آپؐ نے افواج کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کل یہ جھنڈا اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ و رسولؐ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں، وہ بڑھ بڑھ کے حملہ کرنے والا ہے، مگر راہ فرار اختیار نہیں کرتا۔ بالآخر یہ سعادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نصیب ہوئی تھی۔

(خصائص نسائی، طبری، کامل، بخاری، مسلم کتب بسیار میں ہے)

آج بھی اگر جہاد اسلامی ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ دین کی بقا کے لیے جو آج موت ہے وہ بھی شہادت ہے چونکہ اس دین کی بقا کے لیے پاک نبی کریمؐ کے اقوال اور عمل افواج، وہ علامات جو آپ رسول اللہؐ اپنایا کرتے تھے جیسے یہ جھنڈے، لباس، تلوار، یا موجودہ زمانہ کا جدید اسلحہ تو سنت نبوی ہے کہ اس جدید ماحول کے ساتھ دشمنِ اسلام سے دفاع کریں۔ اس طرح زمانہ قدیم میں سفر و حضر کے علاوہ سواری اونٹ، گھوڑا ہی زیادہ استعمال ہوتے تھے اگر ان کو آج بھی استعمال کیا جانا مطلوب ہو تو وہ اس زمانے کی عکاسی ہوگا۔

آج ایک ریاست کے اندر جہاں کثیر المذاہب موجود ہوں۔ ان کے مذہب کے

مطابق اپنے اپنے شعائر ہیں اور وہ ہر مسلک کی پہچان ہیں، مثلاً ہر سیاسی اور مذہبی پارٹیوں نے اپنی اپنی پہچان کے لیے اپنا پرچم تیار کر رکھا ہے اور یہ پرچم اس مسلک یا پارٹی کی پہچان ہے۔ کوئی طبقہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی میری پہچان کی توہین کرے، لہٰذا ذوالجناح، تعزیہ اور علم بھی ایک علاماتی نشان ہیں، جو وہ اس زمانے کے حالات اور مصطفوی سنت اور تاریخ کربلا کی نشاندھی کرتے ہیں اسی طرح زمانہ تبدیل ہو گیا وسائل اور حالت تبدیل ہو گے، مگر حج کی جانب جاتے وقت قربانیاں انہی جانوروں کی دی جاتی ہیں جو پاک نبی کریمؐ کے زمانے میں تھے زمانہ ترقی کرنے کے باجود اس قربانی میں تبدیلی نہیں آئی اگر حج کے مناسک میں سے ایک بھی ٹوٹ جائے تو حج نہیں ہوگا۔ اس طرح جہاں پیدل سفر کرنا ہے طواف کعبہ اور صفاو مروہ پر دوڑنا ہے۔ جس سے اعمال وابستہ ہیں وہ پیدل ہوگا۔ آج سر کے بالوں کو حلق کرنا ہے۔ کیا یہ دین کی بنیادیں نہیں ہیں اور وہ قربانیاں جو حاجی خاص علامات کے ساتھ لاتا ہے جس کا احترام لازم ہو گیا ہے تا قیامت علامات اور شعائر زندہ رہیں گے تو ایک مسلمان پر من وعن اتباع کرنا فرض ہے۔ اور کسی غیر مسلم کو اور مسلمان کو بھی حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ ان اسلامی شعائر اللہ شعائر مسلک میں مداخلت کریں۔ اور ان کی بے حرمتی کرے۔ شعائر مسلک کی چند مثالیں قارئین کی نظر کی جاتی ہیں۔

تقلید مذہب

امت نے دین کی راہنمائی کے لیے تقلید کا رستہ اختیار کیا ہے۔ آج کروڑوں انسان کسی نہ کسی مجتہد اعلم کے ساتھ منسلک ہے، اگرچہ ایک طبقہ زندہ مجتہد اور دوسرا طبقہ مردہ مجتہدین کو اپنا دینی پیشوا قرار دیتا ہے، مگر ہر زمانہ میں ان کے احکام اور فتاویٰ تمام اسلامی ممالک قبول کرتے ہیں۔ اگر ان پر بے جا تنقید کی جائے تو اس مسلک کے افراد کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اس طرح کشیدگی بڑھتی ہے۔ ہر مسلک کے فتویٰ کی حجت اس کے ماننے والے مقلدین پر ہے مگر دوسروں کے لیے اس کا احترام کرنا لازمی ہے۔

رمضان کے نوافل

رمضان میں نوافل پاک نبی کریمؐ سے ثابت ہیں۔لیکن ان نوافل کی تعداد میں اختلاف ہے۔اس طرح رمضان میں پاک نبی کریمؐ سے جماعت ثابت نہیں لیکن اہلِ سنت کے مطابق حضرت عمرؓ نے اس نوافل کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور صدیوں سے مسلمان رمضان میں اس کو جماعت سے ادا کرتے ہیں جب کہ مکتب اہل بیتؑ ان نوافل کو انفرادی طور پر ادا کرنے کا حکم دیتا ہے لہذا یہ بھی شعائر المسلک ہے۔اس کا احترام دوسروں کے لیے لازمی ہے جو اس کو جماعت قرار نہیں دیتے۔اس پر احترام لازمی ہے۔

تین طلاق

اسلام کے تمام طبقوں میں ایک مرتبہ تین طلاق دینے اور واقعہ ہونے میں اختلاف ہے۔مذاہب اربع ایک نشست میں دی گئی تین طلاق کو تین طلاق موثر قرار دیتے ہیں۔ اس کے مقابل مکتب غیر مقلد اور اہلِ بیتؑ اطہار کے مفسر اور مجتہدین ایک نشست میں دی گئی تین طلاق کو ایک طلاق کہتے ہیں۔اس کو قرآن حکیم اور احادیث سے اپنے اپنے نقطہ نظر سے حکم کا استنباط کرتے ہیں، البتہ جس مسلک میں تین طلاق ایک نشست میں حجت ہیں تو یہ ان کے لیے حجت ہیں اور جس کے نزدیک تین یا زیادہ ایک وقت میں دی جانے والی طلاق ایک رجعی واقعہ ہوگی تو ان کے لیے حجت ہیں۔اس طرح کثیر التعداد مثالیں شعائر مسلک کی موجود ہیں جو جس کا مسلک ہوگا اس پر حجت ہوگا دوسروں کو بلاضرورت تنقید کرنا کا حق نہیں ہے۔

تقریباتِ میلاد، محرم، تنظیمی، احتجاجی، جلسے اور جلوس

ہر مسلک کی ترویج اور اشاعتِ دین کے طریقے عرف میں معروف ہو جاتے ہیں تو پھر اس کے پیروکار اس پر عمل و درآمد کرتے ہیں۔اس کی مثال ربیع الاول کے ماہ میں مختلف ایام میں پاک نبی اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر ملک پاکستان کے کونے

کونے سے ہر بڑے اور چھوٹے شہر میں اس ولادت باسعادت کی خوشی میں تبلیغی تقریبات کے علاوہ جلسے، جلوس اور ریلیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس طرح سیاسی اور مذہبی تنظیمیں اپنے پروگرام کی نشرواشاعت کے علاوہ اپنے قائدین کے استقبال کرتے وقت یا جلسے کا کامیاب کے لیے ریلیوں کا بھی خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔ بنابر ملک کے اندر اور باہر جب مسلمانون کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ جب مذاق یا توہین کی جاتی ہے تو ہر مسلک اپنے عقیدے کے مطابق مزاحمتی جلسے اور جاسوس کے علاوہ اجتماعی تقریبات انعقاد کرتے ہیں۔ اس طرح محرم میں پاک نبی کریمؐ کے لخت جگر اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے یاد میں عزاداری کا انتظام ہوتا ہے۔ اقوام عالم میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں تقریبات کے علاوہ اپنے مسلک کے مطابق جلسہ اور جلوس نکالتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام مسالک اپنے اپنے مخصوص مقامات پر سالانہ تبلیغی وتربیتی اجتماعات کا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ تمام عمل اور کوشش مباح ہے۔ جو جوازیت پر دلالت ہے ملکی آئین میں مذہبی آزادی ہے اس بنا پر یہ تمام اقدامات شعائر مسلک ہیں۔

> ''حج کے لیے وہ قربانی کا جانور جس کو زخم یا گلے میں جوتا یا پٹہ ڈال دیا جائے اس کا احترام لازم اور بے حرمتی حرام ہے۔ اس طرح جب ذوالجناح، علم اور تعزیے امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کی یاد میں خاص کر دیا جائے تو ان شعائر کا احترام لازم اور بے حرمتی حرام ہو جاتی ہے۔''

سورہ المائدہ کی آیت (۹۷،۲) میں ان جانوروں کا ذکر کیا گیا جو مسلمان حج کے ارادے سے قربانیاں کو ساتھ لے کر کعبۃ اللہ کی جانب جاتے ہیں اور ان کے گلے میں پٹہ یا کوئی علامت ڈال دی جاتی ہے یا اس کی کوہان کو زخمی کیا جاتا ہے، تو ایسے قربانی والے جانور کی بے حرمتی کرنا شریعت مقدس میں حرام قرار دیا گیا ہے، چونکہ ان کی نسبت کعبۃ اللہ کی جانب ہے اس طرح اگر کوئی اتباع سنت کرتا ہے تو مسلمانوں پر اس کا احترام لازم

ہوجاتا ہے لہذا جو ایک مکتبہ فکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کربلا کے شہداء کی یاد میں غم مناتے ہیں اور وہ اس واقعہ کو ایک ذوالجناح اور اسلامی جھنڈے کو بطور واقعہ کی عظمت کی بلندی اور واقعہ نگاری پیش کرتے ہیں تو ان اونٹوں کی مانند ان کا احترام بھی لازمی ہوجاتا ہے اور یہ شعائر المسلک ہیں۔ اس پر قربانیوں کے جانوروں کی عزت اور احترام پر مترجمین اور مفسرین کی آراء بیان کی جاتی ہے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا

[المائدہ ۵]

① ''اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت (وادب) والے مہینے کی (یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب میں سے کسی ماہ کی) اور نہ حرم کعبہ کو بھیجے ہوئے قربانی کے جانوروں کی اور نہ مکہ لائے جانے والے ان جانوروں کی جن کے گلے میں علامتی پٹے ہوں اور نہ حرمت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا قصد کرکے آنے والوں (کے جان و مال اور عزت و آبرو) کی (بے حرمتی کرو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کا فضل اور رضا تلاش کررہے ہیں۔''

(ترجمہ پروفیسر طاہر قادری)

② ''مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کردیئے گئے ہوں اور) جن کے گلوں میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جارہے ہیں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی

خوشنودی کے طلبگار ہوں۔(ترجمہ مولانا جالندھری)

﴿۳﴾ ''اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہرالو اللہ کے نشان (ف ۵) اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں اور نہ ان کا مال وآبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں۔ اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی چاہتے۔''(ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی)

﴿۴﴾ مفسر تفسیر مظہری تحریر کرتے ہیں:

''ابوعبیدہ نے کہا: شعائر اللہ سے مراد ہیں قربانی کے وہ جانور جو حاجی کعبہ کو بھیجتا ہے۔ شعائر علامت بنا دینا (یہ لغوی معنی ہے۔) اونٹ کے کوہان کے ایک پہلو کو کسی قدر چیر دیا جاتا تھا کہ اس سے خون بہنے لگتا تھا۔ یہ خصوصی علامت تھی اس امر کی کہ یہ اونٹ قربانی کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ زخم کر دینے کو شعائر اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیاں کو اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹا ڈال کر پہچان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا۔''

﴿۵﴾ مفسر معارف القرآن لکھتے ہیں:

''اے ایمان والو حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیوں کو اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹا ڈال کر پہچان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا۔''

﴿۶﴾ مفسر تفسیر نعیمی تحریر کرتے ہیں:

''اور ان جانور کی بے حرمتی نہ کرو جو مکہ مکرمہ ذبح کے واسطے بطور

ہدی لے جایا جا رہا ہو اور نہ ہدی جانوروں کے ہاروں کی بے حرمتی کرو جو ان کے گلے میں ڈالے گئے ہیں۔ بطور علامت کے نہ ان لوگوں کو حلال ٹھہراؤ جو بیت اللہ شریف کے ارادا سے حج و عمر کرنے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ نفع کے لیے لے جا رہے ہیں۔''

شعائر ریاست

ہر ریاست ملکی نظام چلانے کے لیے چند چیزیں متعارف کرواتی ہے۔ جس سے اس کی پہچان ہے۔ جیسے دار حکومت، ملکی سرحد، کرنسی، جھنڈا، آرمی کی وردی، حکومتی دستور، یا مذہبی علامت وغیرہ تو ریاست جب ان کو شعائر ریاست کا خطاب دیتی ہے تو پھر اس کی حفاظت کے انتظام اور انصرام کے لیے قانون سازی بھی کرتی ہے اور اگر اس کی کوئی شہری، ملکی اور غیر ملکی خلاف ورزی کرے تو سزا کا تعین بھی کرتی ہے۔ اسے شعائر ریاست بھی کہتے ہیں۔ اس کی توہین ریاست کی توہین سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو باغی کہا جاتا ہے۔

شعائر حکومت

ہر ریاست ملکی نظام چلانے کے لیے ایک قانونی حکومت تشکیل دیتی ہے۔ حکومت اپنی خاص اکائیوں کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ ریاست کے باسی نظام حکومت کے لیے قانون سازی کرتے ہیں تو اس قانون سازی میں اقتدار حکومت، پارلیمنٹ، عدلیہ اور دیگر اداروں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ ان کو چلانے کے لیے قانون واضح کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا احترام نہ کرے یا حکم عدولی کرے تو سزا کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے۔

سفیر ریاست

قانون بین الاقوامی میں سفیر کو قدیمی روایات نے یہ حقوق دے رکھے تھے کہ اس کا احترام فرض ہے اور اس کی عزت واحترم وہی ہوگا جو اس کے ملک کا ہے اسلام نے تو

ایک سفیر کے قتل میں ایک بڑی جنگ موتہ کے نام کی تھی تو واقعہ نگاری غزوہ موتہ میں بیان کی جا چکی ہے کہ ایک سفیر کا قتل اور توہین کی بنا پر پاک نبی کریم نے زید بن حارث کی قیادت میں ایک مکمل جنگ کی اور اس کے مزید بدلہ میں دوسری جنگ اسامہ بن زید کی سربراہی میں لشکر ارسال کیا تھا جس کی تکمیل جہاد حضرت ابوبکرؓ کے آغاز حکومت میں ہوا تھا۔ لہٰذا ایک سفیر کی توہین ایک ملک کی توہین سمجھی جاتی ہے۔ اس کا احترام اقوام عالم کے قانون میں موجود ہے۔

شعائر تنظیم پارٹی

دنیا کا ہر فرد یا قوم جب تنظیم یا پارٹی تشکیل دیتی ہے تو اپنی پہچان کے لیے چند علامات کا انتخاب کرتی ہے۔ کچھ ظاہری علامات ہوتی ہیں اور کچھ پوشیدہ۔ جو ظاہری علامات ہوتی ہیں ان میں جھنڈا نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور ہر ملک اور تنظیم کی پہچان اسی سے ہے۔ اگر کوئی شخص جو اس ملک کا ہے یا اس تنظیم کے ساتھ واسطہ ہے تو اس کو تمام منشور کو ماننا ہوگا۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے لیے رکھی گئی سزا سے اُسے گذرنا پڑے گا۔ تنظیم مذہبی ہو یا جہادی جھنڈا اس کا خاص رنگ یا خاص علامت اس کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر تنظیم حکومتی رجسٹری ادارہ میں درج ہے تو پھر اس کا نام اور منشور کے خاص خاص اہداف اس کے محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہ نام اور منشور اور خاص علامات اس تنظیم کی پہچان بن جاتے ہیں یہ قانونی حیثیت قرار پاتے ہیں اس کے مطابق کوئی دوسری جماعت سیاسی یا مذہبی پر یہ پابندی ہو جاتی ہے کہ اس نام سے ریاست کوئی جماعت، تنظیم رجسٹر نہ کرے۔

مفسرینِ اسلام کی شعائر اللہ، شعائر اسلام پر آراء

شعائر اللہ کی تفسیر

تفہیم القرآن مولانا مودودی

شعائر کیا ہے؟

ہر وہ جو کسی مسلک یا عقیدہ یا طرز فکر یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہے۔ وہ اس کا شعائر کہلائے گی، کیونکہ وہ اس کے لیے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ سرکاری جھنڈے فوج، پولیس وغیرہ کی یونیفارم، سکے، نوٹ، اور اسٹامپ حکومتوں کے شعائر ہیں۔ اور وہ اپنے محکوموں سے بلکہ جن جن پر ان کا زور چلے سب سے ان کے احترام کا مطالبہ کرتی ہیں۔ گرجا اور قربان گاہ اور صلیب اور مسیحیت کے شعائر ہیں۔ چوٹی اور زنار اور مندر برہمنیت کے شعائر ہیں۔ کیس، کڑا، کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں۔ ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کا شعائر ہے۔ سواستیکار آریہ نسل پرستی کا شعائر ہے۔ یہ سب مسلک اپنے اپنے پیروں کاروں سے اپنے ان شعائر کے احترام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی نظام کے شعائر میں سے کسی شعائر کی توہین کرتا ہے تو یہ بات اس کی علامت ہے کہ وہ دراصل اُس نظام کے خلاف دشمنی رکھتا ہے اگر وہ توہین کرنے والا خود اسی نظام سے تعلق رکھتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل اپنے نظام سے ارتداد اور بغاوت کا ہم معنی ہے۔

شعائرِ اسلام

شعائر اللہ سے مراد وہ تمام علامات یا نشانیاں ہیں جو شرک اور کفر دہریت کے

بالمقابل خالص خدا پرستی خالص خدا پرستی کے مسلک کی نمائندگی کرتی ہوں۔ ایسی علامات جہاں جس مسلک اور جس نظام میں پائی جائیں مسلمان ان کے احترام پر مامور ہیں بشرطیکہ ان کا نفسیاتی پس منظر خالص خدا پرستانہ ہو۔ کسی مشرکانہ یا کافرانہ تخیل کی آلودگی سے انہیں ناپاک نہ کردیا گیا ہو۔ کوئی شخص خواہ وہ غیر مسلم کیوں نہ ہو اگر اپنے عقیدے اور عمل میں خدائے واحد کی بندگی وعبادت کا کوئی جز رکھتا ہے تو اس جز کی حد تک مسلمان اس سے موافقت کریں گے اور ان شعائر کا بھی پورا احترام کریں گے جو اس کے مذہب میں خالص خدا پرستی کی علامت ہوں۔ اس چیز میں ہمارے اور اس کے درمیان نزاع نہیں بلکہ موافقت ہے۔ نزاع اگر ہے تو اس امر میں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کیوں کرتا ہے، بلکہ اس امر میں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کے ساتھ دوسری بندگیوں کی آمیزش کیوں کرتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ شعائر کے احترام کا یہ حکم اُس زمانہ میں دیا گیا تھا جبکہ مسلمانوں اور مشرکین عرب کے درمیان جنگ برپا تھی۔ مکہ پر مشرکین قابض تھے۔ عرب کے ہر حصے سے مشرک قبائل کے لوگ حج وزیارات کے لیے کعبہ کی طرف جاتے تھے اور بہت سے قبیلوں کے راستے مسلمانوں کی زد میں تھے۔ اس وقت حکم دیا گیا تھا کہ یہ لوگ مشرک ہی سہی تمہارے اور ان کے درمیان جنگ ہی سہی مگر جب یہ خدا کے گھر کی طرف جاتے ہیں تو انہیں نہ چھیڑو، حج کے مہینوں میں ان پر حملہ نہ کرو۔ خدا کے دربار میں نذر کرنے کے لیے جو جانور یہ لیے جارہے ہیں اُن پر ہاتھ نہ ڈالو کیونکہ ان کے بگڑے ہوئے مذہب میں خدا پرستی میں جتنا حصہ باقی ہے وہ بجائے خود احترام کا مستحق ہے اور نہ کہ بے احترامی کا۔

شعائر اللہ کے احترام کا عام حکم دینے کے بعد چند شعائر کا نام لے کر ان کے احترام کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت جنگی حالات کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ جنگ کے جوش میں کہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی توہین نہ ہو جائے ان چند شعائر کو نام بنام بیان کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ صرف یہی احترام کے مستحق ہیں ۔احرام بھی من جملہ شعائر اللہ ہے۔ اور اس کی پابندیوں میں کسی پابندی کو توڑنا اس کی بے حرمتی کرنا ہے۔ اس لیے شعائر اللہ ہی کے سلسلہ میں اس کا ذکر کردیا گیا ہے۔ جب

تک تم احرام باندھے رہو تو شکار کرنا خدا پرستی کے شعائر کی توہین کرنا ہے البتہ جب شرعی قائدہ کے مطابق احرام کی حد ختم ہو جائے تو شکار کرنے کی اجازت ہے۔ (تفسیر تفہیم القرآن ابو الاعلی مودودی جلد، سورہ المائدہ آیت: ۲، صفحہ: ۴۳۸،۳۹)

دیوبند مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع تفسیر معارف القرآن میں آیت المائدہ (۲) میں بیان کرتے ہیں۔ آیت کے پہلے جملے میں ارشاد ہے کہ القرآن)،

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ [المائدہ:۲]

"اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔"

اس میں لفظ شعائر جس کا ترجمہ نشانیوں سے کیا گیا ہے۔ شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی (علامت) ہیں۔ اس سے شعائر اور شعیرہ اس محسوس چیزوں کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی علامت ہو۔ شعائر اسلام ان اعمال و افعال کو کہا جائے گا جو عرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ اور محسوس و مشاہدے میں ہیں۔ جیسے نماز، آذان، حج، ختنہ، اور سنت کے مطابق داڑھی وغیرہ۔ شعائر اللہ کی تفسیر اس آیت میں مختلف الفاظ سے منقول ہے مگر جائز بات وہ ہے جو بحر محیط اور روح المعانی نے بیان کی۔ حضرت حسن بصری اور عطا سے منقول ہے اور امام جصاص نے اس کو تمام اقوال کے لیے جامع فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ شعائر اللہ سے مراد تمام شرائع اور دین کی تفسیر کردہ واجبات، فرائض اور ان کی حدود ہیں۔ اس آیت میں لاتحلوا شعائر اللہ کے ارشاد کا پہنچنا حاصل ہے۔ اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہ کرو اور شعائر کی بے حرمتی ایک تو یہ ہے۔ کہ سرے سے ان احکام کو نظر انداز کر دیا جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر کے آگے بڑھنے لگیں لا تجعلو اشعائر اللہ میں ان تینوں صورتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ اے ایمان والو حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیاں کو اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹا ڈال کر پہچان کردی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت والے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی اور جب احرام سے نکلو تو شکار کرلو اور تم کو اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی مسجد سے اس پر کی زیادتی

کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ڈرتے رہو اللہ بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

بریلوی مکتب فکر کے مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی تفسیر نعیمی میں سورہ المائدہ آیت: ۲ میں لکھتے ہیں:

"اے ایمان والو! تم ان چیزوں کو حلال نہ بنالو جن کو اللہ تعالیٰ نے دین ایمان کی نشانیاں ٹھہرایا ہے کہ ان کی تعظیم مومن ہونے کی علامت ہے۔"

ان کی اہانت نہ کرو نہ حرمت والے مہینوں (رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ، اور محرم) کو حلال ٹھہراؤ کہ ان میں جنگ جہاد کرو یا مہینے تبدیل کر کے ان محترم مہینوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور ان جانور کی بے حرمتی نہ کرو جو مکہ مکرمہ ذبح کے واسطے بطور ہدی لے جایا جا رہا ہو اور نہ ہدی جانوروں کے ہاروں کی بے حرمتی کرو جو ان کے گلے میں ڈالے گئے ہیں۔ بطور علامت کے نہ ان لوگوں کو حلال ٹھہراؤ جو بیت اللہ شریف کے ارادا سے حج و عمر کرنے کے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ نفع کے لیے لے جا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے تعرض نہ کرو۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ احرام کی وجہ سے تم پر ہر خشک و تر حرام کر دیا گیا ہے۔ جب تم احرام کھول دو تو یہ پابندی ختم ہو جائے گی۔

اہلسنت کی ترجمان تفسیر مظہری مترجم سورہ المائدہ: ۲

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ [المائدہ:۲]

"اے ایمان والو! بے حرمتی مت کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی۔"

حضرت ابن عباس ؓ اور مجاہد نے فرمایا شعائر سے مراد ہیں حج کے مناسک اور مواقف یعنی کعبہ کا طواف صفا اور مروہ کے درمیان سعی، عرفہ اور مزدلفہ میں قیام، کنکریاں مارنا اور تمام امور جو حاجی کرتا ہے جیسے احرام، طواف، سر منڈانا، قربانی کرنا وغیرہ۔ شعائر کو حلال قرار دینے سے مراد ہے ان کی نہ پرواہ کرنا ان کی توہین کرنا حاجیوں کے ان اعمال میں رکاوٹ پیدا کرنا مشرکین حج کرتے اور قربانی کے جانور کعبہ کو بھیجا کرتے

تھے۔ مسلمانوں نے ان کو لوٹنا چاہا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ شعائر جمع ہے شعیر کی۔ واحد کسی چیز کی خصوصی علامت کو شعیرہ کہتے ہیں۔ حج کے مناسک اور مواقف حج کی علامات اور نشانیاں ہیں۔ اسی لیے ان کو شعائر حج کہا جاتا ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا: شعائر اللہ سے مراد ہیں قربانی کے وہ جانور جو حاجی کعبہ کو بھیجتا ہے۔ شعائر علامت بنا دینا (یہ لغوی معنی ہے۔) اونٹ کے کوہان کے ایک پہلو کو کسی قدر چیر دیا جاتا تھا کہ اس سے خون بہنے لگتا تھا۔ یہ خصوصی علامت تھی اس امر کی کہ یہ اونٹ قربانی کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ اس کو زخم کر دینے کو شعائر اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ (اختصار)

مکتب اہل بیت کے مفسر علامہ محمد حسین نجفی تفسیر فیضان الرحمن آیت (۱۵۸) البقرہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔

شعائر اللہ کا مفہوم

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ [البقرہ:۱۵۸]

''صفا و مروہ مکہ کی دو مختصر پہاڑیاں ہیں۔''

جنہیں اللہ نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ شعائر (شعیرہ) کی جمع ہے۔ جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد دلانے والی نشانیاں۔ شریعت کی اصطلاح میں عبادت کے مکان، زمان اور علامت کو شعائر اللہ کہا جاتا ہے۔ مکان جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منیٰ اور صفا اور مروہ اور زمان جیسے ماہ رمضان اشہر حج، عیدین اور جمعہ اور علامت قربانی کے جانور اذان و اقامت اور نماز با جماعت وغیرہ وغیرہ۔ حج یا عمرہ ارکان مخصوصہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ حج مخصوص ایام میں کیا جاتا ہے۔ (۹ ذوالحجہ سے لیکر ۱۲ ذوالحجہ) جبکہ عمرہ دوسرے عام دنوں میں ہوتا ہے باوجودیکہ حج و عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا بنا بر مشہور عند المسلمین واجب ہے۔ سورہ المائدہ آیت (۲) کی تشریح یہ ہے کہ یہاں شعائر اللہ اور دوسری بعض محترم چیزوں کی ہتک حرمت کرنے کی اہل ایمان کی منادی کی جاری ہے۔ شعائر شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہر وہ علامت جس کی نسبت اللہ کی طرف ہو اور جس سے حق اور باطل کی پہچان ہو سکے۔

ارشاد قدرت ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ کہ ہم نے قربانی کے جانوروں کو شعائر اللہ میں سے قرار دیا ہے یہاں خدائے منان اہل ایمان کو شعائر اللہ، شہر حرم، ھدی، قلائد اور بیت اللہ الحرام کا قصد کرنے والے اہل اسلام کی بے حرمتی کرنے سے منع فرمارہا ہے۔

حوالہ جات

(۱) تفسیر تفہیم القرآن ابوالاعلیٰ موحودی جلد:۱، سورہ للمائدہ آیت:۲، صفحہ: ۴۳۸،۴۹۔
(۲) دیو بند مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شفیع تفسیر معارف القرآن میں آیت للمائدہ:۲، جلد:۳، صفحہ:۱۸،۱۵۔
(۳) بریلوی مکتب فکر کے مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی تفسیر نعیمی میں سورہ للمائدہ آیت:۲، جلد:۲، صفحہ:۱۸۲۔
(۴) ترجمان اہلسنت تفسیر للظھری قاضی محمد ثنا اللہ عثمانی پانی پتی سورہ للمائدہ آیت:۲، جلد:۳، صفحہ:۲۳۲،۲۳۱۔
(۵) مکتب اہلبیت کی ترجمان(تفسیر فیضان الرحمن علامہ شیخ محمد حسین نجفی جلد:۱، صفحہ:۲۴۶ تفسیر آیت:۱۵۸، البقرہ، للمائدہ آیت :۲، المائدہ ص:۳۶۷، جلد:۲۔مترجین۔
(۶) تفسیر مظہری مولانا ثناللہ پانی پتی
(۷) مترجم پروفیسر طاہر قادری۔
(۸) مولانا احمد رضا خان بریلوی۔
(۹) مولانا جالندھری۔

باب بیستم

یزید کا مسلک اور عقیدہ

اس باب میں بلا تبصرہ فقط حوالہ جات کے ذریعے عقائد

اور

نظریات قاری کی نظر کیے جاتے ہیں

امام عالی مقام اور صحابہ کرام سے

بیعت کا مطالبہ اور قتل کا حکم

تاریخ البدایہ والنہایہ:۸،۱۴۶

وکتب إلیه فی صحیفة کأنها أذن الفأرة
أما بعد فخذ حسینا وعبد الله بن عمر
وعبد الله بن الزبیر بالبیعة أخذا شدیدا
لیست فیه رخصة حتی یبایعوا والسلام

یزید کا ولید بن عتبہ کے نام دو خطوط۔۔ایک خط میں ملک میں تمام گورنروں کو مرگ معاویہ کی اطلاع کی۔اور دوسرے خط میں یہ تحریر کیا کہ امام حسینؑ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت لینے میں تشدد کرو اور جب تک بیعت نہ لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔

تاریخ طبری:۳،۲۲۷

فکتب إلی الولید: بسم الله الرحمن الرحیم.
من یزید أمیر المؤمنین إلی الولید بن عتبة،
أما بعد، فإن معاویة کان عبداً من عباد
الله، أکرمه الله واستخلفه، وخوله،
ومکن له، فعاش بقدر، ومات بأجل،

فرحمه الله، فقد عاش محموداً، ومات براً تقياً، والسلام.

وكتب إليه في صحيفة كأنها أذن فأرة:

أما بعد، فخذ حسيناً وعبد الله بن عمر وعبد الله بن الزبير بالبيعة أخذاً شديداً ليست فيه رخصة حتى يبايعوا؛ والسلام.

یزید کے ولید بن عتبہ کے نام دو خطوط۔ایک خط میں ملک میں تمام گورنروں کو مرگ معاویہ کی اطلاع کی۔اور دوسرے خط میں یہ تحریر کیا کہ امام حسینؑ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے بیعت لینے میں تشدد کرو اور جب تک بیعت نہ لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔

تاریخ الکامل:۲،۱۵۱

فلما تولى كان على المدينة الوليد بن عتبة بن أبي سفيان، وعلى مكة عمرو بن سعيد بن العاص، وعلى البصرة عبيد الله بن زياد، وعلى الكوفة النعمان بن بشير، ولم يكن ليزيد همة إلا بيعة النفر الذين أبوا على معاوية بيعته.

فكتب إلى الوليد يخبره بموت معاوية، وكتاباً آخر صغيراً فيه: أما بعد فخذ حسيناً وعبد الله بن عمر وابن الزبير بالبيعة أخذاً ليس فيه رخصة حتى يبايعوا

''یزید کا ولید بن عتبہ کے نام دو خطوط۔ایک خط میں ملک میں تمام گورنروں کو مرگ معاویہ کی اطلاع کی۔اور دوسرے مختصر خط میں یہ تحریر کیا کہ امام حسینؑ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ

سے بیعت لینے میں تشدد کرو اور جب تک بیعت نہ لیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔"

تاریخ یعقوبی:۲،۲۰۵

فلما قدم دمشق كتب إلى الوليد بن عتبة بن أبي سفيان، وهو عامل المدينة: إذا أتاك كتابي هذا، فأحضر الحسين بن علي، وعبد الله بن الزبير، فخذهما بالبيعة لي، فإن امتنعا فاضرب أعناقهما، وابعث لي برؤوسهما، وخذ الناس بالبيعة، فمن امتنع فأنفذ فيه الحكم، وفي الحسين بن علي وعبد الله بن الزبير، والسلام.

"حکومت شام والی یزید نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا جو کہ مدینہ کا گورنر تھا۔ اس میں لکھا کہ جب میرا خط آپ تک پہنچ پائے اس وقت حسینؑ بن علی اور عبداللہ بن زبیر کو طلب کر کے بیعت لینا اگر ایسا کرنے کے انکاری ہوں تو ان کی گردن کاٹ کر ان دونوں کے سر میری جانب ارسال کر دینا۔ اس طرح دوسروں سے بیعت لے لینا اگر وہ بھی مانع ہوں تو ان کے ساتھ سلوک وہی کرنا جو حسین بن علیؑ اور عبداللہ بن زبیر جیسا کرنا ہوگا۔" والسلام

حوالہ جات

(۱) تاریخ البدایہ والنہایہ، صفحہ:۱۴۶، جلد:۸۔ واقعات سالھ ۶۰ء۔

(۲) تاریخ طبری، صفحہ:۲۲۷، جلد:۳۔

(۳) تاریخ الکامل، صفحہ:۱۵۱ جلد،۲۔

(۴) تاریخ یعقوبی، صفحہ:۲۰۵ جلد،۱۔

امام الانبیاء کا امام حسینؑ کے بارے میں عقیدہ

یزید کا عقیدہ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پیش کیا گیا اور پاک نبی کریم کا عقیدہ بھی تحریر کیا جاتا ہے:

الترمذی، المستدرک للحاکم، الطبرانی فی الکبیر، سنن ابن ماجہ، ارحج المطالب

عن زيد بن أرقم : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال لعلي و فاطمة و الحسن و الحسين أنا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم.

''زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی کریمؐ نے علی، فاطمہ، الحسن، الحسین علیہم السلام کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور میں اس سے صلح کروں گا جو ان کے ساتھ صلح رکھے گا۔''

للمستدرک للحکم، ارحج للطالب

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : نظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة والحسن والحسين ، فقال : أنا حرب لمن حاربكم ، وسلم لمن سالمكم.

''ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی کریمؐ نے دیکھا علی، فاطمہ، الحسن، الحسین علیہم اسلام کی طرف اور فرمایا تھا کہ میں

اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور میں اس
سے صلح کروں گا جو انکے ساتھ صلح رکھے گا۔"

حوالہ جات

(۱) جامع الترمذی باب اہل بیت اطہار جلد:۵، صفحہ:۶۹۹، مترجم باب اہبیت اطہار جلد دوم۔
(۲) للمستدرک حاکم باب سیدہ فاطمہ زہراء جلد:۱۱، صفحہ:۲۱،۲۰۔
(۳) مشکواۃ شریف مترجم صفحہ:۲۵۳، جلد:۲۔باب مناقب اہلبیت نبی ﷺ۔
(۴) مودۃ القربی باب مناقب اہل بیت صفحہ:۹۰ باب:۱۲۔
(۵) صواعق محرقہ مترجم باب (فصل دوم) حدیث:۱۰ [illegible] صفحہ:۲۲۴۔
(۶) ارحج للمطالب باب مناقب اہل عباء علیہم السلام صفحہ:۳۹۰۔
(۷) سنن ابن ماجہ باب الحسن والحسین جلد:۱، صفحہ:۱۷۴۔

یزید کا مسلک امام عالی مقام کے

دانت مبارک کی توہین کی

جہاں پاک نبیؐ بوسہ دیا کرتے تھے

تاریخ طبری:۳،۲۹۲

ثم أذ س فدخلوا والرأس بين يديه، ومع يزيد قضيبٌ فهو ينكت به في ثغره، ثم قال: إن هذا وإيانا كما قال الحصين بن الحمام المري:

يفلقن هاماً من رجالٍ أحبةٍ إلينا وهم كانوا أعق وأظلم قال: فقال رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقال له أبو برزة الأسلمي: أتنكت بقضيبك في ثغر الحسين! أما لقد أخذ قضيبك من ثغره مأخذاً، لربما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرشفه، أما إنك يا يزيد تجيء يوم القيام وابن زياد شفيعك، ويجيء هذا يوم القيامة ومحمد صلى الله عليه وسلم شفيعه؛ ثم قام فولى.

''یزید اور ابو برزہ اسلمی اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ آپ امام حسینؑ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ان کی وہ میری مثال ہے جو حصین بن حمام مری نے کہی ہے۔ ہماری تلواریں اپنے پیاروں کے سر اُڑا دیتی ہیں وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔ اصحابِ رسول اللہؐ سے ابو برزہ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا اے یزید! تیری چھڑی اور حسینؑ کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہؐ چومتے تھے۔سن رکھا تھا قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا۔ حسینؑ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اُٹھتے ہوئے چلے گئے۔''

تاریخ کامل:۱،۱۰۲۔قال الحصین بن الحمام

أبى قومنا أن ينصفونا فأنصفت ... قواضب في أيماننا تقطر الدما

يفلقن هاماً من رجالٍ أعزةٍ ... علينا وهم كانوا أعق وأظلما

فقال أبو برزة الأسلمي: أتنكت بقضيبك في ثغر الحسين؟ أما لقد أخذ قضيبك في ثغره مأخذاً، لربما رأيت رسول الله، صلى الله عليه وسلم، يرشفه، أما إنك يا يزيد تجيء يوم القيامة وابن زياد شفيعك، ويجيء هذا ومحمد شفيعه. ثم قام فولى.

"یزید اور ابو برزہ اسلمی، اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ امام حسینؓ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی وہ میری مثال ہے جو حصین بن حمام مری نے کہی ہے۔ ہماری تلواریں اپنے پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں۔ وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے اصحابِ رسول اللہؐ سے ابو برزہ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا: اے یزید! تیری چھڑی اور حسینؓ کے دانت؟ ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہؐ چومتے تھے۔ سن رکھا تھا کہ قیامت کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا۔ حسینؓ رسول اللہؐ کے ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔"

تاریخ البدایہ وانہایہ، وسیلة النجات

لیت أشیاخی ببدر شهدوا ... جزع الخزرج من وقع الأسل ... حین حلت بفنائهم برکها ... واستمر القتل فی عبد الأشل ... قد قتلنا الضعف من أشرافهم ... وعدنا میل بدر فاعتدل ... وقد زاد بعض الروافض فیها فقال ... لیت هاشم بالملك فلا ... ملك جاءه ولا وحی نزل .

"کاش آج میرے وہ بزرگوار جو جنگِ بدر وغیرہ میں مارے گئے موجود ہوتے تو وہ خوش ہو کر مجھے داد دیتے کہ میں نے ان کا کیسا انتقام لیا اور سادات بنو ہاشم کو قتل کیا۔ بیشک میں عتبہ کی نسل

میں شمار نہ ہوتا اور اگر آلِ احمدؐ سے ان تمام باتوں کا جو (احمد) کر گئے ہیں بدلا نہ لیتا۔ درحقیقت بنی ہاشم نے ملک گیری کے ڈھکوسلے نکالے تھے ورنہ ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا نہ وحی نازل ہوئی۔"

تاریخ البدایہ والنہایہ:۸،۲۲۵

أعلم وقال أبو مخنف عن أبی حمزة الشمالی عن عبد الله الیمانی عن القاسم بن بخیت قال لما وضع رأس الحسین بین یدي یزید بن معاویة جعل ینکت بقضیب کان فی یده فی ثغره ثم قال إن هذا وإیانا کما قال الحصین ابن الحمام المری ... یفلقن هاما من رجال أعزة ... علینا وهم کانوا أعق وأظلما ...

فقال له أبو برزة الأسلمی أما والله لقد أخذ قضیبك هذا مأخذا لقد رأیت رسول الله ص یرشفه ثم قال ألا إن هذا سیجیء یوم القیامة وشفیعه محمد وتجیء وشفیعك ابن زیاد ثم قام فولی

"یزید اور ابو برزہ اسلمی، اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ آپ امام حسینؑ کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ وہ آپؑ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی وہ میری مثال ہے جو حصین بن حمام مری

نے کہی ہے۔ ہماری تلواریں اپنے پیاروں کے سر اُڑا دیتی ہیں۔
وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے ظالم تھے۔ اصحاب رسول اللہؐ
سے ابو برزہ اسلمی نے یہ دیکھ کر کہا: اے یزید! تیری چھڑی اور
حسینؑ کے دانت! ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے
اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہؐ چومتے تھے۔ سن رکھا تھا کہ قیامت
کے دن تیرا حشر ابن زیاد کے ساتھ ہوگا حسینؑ رسول اللہؐ کے
ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔"

حوالہ جات

(۱) تاریخ طبری۔ صفحہ:۲۹۲ جلد،۳
(۲) تاریخ کامل۔صفحہ:۱۰۲ جلد:۱ باب امام علی مقام اہل عیال دمشق میدنا کسٹھ ہجری:۶۱۔
(۳) تاریخ البدایہ والنہایہ صفحہ:۲۳۴) جلد:۸، واقعہ اکسٹھ ۶۱ ھجری۔
(۴) صواعق محرقہ ابن حجر مکی۔مترجم صفحہ:۲۹،۲۸ء۔
(۵) وسیلہ النجات ملا مبین لکھوی فرنگی محلی از تاریخ احمدی صفحہ:۳۰۱۔
(۶) سیرت ابن حبان باب یزید بن معاویہ ابو خالد جلد:۱، صفحہ:۵۵۵۔

مسجد نبوی کے بارے میں یزید کے گھناؤنے افعال

ریاست کے امیر کا حکم تھا۔ مدینہ میں اصحاب اور ان کی
اولادوں کا قتلِ عام کیا جائے اور ان کو امیر حکومت کا غلام بنایا
جائے۔عامل مدینہ نے قتل عام اور مسجد نبوی کی بے حرمتی کے
علاوہ زنا عام کیا۔مدینہ کے صحابہ کرام کی بغاوت۔

صواعق محرقہ (برق سوزاں) حافظ ابن حجر مکی مترجم

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے۔عبداللہ بن حنظلہ بن الغسیل کہتے ہیں: خدا کی قسم، ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہوگیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔وہ شخص لڑکوں کی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنا، جائز سمجھتا تھا، شراب پیتا اور تارک الصلوۃ تھا۔

یزید نے ایک لشکر کے ساتھ اہل مدینہ سے جنگ کی اور انہیں خوفزدہ کیا، جس حدیث سے بیان ہوا ہے کہ مسلم بن عقبہ کے لشکر نے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا۔لوگوں کو اسیر بنایا اور مدینہ کی بے حرمتی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تین سو نوجوان اور اتنے ہی صحابہ کرام قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے اور کئی دن تک مدینہ کی بے حرمتی ہوتی رہی اور مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہوسکی اور اہل مدینہ روپوش رہے اور کئی روز تک کوئی شخص مسجد نبوی میں داخل نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہوکر رسول اللہؐ کے منبر پر پیشاب کیا اور یہ سب باتیں رسول اللہؐ کی پیش خبری کی تصدیق کر رہی ہیں۔اور اس لشکر کا امیر صرف اس بات پر راضی ہوا کہ لوگ اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کریں اور یہ کہ وہ اس کے غلام ہیں۔خواہ اس کو بیچ دے یا آزاد کردے۔بعض لوگوں نے کہا: ہم کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہؐ پر بیعت کرتے ہیں، مگر ان کو قتل کر دیا گیا۔

خلافت ملوکیت مولانا مودودی

اس کے بعد دوسرا سخت المناک واقعہ جنگ حرہ کا تھا۔ جو ۶۳ھ ء یزید کی زندگی کے آخری ایام میں پیش آیا۔ اس واقعہ کی مختصر روداد یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یزید کو فاسق وفاجر اور ظالم قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا سربراہ بنالیا۔ یزید کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ المری کو (جسے سلف صالحین مسرف بن عقبہ کہتے ہیں) ۱۲۰۰۰ فوج دے کر مدینہ پر چڑھائی کے لیے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہل شہر کو اطاعت قبول کرنے کی دعوت دیتے رہنا، پھر اگر وہ نہ مانے تو ان سے جنگ کرنا اور جب فتح پالو تو تین دن کے لیے مدینہ کو فوج پر مباح کر دینا۔ اس ہدایت پر یہ فوج گئی اور جنگ ہوئی۔ مدینہ فتح ہوا، اور اس کے بعد یزید کے حکم کے مطابق تین دن کے لیے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہروں میں جو کچھ چاہے کرے۔ ان تین دنوں میں شہر کے اندر لوٹ مار کی گئی شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ جس میں امام زہری کی روایت کے مطابق سات سو (۷۰۰) معززین اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) کے قریب عوام مارے گئے۔ غضب یہ کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ عورتوں کی عصمت دری کی۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں حتی قیل انه حبلت الف امرا فی بتلك ایام من غیر زوج۔ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہوئیں۔

جذب القلوب محدث دھلوی

حج الکرامہ صدیق حسن خاں اہلِ حدیث نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔ جب یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر اہل مدینہ کے قتل وغارت کے لیے بھیجا تو اس نے بمقام حرہ مدینہ والوں کو نہایت ذلت کے ساتھ قتل کیا اور تین دن تک حرم نبوی کی بے حرمتی کی۔ اس واقعہ کو واقعہ حرہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع بمقام حرہ راقم تھا جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اس ہنگامہ ناگفتہ بہ میں ایک ہزار سات سو اشخاص

طبقہ مہاجرین وانصارین، تابعین کے اور دس ہزار عوام الناس قتل ہوئے خواتین اور بچے اس میں شمار نہیں ہیں۔ نیز سات (۷۰۰) حفاظ قرآن اور ستانوے آدمی قوم قریش کے تہ تیغ ہوئے اور علانیہ طور سے فسق وفجور اور زنا مباح کر دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے حرام کے بچے جنے، علاوہ ازیں مسجد نبوی کے اندر گھوڑے پھرائے گے اور روضہ رسول میں گھوڑوں نے بول و براز کیا، جو اہلِ مدینہ کے لوگ قتل سے بچ گئے وہ یزید کی بیعت غلامانہ اس شرط کے ساتھ مجبور کیے گئے کہ یزید چاہے ان کو بیچ دے چاہے آزاد کرے، چاہے ان سے خدا کی اطاعت کرائے اور چاہے ان سے خدا کی نافرمانی کا حکم دے۔

تاریخ طبری

قال هشام: فحدثني عوانة، قال: فبلغنا أن مسلم بن عقبة كان يجلس على كرسي ويحمله الرجال وهو يقاتل ابن الغسيل يوم الحرة وهو يقول:

أحيا أباه هاشم بن حرمله ... يوم الهباتين ويوم اليعمله

كل الملوك عنده مغربله ... ورمحه للوالدات مهكله

لا يلبث القتيل حتى يجدله ... يقتل ذا الذنب ومن لا ذنب له

قال هشام، عن أبي مخنف: وخرج محمد بن سعد بن أبي وقاص يومئذ يقاتل، فلما انهزم الناس مال عليهم يضربهم بسيفه حتى غلبته الهزيمة، فذهب فيمن ذهب

من الناس، وأباح مسلم المدينة ثلاثاً
يقتلون الناس ويأخذون الأموال؛ فأفزع
ذلك من كان بها من الصحابة

مدینہ میں تین دن تک قتلِ عام

روایت ہے کہ مسلم کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ کرسی کو اُٹھائے ہوئے پھرتے تھے اسی ہیئت سے وہ ابنِ غسیل سے جنگ حرہ میں قتال کر رہا تھا۔ اور یہ رجز پڑھتا تھا۔ جنگ حیا تین اور جنگ یعملہ میں ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام روشن کر دیا۔ بادشاہ ان کے سامنے ڈھیر بن گئے اس کی برچھی ماؤں کو بیٹوں کے غم میں رولاتی ہے۔ مسلم نے تین دن تک مدینہ کی لوٹ مار شامیوں کے لیے مباح کر دیا۔ لوگوں کو قتل کرتے پھرتے تھے اور ان کا مال لوٹ لیتے تھے۔ صحابہ میں سے جو لوگ مدینہ میں تھے ہراساں ہوئے۔

تاریخ ابو الفداء

فيها اتفق أهل المدينة على خلع يزيد بن
معاوية وأخرجوا نائبه عثمان بن محمد بن
أبي سفيان منها فجهز يزيد جيشاً مع
مسلم بن عقبة وأمره يزيد أن يقاتل أهل
المدينة فإذا ظفر بهم أباحها للجند ثلاثة
أيام يسفكون فيها الدماء ويأخذون ما
يجدون من الأموال وأن يبايعهم على أنهم
خوّل وعبيد ليزيد وإذا فرغ من المدينة
يسير إلى مكة .فسار مسلم المذكور في
عشرة آلاف فارس من أهل الشام حتى
نزل على المدينة من جهة الحرة وأصر أهل

المدينة من المهاجرين والأنصار وغيرهم
على قتاله وعملوا خندقاً واقتتلوا فقتل
الفضل بن العباس بن ربيعة بن الحارث
بن عبد المطلب بعد أن قاتل قتالاً عظيماً
وكذلك قتل جماعة من الأشراف والأنصار
ودام قتالهم ثم انهزم أهل المدينة وأباح
مسلم مدينة النبي صلى الله عليه وسلم
ثلاثة أيام يقتلون فيها الناس ويأخذون ما
بها من الأموال ويفسقون بالنساء .
وعن الزهري أنّ قتلى الحرة كانوا سبعمائة
من وجوه الناس من قريش والمهاجرين
والأنصار وعشرة آلاف من وجوه الموالي
وممن لا يعرف وكانت الوقعة لثلاث بقين
من ذي الحجة سنة ثلاث وستين ثم إنّ
مسلماً بايع من بقي من الناس على أنهم
خوّل وعبيد ليزيد بن معاوية ولما فرغ
مسلم بن عقبة من المدينة سار بالجيش
إلى مكة

''اس سال میں سب اہلِ مدینہ نے متفق ہوکر یزید کی بیعت
چھوڑ دی اور ان کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے
نکال دیا۔ یہ حال سن کر یزید نے لشکر ہمراہ مسلم بن عقبہ کے روانہ
کیا اور اس کو حکم دیا کہ اہلِ مدینہ سے لڑنا، جب فتح ہو جائے اس
وقت لشکر میں عام حکم دینا کہ تین روز تک قتل عام ہو اور جو مال

جس کے ہاتھ آئے لشکری آدمی لوٹ لیں اور بعد تین روز کے لیے اس طرح سے اقرار کروانا کہ ہم غلام اور تابعدار یزید کے ہیں۔ یہ اقرار کروا کے بیعت کروانا اور مدینہ سے فراغت پا کر مکہ کو جانا۔ چنانچہ مسلم مذکور ہمراہ دس ہزار افراد شام سے مدینہ پر حرہ کی طرف آیا۔ اہلِ مدینہ کے مہاجرین اور انصار اس سے لڑے اور ایک خندق بنا کر جنگ کرنا شروع کی۔ فضل بن عباس بن ربیعہ شہید ہوئے، مگر پہلے خوب لڑے اور بعد میں حالتِ جنگ میں شہید ہوئے، اس طرح ایک جماعت اشراف اور انصار کی بھی قتل ہوئی اور لڑائی خوب رہتی یہاں تک کہ اہلِ مدینہ کو شکست ہوئی اور مسلم نے حکم دیا کہ تین دن تک قتلِ عام ہو اور جو مال پاؤ وہ لے لو۔ اور مدینہ کی عورتوں سے حرام کاری کرو منقول ہے زہری سے کہ مقتول حرہ میں سات سو (۷۰۰) رئیس اشراف قوم قریش کے مہاجرین اور انصار سے قتل ہوئے اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) اشراف غلاموں کے اور نامعلوم آدمی قتل ہوئے۔ یہ جنگ ستائیسویں ذی الحجہ (۶۳) ء کو واقع ہوئی تھی پھر مسلم نے باقی ماندگان مدینہ سے کہا کہ اقرار کرو کہ ہم یزید کے تابعدار اور غلام ہیں۔ جب یہاں سے فارغ ہوا تو مکہ پر لشکر نے چڑھائی کر دی۔"

تاریخ یعقوبی

فأرسل عثمان إلى جماعة منهم، فكلمهم بكلام غليظ، فوثبوا به وبمن كان معه بالمدينة من بني أمية، وأخرجوهم من المدينة واتبعوهم يرجمونهم بالحجارة، فلما

انتهى الخبر إلى يزيد بن معاوية وجه إلى مسلم بن عقبة، فأقدمه من فلسطين، وهو مريض، فأدخله منزله، ثم قص عليه القصة، فقال: يا أمير المؤمنين! وجهني إليهم فو الله لأدعن أسفلها أعلاها، يعني مدينة الرسول، فوجهه في خمسة آلاف إلى المدينة، فأوقع بأهلها وقعة الحرة، فقاتله أهل المدينة قتالاً شديدا، وخندقوا على المدينة، فرام ناحية من نواحي الخندق، فتعذر ذلك عليه، فخدع مروان بعضهم، فدخل ومعه مائة فارس، فاتبعه الخيل حتى دخلت المدينة، فلم يبق بها كثير أحد إلا قتل، وأباح حرم رسول الله، حتى ولدت الأبكار لا يعرف من أولدهن، ثم أخذ الناس على أن يبايعوا على انهم عبيد يزيد بن معاوية، فكان الرجل من قريش يؤتى به، فيقال: بايع آية إنك عبد قن ليزيد، فيقول: لا! فيضرب عنقه

"عامل مدینہ عثمان کو اور بنی امیہ کے لوگوں کو پتھر مار مار کر نکال دیا گیا اس پر سخت کلام ہوئی۔ یزید بن معاویہ کو یہ خبر ملی کہ ان کا عامل کو مدینہ سے نکال دیا تو مسلم بن عقبہ جو کہ فلسطین میں تھا طلب کیا گیا وہ اس وقت بیمار تھا جب وہ دار الحکومت پہنچ گیا تو اس کو تمام واقعات سے آگاہ کیا تو اس نے کہا اے امیر جماعت

یہ کام میرے سپرد کیجیے۔ تو پھر خدا کی قسم مدینہ رسول کی ہر چیز کو
اوپر و نیچے کردوں گا۔ اس کو پانچ ہزار افواج دے کر روانہ کیا
اور وہ مقام حرہ پر اترا اور مدینہ والوں کا آمنا سامنا کیا اور ان کو
سخت پیش آیا انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے خندق کھود رکھی تھی
اس لیے انکو خندق میں دے مارا اور بعض افراد نے عذر پیش کیا
مگر ان کو بھی مروان نے دھوکا دیا ایک سو سوار مدینہ شہر میں داخل
ہوئے اور مزید فوج بھی شامل ہوگئی۔ اس طرح اکثریت اولاد
صحابہ کو قتل کیا پھر حرم مدینہ میں زنا عام کیا اور ان سے حرام کے
بچے جنے جن کا باپ معلوم نہیں تھا۔ جو بچ گئے ان کو یزید بن
معاویہ کے غلامی پر بیعت کو قبول کیا جو اس سے انکاری ہوئے
پس ان کو قتل کر دیا گیا۔"

ینابیع المودۃ نے علامہ ذہبی کے حوالے تحریر کیا ہے کہ یزید نے مدینہ والوں سے
جو سلوک کیا ہے یزید کے حکم سے تین روز تک مدینہ کو لوٹا گیا۔ سینکڑوں اصحابی رسول قتل
کئے گئے اور ہزاروں باکرہ عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔

تاریخ الخلفاء۔

وفي سنة ثلاث وستين بلغه أن أهل المدينة
خرجوا عليه وخلعوه فأرسل إليهم جيشاً
كثيفاً وأمرهم بقتالهم ثم المسير إلى مكة
لقتال ابن الزبير فجاءوا وكانت وقعة الحرة
على باب طيبة وما أدراك ما وقعة الحرة
ذكرها الحسن مرة فقال والله ما كاد ينجو
منهم أحد قتل فيها خلق من الصحابة
رضي الله عنهم ومن غيرهم ونهبت المدينة

وافتض فیھا ألف عذراء فإنا لله وإنا إليه

''۶۳ء میں یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ اس پر خروج کی تیاری کرر ہے ہیں۔ اور انہوں نے اس کی بیعت توڑ دی ہے یہ سن کر اس نے بڑا بھاری لشکر اہل مدینہ کی طرف روانہ کیا اور مدینہ والوں سے اعلان جنگ کر دیا یہاں لوٹ مار کرنے کے بعد اور یہی لشکر مکہ معظمہ حضرت ابن زبیرؓ پر لشکر کشی کے لیے بھیجا گیا اور واقعہ حرہ باب طیبہ پر واقع ہوا واقعہ حرہ ہے۔ اس کی کیفیت حسن مرہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ جب مدینہ پر لشکر کشی ہوئی تو مدینہ کا کوئی شخص اس سے محفوظ نہیں رہا ہزاروں اصحابہ ان لشکریوں سے شہید ہوئے اور مدینہ منورہ کو خوب لوٹا گیا ہزاروں باکرہ لڑکیوں کی بکارت زائل کی گئی ان کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا تھا۔''

فإن الله وإنا إليه راجعون.

حوالہ جات

(۱) صواعق محرقہ باب۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض کی تفصیل۔ صفحہ:۳۵،۲۳۴۔

(۲) خلافت ملوکیت باب یزید کے دور میں صفحہ:۲،۱۸۱۔

(۳) تاریخ طبری (باب) جلد:۳، صفحہ:۳۰۴۔

(۴) تاریخ یعقوبی واقعات حرہ:۲۳، جلد:۱، صفحہ:۲۰۹۔

(۵) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات ترسٹھ (۶۳) ھجری۔جلد:۱، صفحہ:۲۲۱۔

(۶) تاریخ ابو الفداء صفحہ:۹۴،۲۹۳۔

(۷) ینابیع للمودۃ باب وہ احادیث جو صواعق محرقہ میں درج ہیں۔صفحہ:۵۲۳۔

(۸) تاریخ الخلفا سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ:۸۵ مترجم صفحہ:۳۰۶۔

(۹) تاریخ مروج الذہب ومعادن الجواہر للمسعودی۔باب (حرہ کا واقعہ) جلد:۱، صفحہ:۳۷۸۔

(۱۰) جذب القلوب محدث دہلوی، حج الکرامہ صدیق حسن خان الحدیث از اخذ تاریخ احدی صفحہ:۳۰۹۔

نبی کریمؐ کا حکم جو مدینۂ نبی کی بے حرمتی کرے گا وہ جہنمی اور لعنتی ہے

تاریخ الخلفا سیوطی:

قال صلى الله عليه وسلم "من أخاف أهل المدينة أخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين "رواه مسلم.

وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزيد أسرف في المعاصي وأخرج الواقد من طرق أن عبد الله بن حنظلة بن الغسيل قال: والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن ترمى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويشرب الخمر ويدع الصلاة.

''رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اہلِ مدینہ نے یزید سے خلع بیعت یوں کیا کہ یزید گناہوں اور فواحش میں بڑی طرح پھنس گیا تھا۔ واقدی عبداللہ بن حنظلہ الغسیل سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ یزید پر حملہ کی ہم نے اس وقت تیاری کی جب ہمیں یقین ہو گیا

کہ اب ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی۔ کیونکہ فسق
وفجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماؤں، بہنوں، اور بیٹیوں سے نکاح
کر رہے تھے۔ شرابیں پی جاری تھیں اور لوگوں نے نماز ترک
کردی تھی۔"

تاریخ البدایہ والنہایہ

قال البخاری فی صحیحه حدثنا الحسین
بن الحارث ثنا الفضل بن موسی ثنا الجعد
عن عائشة بنت سعد بن أبی وقاص عن
أبیها قال سمعت رسول الله ص یقول لا
یکید أهل المدینة أحد إلا انماع كما
ینماع الملح فی الماء وقد رواه مسلم من
حدیث أبی عبد الله القراظ المدینی واسمه
دینار عن سعد بن أبی وقاص أن رسول الله
ص قال لا یرید أحد المدینة بسوء إلا أذابه
الله فی النار ذوب الرصاص أو ذوب الملح
فی الماء وفی روایة لمسلم من طریق أبی عبد
الله القراظ عن سعد وأبی هریرة أن رسول
الله ص قال من أراد أهل المدینة بسوء أذابه
الله كما یذوب الملح فی الماء وقال الامام
أحمد حدثنا أنس بن عیاض ثنا یزید بن
خصیفة عن عطاء بن یسار عن السائب
بن خلاد أن رسول الله صلی الله علیه و
سلم قال من أخاف أهل المدینة ظلما

أخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة
والناس أجمعين لا يقبل الله منه يوم
القيامة صرفا ولا عدلا ورواه النسائى من
غير وجه عن على ابن حجر عن إسماعيل
بن جعفر عن يزيد بن خصيفة عن عبد
الرحمن بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي
صعصعة عن عطاء بن يسار عن خلادبن
منجوف بن الخزرج أخبره فذكره وكذلك
رواه الحميدى عن عبد العزيز بن أبي
حازم عن يزيد بن حصيفة ورواه النسائي
أيضا عن يحيى بن حبيب بن عربي عن
حماد عن يحيى بن سعيد عن مسلم بن أبي
مريم عن عطاء بن يسار عن ابن خلاد
وكان من أصحاب النبي ص فذكره

وقال ابن وهب أخبرنى حيوة بن شريح
عن ابن الهاد عن أبي بكر عن عطاء بن
يسار عن السائب بن خلاد قال سمعت
رسول الله ص يقول من أخاف أهل المدينة
أخافه الله وعليه لعنة الله والملائكة
والناس أجمعين.

کتب صحاح ستہ بخاری اور مسلم کے علاوہ کثیر التعداد کتب اور اکثر صحابہ کرام سے
منقول روایت کا مجموعی خلاصہ کلام اس طرح ہے:

''رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا اللہ

تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کے
فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ وہ جہنمی ہے۔ اور کسی کی
شفاعت ممکن نہیں ہے۔"

حوالہ جات

(۱) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی۔ باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵، مترجم: ۳۰۶۔

(۲) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابو الفدای ابن کثیر باب قتل ابن زبیر اور ان کے ساتھی جلد:۸، صفحہ:۲۲۳۔

یزید کا بیت اللہ کے بارے میں عقیدہ

تاریخ طبری

إذا مضت ثلاثة أيام من شهر ربيع الأول يوم السبت سنة أربع وستين قذفوا البيت بالمجانيق، وحرقوه بالنار، وأخذوا يرتجزون ويقولون:

خطارةٌ مثل الفنيق المزبد ... نرمي بها أعواد هذا المسجد

قال هشام: قال أبو عوانة: جعل عمرو بن حوط السدوسي يقول:

كيف ترى صنيع أم فروه ... تأخذهم بين الصفا والمروه

يعني بأم فروة المنجنيق.

خانہ کعبہ پر سنگباری

ربیع الاول ۶۴ھ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور آگ لگا دی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

"یہ منجنیق ایک شتر مست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔ کیف نریٰ ذرہ ام فروہ دیکھنا کہ صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو نشانہ بنا رہی

ہے۔ ام فروہ اس نے منجنیق کا نام رکھا تھا۔"

وفي هذه السنة حرقت الكعبة.

ذكر السبب في إحراقها

قال محمد بن عمر: احترقت الكعبة يوم السبت لثلاث ليال خلون من شهر ربيع الأول سنة أربع وستين قبل أن يأتي نعي يزيد بن معاوية بتسعة وعشرين يوماً، وجاء نعيه لهلال ربيع الآخر ليلة الثلاثاء.

قال محمد بن عمر: حدثنا رياح بن مسلم، عن أبيه، قال: كانوا يوقدون حول الكعبة، فأقبلت شررة هبت بها الريح، فاحترقت ثياب الكعبة، واحترق خشب البيت يوم السبت لثلاث ليال خلون من ربيع الأول.

خانہ کعبہ میں آتش زنی

خانہ کعبہ کے جلنے کا واقعہ یزید کے مرنے سے انتیس دن پیشتر ہوا۔ لوگ گروہ در گروہ آگ سلگا کرتے تھے۔ ہوا چلی ایک چنگاری اڑ کر غلافِ کعبہ پر جا پڑی غلاف جل گیا۔ چوبینہ جل گیا۔ روز شنبہ ربیع الاول کی تیسری کو یہ واقعہ گذرا۔

صواعق محرقہ

پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابنِ زبیر سے جنگ کے لیے گیا اور ان لوگوں نے منجنیق سے کعبہ پر سنگباری کی اور اُسے آگ سے جلا دیا۔ پس ان بری باتوں سے جو اس کے زمانے میں پیدا ہوئیں اور کونسی بات بُری ہے اور یہ باتیں گزشتہ حدیث کا مصداق ہیں کہ میری امت ہمیشہ امرِ خلافت میں انصاف پر قائم رہے گی، یہاں تک کہ بنو امیہ میں سے

ایک آدمی جیسے یزید کہا جائے گا اُسے توڑ پھوڑ دے گا۔

تاریخ البدایہ والنہایہ

فلما كان يوم السبت ثالث ربيع الأول سنة أربع وستين نصبوا المجانيق على الكعبة ورموها حتى بالنار فاحترق جدار البيت فى يوم السبت وهذا قول الواقدى وهم يقولون ... خطاره مثل الفتيق المزبد ... ترمى بها جدران هذا المسجد ...

وجعل عمر بن حوطة السدوسى يقول ... كيف ترى صنيع أم فروة ... تأخذهم بين الصفا والمروة ...

وأم فروة اسم المنجنيق وقيل إنما احترقت لأن أهل المسجد جعلوا يوقدون النار وهم حول الكعبة فعلقت النار فى بعض أستار الكعبة فسرت إلى أخشابها وسقوفها فاحترقت

خانہ کعبہ پر سنگباری

ربیع الاول ۶۴ھ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور آگ لگادی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

"یہ منجنیق ایک شتر مست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔ کیف نریٰ ذرہ ام فروہ دیکھنا کہ صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو نشانہ بنا رہی

ہے۔ ام فروہ اس نے منجنیق کا نام رکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل
مسجد کو جلایا گیا۔ کعبہ کے اردگرد آگ جلائی گئی تو آگ کے
شعلوں نے کعبہ کے پردے جلا دیے گئے۔"

تاریخ کامل

إذا مضت ثلاثة أيام من شهر ربيع الأول سنة أربع وستين يوم السبت رموا البيت بالمجانيق وحرقوه بالنار وأخذوا يرتجزون ويقولون:

خطارة مثل الفنيق المزبد ... نرمي بها أعواد هذا المسجد

وقيل: إن الكعبة احترقت من نار كان يوقدها أصحاب عبد الله حول الكعبة وأقبلت شرارة هبت بها الريح فاحترقت ثياب الكعبة واحترق خشب البيت، والأول أصح،

خانہ کعبہ پر سنگباری

ربیع الاول ۶۴ھ کی تیسری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور آگ لگادی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

"یہ منجنیق ایک شتر مست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے لگا رہے ہیں۔"

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ کے ساتھیوں نے کعبہ پر آگ جلائی تو ہوا کی چنگاریوں سے غلاف کعبہ جل گیا اور اس سے لکڑی کا گھر بھی جل گیا لیکن اول واقعہ زیادہ صحیح ہے

تاریخ الخلفاء سیوطی

وسار جيش الحرة إلى مكة لقتال ابن الزبير فمات أمير الجيش بالطريق فاستخلف عليهم أميراً وأتوا مكة فحاصروا ابن الزبير وقاتلوه ورموه بالمنجنيق وذلك في صفر سنة أربع وستين واحترقت من شرارة نيرانهم أستار الكعبة سقفها وقرنا الكبش الذي فدى الله به إسماعيل وكانا في السقف

''جب لشکر یزیدی مکہ معظمہ میں داخل ہوا تو اس نے عبداللہ بن زبیرؓ کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں تک بن پڑا حضرت ابن زبیر نے بھی ان لشکر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ محصور تھے اس لیے آپ پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے۔ ان پتھروں کے شراروں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا۔ کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو فدیہ حضرت اسماعیل علیہ السلام میں جنت سے بھیجا گیا تھا وہ کعبہ کی چھت سے آویزاں تھا وہ بھی جل گیا اسی آتش زدگی کے باعث اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں۔ یہ واقعہ صفر ۶۴ ھ میں پیش آیا۔''

تاریخ مسعودی۔رمي الكعبة بالمجانيق

ونصب الحصينُ فيمن معه من أهل الشام المجانيق والعرادات على مكة والمسجد من الجبال والفِجَاج، وابنُ الزبير في المسجد، ومعه المختار بن أبي عُبَيد الثقفي. داخلاً في جملته، منضافاً إلى بيعته، منقاداً إلى

إمامته، على، شرائط شَرَطها عليه لا يخالف له رأياً، ولا يعصي له أمراً، فتواردت أحجار المجانيق والعرادات على البيت، ورمي مع الأحجار بالناروالنفط ومشاقات الكتان وغير ذلك من المحرقات، وانهدمت الكعبة، واحترقت البنية، ووقعت صاعقة فأحرقت من أصحاب المجانيق أحَدَ عشر رجلاً.

کعبہ پر منجنیق سے سنگباری

''حصین نے اپنے شامی ساتھیوں کے ساتھ مل کر منجنیقوں کو مکہ پر نصب کر دیا۔اور مسجد کے اردگرد جو پہاڑی راستے تھے ان پر منجنیق نصب کر دیئے۔ابن زبیر مسجد میں تھے۔ان کے ساتھ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی بھی دیگر اصحاب کے ساتھ شامل تھے۔اوران شرائط کے ساتھ ان کی بیعت امامت میں شامل تھا کہ ان کی رائے کی مخالفت نہیں کرے گا۔اور نہ اس کی حکم عدولی کرے گا۔پس منجنیق کے پتھر پے در پے بیت اللہ پر برسنے لگے اور پتھروں کے ساتھ آگ برسنے لگے۔اور پتھروں کے ساتھ آگ اور مٹی کا تیل اور کتان سن کے ٹکڑے اور دیگر جلنے والی چیزیں پھینکی جانے لگیں۔ اس طرح کعبہ منہدم ہوگیا۔ اور اس کی عمارت جل گئی اور ایک بجلی گری جس نے منجنیق چلانے والے گیارہ آدمی کو جلا کر رکھ دیا۔''

حوالہ جات

(۱) تاریخ طبری جلد:۳، صفحہ:۳۰۷۔باب واقعات ۶۴ چوسٹھ ھجری
(۲) صواعق محرقہ باب۔ فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض کی تفصیل۔ صفحہ:۳۵، ۱۳۴۔۲
(۳) تاریخ البداوالنھایہ صفحہ:۸، جلد:۸۔
(۴) تاریخ کامل صفحہ:۱۱۹، جلد:۲۔
(۵) تاریخ الخلفا سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ(۸۶) مترجم صفحہ:۲۰۳۔
(۶) تاریخ یعقوبی باب یزید بن معاویہ جلد:۱، صفحہ:۲۱۰۔
(۷) تاریخ مروج الذنب ومعادن الجواہر للسعودی۔باب (رمي الكعبة بالمجانيق) جلد:۱۱، صفحہ:۳۷۹۔

یزید کا عقیدہ، ماں، بہن سے نکاح جائز ہے

صواعق محرقہ

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ ابن الغسیل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہوگیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے۔ وہ شخص لڑکوں کا مائیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کرتا، شراب پیتا اور تارک الصلوۃ تھا۔

تاریخ الخلفا سیوطی

وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزيد أسرف في المعاصي وأخرج الواقد من طرق أن عبد الله بن حنظلة بن الغسيل قال: والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن ترى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويشرب الخمر ويدع الصلاة.

"اہل مدینہ نے یزید سے خلع بیعت یوں کیا کہ یزید گناہوں اور فواحش میں بری طرح پھنس گیا تھا۔ واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ ابن الغسیل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہوگیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ فسق وفجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی مائیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کررہے تھے شرابیں پی جارہی تھیں اور لوگوں نے ترک نماز

کردی تھی۔"

تاریخ السلام ذہبی

وقال الواقدي: أنا ابن أبي ذئب عن صالح بن أبي حسان أنا إسماعيل بن إبراهيم المخزومي عن أبيه وثنا سعيد بن محمد بن عمرو بن يحيى عن عبادة بن تميم كل قد حدثني قالوا : لما وثب أهل الحرة وأخرجوا بني أمية عن المدينة واجتمعوا على عبد الله بن حنظلة وبايعهم على الموت قال: يا قوم اتقوا الله فوالله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن نرمى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويشرب الخمر ويدع الصلاة.

"جب واقعہ حرہ ہوا تو اہل مدینہ نے بنوامیہ کو نکال دیا تو پھر لوگوں نے عبداللہ بن حنظلہ پر اجماع کرلیا اور موت پر بیعت کرلی۔"

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ ابن الغسیل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہوگیا کہ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائیں گے، کیونکہ فسق و فجور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی مائیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کررہے تھے۔ شرابیں پی جارہی تھیں اور لوگوں نے ترک نماز کردی تھی۔

حوالہ جات

(۱) صواعق محرقہ ابن حجر مکی مترجم باب صفحہ:۶۳۲۔
(۲) تاریخ الخلفا سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ:۸۵، صفحہ مترجم:۳۰۶۔
(۳) تاریخ السلام ذہبی جلد:۱، صفحہ:۵۶۴۔

یزید کا کردار اور عقائد

فسوق یزید وعمالہ

تاریخ مسعودی
وکان يزيد صاحب طرب وجوارح وكلاب وقُرُود وفهود ومنادمة على الشراب، وجلس ذات يوم على شرابه، وعن يمينه ابن زياد، وذلك بعد قتل الحسين، فأقبل على ساقيه فقال:
اسْقِنِي شَرْبَةً تُرَوِّي مَشَاشِي ... ثم مِلْ فاسق مثلها ابن زياد
صاحب السرّ والأمانة عِنْدِي ... ولتسديد مغنمي وجهادي
ثم أمر المغنين فغنوا به.
وغلب على أصحاب يزيد وعماله ما كان يفعله من الفسوق، وفي أيامه ظهر الغناء بمكة والمدينة، واستعملت الملاهي، وأظهر الناس شرب الشراب، وكان له قرد يكنى بأبي قيس يحضره مجلس منادمته، ويطرح له متكأ، وكان قرداً خبيثاً وكان يحمله على

أتان وحشية قد ريضت وذُلّلتْ لذلك
بسرج ولجام ويسابق بها الخيل يوم الحلْبة،
فجاء في بعض الأيام سابقاً، فتناول القصبة
ودخل الحجرة قبل الخيل، وعلى أبي قيس
قَبَاء من الحرير الأحمر والأصفر مشمر،
وعلى رأسه قلنسوة من الحرير ذات ألوان
بشَقَائق، وعلى الأتان سرج من الحرير
الأحمر منقوش ملمع بأنواع من الألوان

یزید اور اس کے عمال کی بدکرداری

یزید گانے بجانے اور کتوں، بندروں اور چیتوں کا دلدادہ تھا۔ شرب نوش تھا۔ ایک روز وہ شغل مے نوشی کے لیے بیٹھا اور اس کی دائیں جانب ابن زیاد تھا اور یہ حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ وہ اپنے ساقی کے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے وہ شراب پلا دو جو میری نرم نرم ہڈیوں کو بھی سیراب کرے۔ پھر ابن زیاد کو بھی ایسا ہی جام بھر کر دے جو میرے نزدیک میرا ہمزاد اور امین ہے۔ اور میری غنیمت اور جہاد کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ پھر اس نے گلوکاروں کو حکم دیا کہ وہ ان اشعار کو گائیں۔ پس انہوں نے گانا شروع کر دیا، اور یزید کے اصحاب یزید کی طرح بدکردار تھے اور اس کے زمانے میں مکہ اور مدینہ میں گانے کا دور دورہ ہو گیا اور کھیل کود کے آلات استعمال کیے جانے لگے۔ اور لوگوں نے کھلے بندوں شراب نوشی شروع کر دی تھی۔ اس کے پاس ایک بندر تھا جس کی کنیت ابو قیس تھی وہ بھی محل میں مے نوشی میں موجود ہوتا تھا اور اسے تکیہ لگا کر دیتا تھا اور وہ بڑا خبیث بندر تھا اور وہ ایک جنگلی گدھی پر جو بندھی ہوئی ہوتی تھی چڑھا دیتا تھا اور لگام اور زین لگا کر وہ اسے گھوڑ دوڑ کے گھوڑوں کے ساتھ دوڑاتا تھا۔ کبھی کبھی وہ سب سے آگے بڑھ جاتا اور بانس کو اکھاڑ لیتا اور گھوڑوں سے پہلے ہی حجرہ میں داخل ہو جاتا اور

ابوقیس پر سرخ اور زرد ریشم کی قبا ہوتی اور وہ آستین چڑھائے ہوتا اور اس کے سر پر ریشم کی منقش چمک دار رنگوں کی زین ہوتی۔ اس روز شام کے ایک شاعر نے اس بارے میں کہا () ابوقیس کو اس کی لگام کے زائد حصے سے پکڑ لے اور اگر تو گر پڑے تو اس کی ذمہ داری اس پر نہیں ہوگی تم میں سے کسی شخص نے اس بندر کو دیکھا ہے جو امیر المومنین کے گھوڑوں سے گدھی کو دوڑا کر آگے لے گیا۔

تاریخ البدیہ والنہایہ

وقد روى أن يزيد كان قد إشتهر بالمعازف وشرب الخمر والغنا والصيد واتخاذ الغلمان والقيان والكلاب والنطاح بين الكباش والدباب والقرود وما من يوم إلا يصبح فيه مخمورا وكان يشد القرد على فرس مسرجة بحبال ويسوق به ويلبس القرد قلانس الذهب وكذلك الغلمان وكان يسابق بين الخيل وكان إذا مات القرد حزن عليه.

''یزید آلات لہو ولہب سے کھیلتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ گلوکاری کرتا تھا۔ شکاری کتے پالتا تھا۔ ڈھول بجتا تھا۔ مینڈھے لڑتا تھا۔ بندر رکھتا تھا، گھوڑوں پر بندر بٹھا کر دوڑاتا تھا۔ بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہنواتا تھا۔ اس طرح لڑکوں کے ساتھ کرتا تھا اور جب بندر مر گیا اُس پر اس نے گریہ کیا تھا۔''

کتاب ماتم اور ازواج النبی اختتام پذیر ہوئی۔

والحمد لله اولاً و آخر و حامداً ومصلیاً ومسلماً

بتاریخ ۲۸ فروری ۲۰۱۱ء بروز پیر، بوقت رات گیارہ بجے مظفرآباد

احقر

سید نزاکت حسین کاظمی مفتی

صدر دفتر اُمور دینیہ مظفرآباد آزاد کشمیر

مستقل پتہ بمقام ترنوٹ سیداں ڈاکخانہ جرائی ضلع و تحصیل کوٹلی آزاد کشمیر

حوالہ جات

(۱) اریخ مروج الذہب ومعادن الجواہر للمسعودی۔باب (فسوق یزید وعماله) جلد:۱۱، صفحہ:۳۷۷۔

(۲) تاریخ البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر باب فقال لہ أتحبها فقال إی واللہ یا أمیر المؤمنین جلد:۸، صفحہ:۲۳۵۔

ادارہ منہاج الصالحین کی کتب پر ایک نظر

سوگنامہ آل محمدؐ

سوگنامہ آل محمدؐ علامہ محمد محمدی اشتہاردی کی تالیف مستطاب ہے جس کا اردو ترجمہ علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم نے فرمایا ہے۔ تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل اس کتاب میں چہاردہ معصومینؑ کے فضائل و مصائب کو نہایت جامعیت سے بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص مصائب محمدؐ و آل محمدؐ پر دور حاضر کے خطباء اور ذاکرین کے لئے یہ ایک نہایت مفید اور معتبر پیش کش ہے۔ دو سال کے قلیل عرصے میں اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہونے کو ہے۔ ہدیہ/225 روپے۔

سردار کربلا

یہ کتاب مستطاب محقق عالی قدر حجۃ الاسلام والمسلمین عباس اسماعیلی یزدی کا تاریخ کربلا کے موضوع پر بہترین سرمایہ تحقیق ہے۔ سحاب رحمت کے نام سے جسے پروفیسر مظہر عباس صاحب نے خوبصورت سلیس اور رواں دواں اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ کتب مقاتل میں تحقیق عمیق اور اسلوب بیان کے حوالے سے یہ کتاب بلند ترین مقام کی حامل ہے، جس کی تالیف میں سینکڑوں قدیم کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ منفرد، تجزیاتی، تاریخ، حوالہ جاتی کتب تاریخ میں خصوصی امتیاز کی حامل ہے۔ مصائب کی دنیا میں اس کتاب کی آمد سے ہر ذی شعور اور باضمیر قاری کے ذہن میں جہان درد آباد ہونے کو ہے۔ ہدیہ: 300 روپے

فلسفہ غیبت مہدیؑ

شیخ صدوق علیہ الرحمہ مذہب تشیع کے نہایت بلند پایہ علمائے اعلام میں سے ہیں جنہوں نے شیعیت کو حیات نو بخشی۔ شیخ موصوف امام زمانہؑ کی دعا سے پیدا ہوئے اور انہی کے حکم سے کمال الدین و تمام النعمہ نامی کتاب عربی میں تالیف کی۔ غیبت کے موضوع پر یہ معتبر ترین کتاب ہے۔ اس کی اہمیت و

افادیت کے پیش نظر دانشمند گرامی پروفیسر مظہر عباس صاحب نے نہایت تدقیق سے تصحیح و تنقیح کے بعد اس کا انتخاب و اختصار اردو زبان میں پیش کیا ہے۔ یہ انتخاب واختصار اپنی مثال آپ ہے، جو عربی کتاب کی دونوں جلدوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ منتظرین امام کے لئے یہ پیش بہا تحفہ نہایت پرکشش اور جاذب نظر و قلب انداز میں منصۂ شہود پر آیا ہے۔ یقیناً یہ بھی امام زمانہؑ ہی کا اعجاز ہے کہ غیبت امام کے فلسفہ کو اس قدر سلیس، رواں دواں اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ہدیہ: 135 روپے

جنت

کتاب لاجواب "جنت" آیت اللہ دستغیب شہید کی طرف سے کی گئی "سورہ واقعہ" کی تفسیر ہے۔ تفسیر قرآن کی اگرچہ بے شمار کتابیں میسر ہیں لیکن آیت اللہ موصوف کی تفسیر کا ہر نسخہ معلومات کا سمندر اور تحقیقات کا خزانہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ ان شاء اللہ جنت کے مناظر کو اپنے سامنے مصور پائیں گے...... انذار و تبشیر لازم وملزوم ہیں، لہٰذا مومنوں کے مقام جنت کے ساتھ ساتھ اسی تفسیر میں آیات قرآنی کے مطابق آیت اللہ موصوف نے دوزخ کی ہولناکیوں کا بھی منظر کشی (فرمودات معصومینؑ کی روشنی میں) کی ہے۔

مولانا ریاض حسین جعفری فاضل قم کے قلم سے اس کا خوبصورت اردو ترجمہ انتہائی قابل رشک ہے۔ خوبصورت ٹائٹل، نفیس کاغذ، اعلیٰ طباعت کا نمونہ ہے۔ ہدیہ: 160 روپے

نصائح

"نصائح" آیت اللہ دستغیب شہید کی طرف سے سورہ القمر کی تفسیر کا پیش بہا ارمغان ہے۔ اس سورہ کی تفسیر میں آقائے دستغیب اعلیٰ اللہ مقامہٗ نے اپنے اسلوب خاص کے مطابق نہ صرف معلومات دینیہ کے انبار لگائے ہیں، بلکہ بے شمار نصائح ایزدی کو بھی منظر عام پر لائے ہیں۔

مولانا ریاض حسین جعفری صاحب فاضل قم نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے اردو کے دامن کو قرآن فہمی کے خصوصی شاہکار سے ہمکنار کیا ہے۔ نصائح ایک ایسی کتاب ہے جس کو ایک دفعہ پڑھنے کے بعد بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ خوبصورت طباعت سے بہترین کتاب کا ہدیہ: 135 روپے۔

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی

بیادِ سید وصی حیدر رضا زیدی

کتابوں کی لسٹ ڈی وی ڈی کور کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

خصوصی تعاون: حجتہ الاسلام سید نوبہار رضا نقوی (فاضل مشہد، ایران)

سگ درِ بتولؑ: سید علی قنبر زیدی ۔ سید علی حیدر زیدی

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹر ڈی وی ڈی ● التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابنِ سید حسین احمد زیدی (مرحوم)